روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۷

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
تحفۂ گولڑویہ۔ اربعین

دیباچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کر کے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں۔

ا۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورة : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں۔

ب۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

ج۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ان رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے۔ آمین

خاکسار

الناشر

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت

یہ رُوحانی خزائن کی سترویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب گورنمنٹ انگریزی اور جہاد تحفہ گولڑویہ اور اربعین ۱ و ۲ و ۳ و ۴ پر مشتمل ہے۔

"گورنمنٹ انگریزی اور جہاد"

یہ رسالہ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقتِ جہاد اور اس کی فلاسفی بیان فرمائی اور قرآن و حدیث اور تاریخ سے جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کو بحالت مجبوری جو جنگیں کرنی پڑیں وہ محض وقتی اور مدافعانہ اور مذہبی آزادی قائم کرنے کے لئے تھیں۔ ورنہ اسلام سے بڑھکر صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا علمبردار کوئی اور مذہب نہیں ہے حضرت اقدسؑ نے اپنی متعدد تالیفات میں جہاد کے مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا مشن ادیانِ عالم پر دلائل و براہین کی رُو سے اتمامِ حجت اور اسلام کا غلبہ ثابت کرنا تھا۔ اور مغربی فلاسفروں اور مستشرقین علماء کا سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور وہ مذہب کے معاملہ میں جبر واکراہ روا رکھتا ہے۔ چنانچہ پادری سیلکم میکال لنڈن کے انگریزی رسالہ "دی ٹوئنٹیتھ سنچری" دسمبر ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۸۳۲ میں لکھتا ہے:۔

> "قرآن دنیا کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دار الاسلام یعنی اسلام کا ملک اور دار الحرب یعنی دشمن کا ملک۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ سب اسلام کے مخالف ہیں۔ لہذا سچے مسلمان کا فرض ہے کہ کفار کے خلاف جنگ کریں یہاں تک کہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا قتل ہو جائیں جسکو جہاد یا جنگ مقدس کہتے ہیں جس کا خاتمہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ یا تو دنیا کے کفار سب کے سب اسلام قبول کریں یا اُن کا ہر ایک آدمی مارا جائے پس خلیفۂ اسلام

کا مقدس فرض یہ ہے کہ جب موقعہ پیش آئے غیر مسلم دنیا پر جہاد کیا جائے۔" (ترجمہ از انگریزی)
سر ولیم میور "لائف آف محمد" صفحہ ۵۲۳ مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء میں لکھتے ہیں کہ مدینہ پہنچکر طاقت حاصل کر لینے کے بعد

"Intolerance quickly took place of freedom, force of Persuation .... Slay the unbelievers wheresoever ye find was now the watchword of Islam."

یعنی مذہبی مزاحمت نے آزادی کی جگہ اور زبردستی نے ترغیب کی جگہ لے لی اور اسلام کا امتیازی نشان اب یہ کلمہ ہو گیا کہ جہاں پاؤ کافروں کو قتل کرو۔"

اور میجر آسبرن اپنی کتاب "اسلام زیر حکومت عرب" جہاد کے زیر عنوان لکھتا ہے:۔

"جب آپ کو تکلیفیں دی جاتی تھیں اُسوقت جو اصول آپ نے تجویز کئے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مذہب میں کوئی زبردستی نہیں ہونی چاہیئے .... مگر کامیابی کے نشہ نے آپ کے بہتر خیالات کی آواز کو بہت عرصہ پہلے ہی خاموش کرا دیا تھا۔ انہوں نے جنگ کا ایک عام فرمان جاری کر دیا تھا (جسکا نتیجہ یہ تھا) کہ اہل عرب نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لے کر جلتے ہوئے شہروں کے شعلوں اور تباہ و برباد شدہ خاندانوں کی چیخ و پکار کے درمیان اپنے دین کی اشاعت کی۔" (ترجمہ انگریزی)

("اسلام انڈر دی عرب رول" مطبوعہ لانگ مین گرین اینڈ کمپنی لنڈن ۴۶)

چونکہ مغرب نے اسلام کی صورت مسئلہ جہاد کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے سخت بھیانک رنگ میں پیش کی تھی اس لئے حضرت اقدس نے اپنی متعدد تالیفات میں مسئلہ جہاد پر بحث کی اور اس کی حقیقت ظاہر فرمائی۔

علاوہ ازیں کئی ایک دوسری وجوہ اس مسئلہ پر بار بار لکھنے کی یہ ہوئیں:۔

(۱) آپ کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا تھا اور مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی ظاہر ہونگے تو وہ کافروں سے جنگ کرینگے اور بزور شمشیر اسلام کی اشاعت کرینگے۔

چنانچہ امام نودی حدیث یضع الجزیۃ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"واما قوله صلی اللہ علیه وسلم یضع الجزیة والصواب فی معناه انه لا یقبلها ولا یقبلها من الکفار الا الاسلام ومن بذل منهم الجزیة لم یکف عنه بها بل لا یقبل الا الاسلام او القتل هکذا قال الامام ابوسلیمان الخطابی وغیره من العلماء۔"

(شرح النووی مع صحیح مسلم جلد اول ص۸۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

"یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ حضرت عیسیٰ جزیہ کو موقوف کر دینگے اس کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ وہ جزیہ قبول نہیں کرینگے اور کفار سے صرف ان کا اسلام لانا قبول کرینگے اور اُن میں سے اپنے آپ کو جو جزیہ دے کر چھڑانا چاہیگا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائیگا بلکہ مسیح علیہ السلام انکے صرف اسلام لانے کو ہی قبول کرینگے اور اگر کوئی اسلام نہ لائیگا تو اُسے قتل کر دینگے۔ امام ابوسلیمان الخطابی وغیرہ علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یضع الجزیۃ کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔"

(نیز دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر العسقلانی جلد ۲ ص۳۱۵)

اسی طرح نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب "حجج الکرامۃ" ص۳۴۷ مطبوعہ شاہجہان بھوپال اور ان کے صاحبزادے نواب مولوی نور الحسن خان صاحب اپنی کتاب "اقتراب الساعۃ" میں مہدی معہود کی جنگوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"سارے بادشاہ روئے زمین کے داخلِ اطاعت ہو جائیں گے۔ مہدی اپنا ایک لشکر طرف ہندوستان کے روانہ کرینگے۔ یہاں کے بادشاہ طوق بگردن ہو کر اُن کے پاس حاضر کئے جائینگے سارے خزانے ہند کے بیت المقدس بھیج دیئے جائیں گے۔ وہ سب خزائن حلیۂ بیت المقدس ہونگے۔ کئی برس تک مہدی اس حال میں رہیں گے۔"

(اقتراب الساعۃ ص۸۵ مطبوعہ ۱۳۰۹ھ مطبع سعید المطابع بنارس)

پس انگریزی گورنمنٹ ایک تو مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق کہ مسیح موعود اور مہدی بزورِ شمشیر کافروں کو مسلمان بنائیں گے یا انہیں قتل کر دینگے حضرت بانی جماعت احمدیہ کو انکے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کی وجہ سے مشکوک نگاہوں سے دیکھتی تھی۔

(۲) دوسرے اس وجہ سے کہ آپ کے دعویٰ مہدیت سے چند سال پہلے مہدی سوڈانی نے (۱۸۸۱ء-۱۸۸۲ء) میں مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے اور سوڈان میں جہاد کا اعلان کر کے انگریزوں سے جو جنگ وقتال کا ہنگامہ برپا کیا تھا اور آخر ۱۸۸۲ء میں شکست کھائی تھی وہ انگریزوں کو بھولا نہیں تھا۔ اس لئے مہدی کا دعویٰ کرنیوالے کو گورنمنٹ انگریزی اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتی تھی اور نہ ایسے وجود کو برداشت کر سکتی تھی۔

(۳) تیسرے یہ کہ بعض علماء آپ کے خلاف حکومت کے پاس یہ ریشہ دوانیاں کر رہے تھے۔ اور حکومت کو مہدی سوڈانی کا زمانہ یاد دلا کر آپ کے خلاف اُکسا رہے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا تو یہ پیشہ ہو چکا تھا۔ وہ اپنے رسالہ "اشاعۃ السنہ" میں لکھتے ہیں :-

"گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پُر حذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدیٔ قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ ء حاشیہ صفحہ ۱۶۸ ۱۸۹۳ء)

(۴) چوتھے پادری صاحبان جو آپ کا از روئے دلائل مقابلہ کرنے سے عاجز آچکے تھے وہ اپنی شکست کا آپ سے انتقام لینا اسی صورت میں آسان خیال کرتے تھے کہ گورنمنٹ انگریزی کو جو ان کی ہم مذہب تھی آپ سے بدظن کر کے آپ کو قید کرا دیں یا آپ پر پابندی عائد کرا کے تبلیغ اسلام سے باز رکھیں چنانچہ پادری ہنری مارٹن کلارک نے اس مقدمہ اقدام قتل میں جو آپ کے خلاف پادریوں کی سازش سے کھڑا کیا گیا تھا یہ حلفی بیان دیا تھا کہ :-

"مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب فتنہ انگیز اور خطرناک آدمی ہے۔ اچھا نہیں ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۰)

یہ گورا پادری جو انگریزی حکام کے ساتھ کھلے بندوں ملتا اور اُن کے ساتھ کھاتا پیتا۔ اٹھتا بیٹھتا تھا گورنمنٹ انگریزی کے حکام کے کان آپ کے خلاف بھرتا رہتا تھا اور اسی طرح دوسرے پادری عماد الدین وغیرہ اپنی تحریروں میں بھی آپ پر اس قسم کے الزام لگاتے تھے۔

(۵) پانچویں آپ کے دعویٰ کا زمانہ وہ تھا جبکہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت پر تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا۔ بغاوت میں گو ہندوؤں اور مسلمانوں نے حصہ لیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے یہ کہکر کہ اصل میں مسلمانوں نے اپنی حکومت دوبارہ قائم کرنے کیلئے یہ سب فتنہ کھڑا کیا ہے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا اور حضرت اقدس

بانیٔ جماعت احمدیہ جنہوں نے خدا کے حکم سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس کے معنے انگریزوں کی نظر میں سوائے بغاوت کے اور کچھ نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ آپ مغل خاندان سے تھے اور اس شجرہ نسب کی ایک شاخ تھے جن کی سلطنت کا خاتمہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اس لئے آپ کے متعلق انگریزوں کا خیال کرنا کہ آپ نے مہدی ہونے کا دعویٰ اس لئے کیا ہے کہ تا اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی عظمت اور سلطنت کو واپس لیں مستبعد امر نہیں تھا۔ خصوصاً جبکہ مولوی اور پادری بھی گورنمنٹ کو آپ کے خلاف بھڑکانے میں شب و روز مصروف تھے اور خفیہ رپورٹوں کے ذریعہ گورنمنٹ کو آپ سے بدظن کرانے کیلئے کوششیں کرتے رہتے تھے۔ انہی وجوہ کی بنا پر حضرت اقدسؑ کو بکرّات و مرّات اپنی تالیفات میں جہاد کے متعلق مسلمانوں کے غلط نظریہ کی تردید کرنے اور جہاد کی حقیقت بیان کرنے اور گورنمنٹ کی نسبت اپنے رویہ کی وضاحت کرنے کے لئے اس خاص رسالہ کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں آپ کے خاندان نے جو گورنمنٹ کی خدمت کی تھی اس کا بار بار ذکر کرنے کی بھی یہی وجہ تھی اور یہ بتانا مقصود تھا کہ اگر دعویٰ مہدویت سے آپ کا مقصد اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی ریاست کا واپس لینا ہوتا تو آپ کا خاندان اس وقت جبکہ انگریزوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے ان کی مدد کیوں کرتا۔

انگریزی حکومت سے جہاد بالسیف نہ کرنے کی وجہ:۔

آپ نے انگریزوں سے جہاد بالسیف کو ناجائز اس لئے قرار دیا کہ شریعت اسلامی کی رو سے ایسی گورنمنٹ سے جو امن و انصاف قائم کرتی اور کامل مذہبی آزادی دیتی اور مسلمانوں کے مال و جان کی حفاظت کرتی ہو جہاد بالسیف کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ آپ گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کرنے کا الزام دینے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> "اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلوار چلاتی ہے قرآن شریف کی رو سے جنگ کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔" (کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۶۸ طبع ہشتم)

اور فرماتے ہیں:۔

> "شریعت کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے

بغاوت اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون ہوں اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل از اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

اور یہی مذہب حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد تیرھویں صدی کا تھا۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری[1] مؤلف سوانح احمدی لکھتے ہیں کہ ایک سائل نے یہ سوال کیا کہ آپ انگریزوں سے جو دین اسلام کے منکر اور اس ملک کے حاکم ہیں جہاد کر کے ملک ہندوستان کیوں نہیں لے لیتے؟ آپ نے فرمایا:۔

"سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ ہم ان کے ملک میں علانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی......... ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے۔ سو وہ بلا روک ٹوک اس ملک میں ہم کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔ اور خلاف اصول اسلام طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصل غرض جہاد کی سمجھ گیا۔"

(سوانح احمدی کلاں صـ۷۱)

اور صفحہ ۱۳۹ میں لکھتے ہیں:۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔"

اسی طرح آپ کے دست راست شاگرد رشید حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ سے اثنائے قیام کلکتہ جب کہ آپ وعظ فرما رہے تھے یہ سوال کیا گیا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:۔

---

[1] مولانا محمد جعفر تھانیسری سے متعلق مولوی محمد علی جالندہری لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کی تاریخ میں اور سیاست میں کونسا طالب علم ہے جو کہ مولانا جعفر تھانیسری، مولانا فضل حق خیرآبادی کے نام اور آزادئ وطن کیلئے مساعی سے آشنا نہیں۔" (آزاد ۱۲ اپریل ۱۹۵۰ء)

"ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔"
(سوانح احمدی کلاں ص۵۷)

اور سر سید احمد خان مرحوم نے اپنی تالیف "رسالہ بغاوت ہند" میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ بغاوت ۱۸۵۷ء جہاد نہ تھی اور نہ مسلمان انگریزی گورنمنٹ سے جہاد کرنے کے شرعاً مجاز تھے۔

اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک رسالہ "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" ۱۸۷۶ء میں تصنیف کیا اور علمائے اسلام کی رائے حاصل کرنے کیلئے انہوں نے لاہور سے لیکر عظیم آباد اور پٹنہ تک سفر کیا اور مختلف فرقہائے اسلام کے اکابر علماء کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر ان کا توافق رائے حاصل کیا۔ اس میں آپ دلائل ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

"ان دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا۔ مہدی سوڈانی ہو یا حضرت سلطان شاہ ایرانی۔ خواہ امیر خراسان ہو مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا ہرگز جائز نہیں۔" (الاقتصاد ص۱۹)

اور لکھتے ہیں:۔

"اہل اسلام کو ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱۰ ص۲۸۷)

اور لکھتے ہیں:۔

"اس امن و آزادی عام و حسن انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہل حدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم و رعایا ہونا نہیں چاہتے۔" (اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۶ ص۲۹۳)

یہی مذہب نواب مولوی محمد صدیق حسن خان آف بھوپال اور مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا تھا اور یہی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ نے دیا اور یہی مذہب مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد مفتی لدھیانہ کا تھا۔ کہ "انگریزی گورنمنٹ کی مخالفت مسلمانوں کیلئے شرعاً حرام ہے۔" (دیکھو نصرۃ الابرار مؤلفہ مولوی محمد مفتی لدھیانہ ۱۳۰۶ھ ہجری)

اور مولانا ظفر علی خان مدیر اخبار "زمیندار" بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"زمیندار اور اس کے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایۂ خدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصافِ خسروانہ کو اپنی دلی ارادت و قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔" (زمیندار ۹ر نومبر ۱۹۱۱ء)

اور لکھتے ہیں :-

"مسلمان ایک لمحہ کیلئے ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔"

(زمیندار ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء)

اسی طرح علامہ السید الحائری مجتہد العصر (شیعی لیڈر) گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی ہے جس کی نظیر اور مثال دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی غور کرو کہ تم اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کیونکر بے خوف و خطر پوری آزادی کے ساتھ آج سر میدان تقریریں اور وعظ کر رہے ہو۔ اور کس طرح ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد مسعود میں ہمیں میسر آئے ہیں جو پہلے کسی حکومت میں موجود نہ تھے۔ گذشتہ غیر مسلم سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہ کہہ سکتے تھے اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات ہوتی ہی نہ تھی ...... اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں (جو آزادی مذہب کی صورت میں انہیں حاصل ہے) صمیم قلب سے برٹش حکومت کا رہین احسان اور شکر گذار ہونا چاہیئے اور اس کے لئے شرع بھی اُن کو مانع نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہٖ السلام نے نوشیروان عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح و فخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔" (موعظہ تحریف قرآن بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۶۷، ۶۸ شائع کردہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووال لاہور)

اسی طرح شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی نے اپنے لیکچر میں جو ۵ راکتوبر ۱۸۸۸ء کو ٹاؤن ہال دہلی میں دیا گورنمنٹ انگریزی کے متعلق فرمایا :-

"کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے ؟ توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق ۔"

(مولانا مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی کے لیکچروں کا مجموعہ۔ بار اول ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)

اور فرمایا :-

"جو آسائش ہم کو انگریزی عملداری میں میسر ہے کسی دوسری قوم میں اس کے مہیا کرنے کی صلاحیت نہیں ۔" (ایضاً صفحہ ۲۶)

اور آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے انگریزی گورنمنٹ کے متعلق فرماتے ہیں :-

"بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر ستولی ہونا درحقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے۔ اور بلاشبہ تمام رعیت اس عادل بادشاہ کی احسان مند ہے۔ پس ہم رعایائے ہندوستان جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ دام سلطنتہا ملکہ ہند و انگلینڈ کی رعیت ہیں۔ اور جو ہم پر عدل و انصاف کے ساتھ بغیر قومی و مذہبی طرفداری کے حکومت کرتی ہے سرتاپا احسان مند ہیں اور ہم کو یہ ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم ہے۔ ہم کو اس کی احسان مندی کا ماننا اور شکر بجا لانا واجب ہے۔" (مجموعہ لیکچر ہائے آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر رفاہ عام پریس لاہور دسمبر ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۵)

اور ۱۰ رمئی ۱۸۸۶ء کو بمقام علیگڑھ تقریر میں گورنمنٹ انگریزی سے اپنی خیر خواہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"میری نصیحت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے اپنا دل صاف رکھو اور نیک دلی سے پیش آؤ اور سب طرح پر گورنمنٹ پر اعتبار رکھو ۔" (" صفحہ ۲۳۹)

پس جو نظریہ گورنمنٹ انگریزی سے جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تمام جیّد علماء اسی نظریہ کے مؤید تھے ۔ مندرجہ بالا اقوال کے علاوہ جو مسلّم سیاسی اور مذہبی مسلم رہنماؤں کے ہیں ایک غیر از جماعت شخص (ملک محمد جعفر خان ایڈووکیٹ) کا بیان پیش کرنا بھی غیر مناسب نہ ہوگا ملک صاحب لکھتے ہیں :-

"مرزا صاحب کے زمانے میں ان کے مشہور مقتدر مخالفین مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی ۔ پیر مہر علیشاہ گولڑوی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور سر سید احمد خان سب انگریزوں کے ایسے ہی

وفادار تھے جیسے مرزا صاحب۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں جو لٹریچر مرزا صاحب کے ردّ میں لکھا گیا اُس میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات میں غلامی پر رضامند رہنے کی تلقین کی ہے۔" (احمدیہ تحریک ص۲۴۲ شائع کردہ سندھ ساگر اکادمی لاہور)

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کا حکومت برطانیہ کی تعریف کرنا اور اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار دراصل ایک اصول کے ماتحت تھا وہ یہ کہ :۔

(الف) اس حکومت نے پنجاب کے مسلمانوں کو سکھ حکومت کے مظالم سے نجات دلائی۔

(ب) اس نے ملک میں امن قائم کیا۔

(ج) اس نے ملک میں کامل آزادی عطا کی۔

جہاد یعنی قتال بالسیف کی ممانعت کی ایک اور وجہ :۔

پھر آپؑ نے ممانعت جہاد بالسیف کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی بھی تصریح کی کہ اس ملک اور اس زمانہ میں اس لئے جہاد یعنی قتال بالسیف ممنوع ہے کہ شرائط جہاد نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ آپؑ اپنی تالیف حقیقۃ المہدی میں فرماتے ہیں :۔

"فرفعت ھٰذہ السنّۃ برفع اسبابھا فی ھٰذہ الایّام۔" یعنی تلوار کے ساتھ جہاد کے شرائط پائے نہ جانے کے باعث موجودہ ایّام میں تلوار کا جہاد نہیں رہا۔

اور فرمایا :۔

"وامرنا ان نعد للکافرین کما یعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام۔" (حقیقۃ المہدی ص۱۹) اور ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم کافروں کے مقابل میں اُسی قسم کی تیاری کریں جیسی وہ ہمارے مقابلہ کے لئے کرتے ہیں یا یہ کہ ہم کافروں سے ویسا ہی سلوک کریں جیسا وہ ہم سے کرتے ہیں۔ اور جب تک وہ ہم پر تلوار نہ اٹھائیں اس وقت تک ہم بھی اُن پر تلوار نہ اُٹھائیں۔

اور فرمایا :۔

"ولا شک ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھٰذا الزمن وھٰذہ البلاد۔"

(ص۸۳ جلد ہذا) اور اس میں شک نہیں کہ جہاد کی وجوہ یا شرائط اس زمانہ اور ان شہروں میں نہیں پائی جاتیں۔

یہی بات نواب مولوی صدیق حسن خان نے "ترجمان وہابیہ" صفحہ ۲۰ میں لکھی ہے :۔

"جہاد بغیر شرائطِ شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے ہرگز جائز نہیں۔"

اور مولوی ظفر علی خان لکھتے ہیں :۔

"اسلام نے جب کبھی جہاد کی اجازت دی ہے۔ مخصوص حالات میں دی ہے۔ جہاد ملک گیری کی ہوس کا ذریعہ تکمیل نہیں ہے .... اس کے لئے امارت شرط ہے۔ اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے۔ دشمنوں کی پیش قدمی اور ابتداء شرط ہے۔" (زمیندار ۱۴ر جون ۱۹۲۶ء)

اور مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں :۔

"ایک بڑی بھاری شرط شرعی جہاد کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں امام و خلیفۂ وقت موجود ہو .... مسلمانوں میں ایسی جمعیت حاصل و جماعت موجود ہو جس میں ان کو کسرِ شوکت اسلام کا خوف نہ ہو فتح و غلبۂ اسلام کا ظن غالب ہو۔" (الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص۳۱)

اور لکھتے ہیں :۔

"اس زمانہ میں شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائطِ امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکتِ جمعیت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتحیاب ہونے کی امید کر سکیں۔" (الاقتصاد ص۴۲)

اور خواجہ حسن نظامی دہلوی لکھتے ہیں :۔

"جہاد کا مسئلہ ہمارے ہاں بچے بچے کو معلوم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب کفار مذہبی امور میں حارج ہوں اور امام عادل جس کے پاس حرب و ضرب کا پورا سامان ہو لڑائی کا فتویٰ دے تو جنگ ہر مسلمان پر لازم ہو جاتی ہے۔ مگر انگریز نہ ہمارے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں۔ نہ اور کسی کام میں ایسی زیادتی کرتے ہیں جس کو ظلم سے تعبیر کر سکیں۔ نہ ہمارے پاس سامان حرب ہے۔ ایسی صورت میں ہم ہرگز ہرگز کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالینگے۔"

(رسالہ شیخ سنوسی ص۱۷ مؤلفہ خواجہ حسن نظامی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے بلکہ آپ کی ولادت سے بھی قبل ایک موقعہ جہاد کا پیدا ہوا۔ اور حضرت سید احمد بریلوی مجدد تیرھویں صدی نے پنجاب کے سکھوں کے خلاف جہاد کا

اعلان کیا۔ کیونکہ جیسا کہ مولوی مسعود احمد ندوی لکھتے ہیں :۔

"اس وقت پنجاب میں سکھا شاہی کا زور تھا۔ مسلمان عورتوں کی عصمت و آبرو محفوظ نہ رہی تھی۔ ان کا خون حلال ہو چکا تھا۔ گائے کی قربانی ممنوع تھی۔ مسجدوں سے اصطبل کا کام لیا جا رہا تھا۔ غرض مظالم کا ایک بے پناہ سیلاب تھا جو پانچ دریاؤں کی مسلم آبادی کو بہائے لئے جا رہا تھا۔ آنکھیں سب کچھ دیکھتی تھیں۔ مگر قوائے عمل مفلوج ہو چکے تھے۔"

(ہندوستان کی پہلی تحریک صـ۴۷-۴۵)

سید صاحب مرحوم کی شہادت اور اُن کی شکست کی وجہ یہ لکھتے ہیں :۔

"اپنی بدنصیبی کا ماتم کن لفظوں میں کیا جائے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے۔ جب کبھی ملّانوں کے فتوے اور خوانین سرحد کی غداری یاد آتی ہے۔ .... جاہل ملّانوں نے مجاہدین کو وہابی کہنا شروع کیا جن کی اصلاح، بہبودی اور امداد و معاونت کے لئے اس بے برگ و نوا سیّد زادے اور اس کے جاں نثاروں نے ہجرت کی مشقتیں گوارا کیں وہ خود جان کے دشمن ہو گئے۔ کھانے میں زہر بھی دیا گیا۔ پشاور فتح ہو چکا تھا مگر سردارانِ پشاور کی غداری کے باعث سیّد صاحب کے مقرر کردہ عمال اور خاص اصحاب کا قتل عام ہوا۔ اور پھر اتنی بددلی ہوئی کہ وہ نواح پشاور کو چھوڑ کر وادیٔ کاغان سے متصل راج دواری کی وادی کو منتقل ہو گئے .... اور آخر بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔"[1]

(" " صـ۴۷)

اسی لئے مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا :۔

"بھائیو! اب سیف کا وقت نہیں رہا۔ اب بجائے سیف قلم سے کام لینا ضروری ہوگا

---

[1] ان کی جہاد سے غرض پنجاب کے مسلمانوں کو سکھوں کی جابرانہ و مستبدانہ حکومت سے نجات اور مذہبی آزادی دلانا تھا وہ اس رنگ میں پوری ہو گئی کہ سکھوں کی جگہ انگریز پنجاب کے حاکم ہو گئے اور جیسا کہ مولانا محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں :۔ "سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ارادہ ہرگز نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔" (سوانح احمدی کلاں صـ۱۳۹)

مسلمانوں کے ہاتھ میں سیف کا آنا کیونکر ممکن ہے جبکہ ان کا ہاتھ ہی نذار دہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا جانی دشمن ہے۔ شیعہ سُنّی کو اور سنّی شیعہ کو، اہلحدیث اہلِ تقلید کو وعلیٰ ہٰذا القیاس ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو اسی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۶ ۱۲ صفحہ ۳۶۵)

پس آپؑ نے شرائط جہاد کی عدم موجودگی کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کے مطابق شرعی جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیا تھا۔

تیسری وجہ آپ نے منع جہاد بالسیف کی یہ بیان فرمائی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں ظاہر ہوگا جبکہ مذہبی آزادی ہوگی اور مذہب کے لئے جنگ اور لڑائی کی ضرورت نہ ہوگی۔ چنانچہ حضور اسی رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں فرماتے ہیں:۔

"تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئیگا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دیگا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس آیت قرآنی کا ہے حتّٰی تضع الحرب اوزارھا۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔" (صفحہ ۸ جلد ہٰذا)

اور فرماتے ہیں:۔

"جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔" (صفحہ ۱۳ جلد ہٰذا)

گویا آپ کا التوائے جہاد یعنی دینی قتال کی ممانعت کا فتویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ہے خود اپنی طرف سے نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مطلب تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں بوجہ مکمل مذہبی آزادی پائے جانے کے قتال دینی کی ضرورت نہ ہوگی۔

اس رسالہ کی اشاعت کے چند دن بعد حضرت اقدسؑ نے فتویٰ ممانعت دینی جہاد کا نظم میں (صفحہ ۷۷ تا صفحہ ۸۰ جلد ہٰذا) ذکر کیا ہے جس کے ابتدائی اشعار میں یہ چار شعر بھی ہیں ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر ۔۔۔ کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰؐ ۔۔۔ عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

اس نظم میں حضرت اقدس علیہ السلام نے التوائے جہاد کا فتویٰ دیتے ہوئے مذکورہ بالا تینوں وجوہات کا نہایت احسن پیرایہ میں ذکر فرمایا ہے۔ (دیکھو ص ۷۷-۸۰ جلد ہذا)

اقسام جہاد

پھر آپ نے اس امر کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ جہاد صرف تلوار سے جنگ کرنا ہی نہیں بلکہ جہاد کے معنوں میں وسعت پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کا کفار تک پہنچانا اور تبلیغ حق اور وعظ و نصیحت کرنا بھی جہاد ہے بلکہ جہاد کبیر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

"فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھادًا کبیرًا" (الفرقان)

مولانا ابوالکلام آزاد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:—

"اس میں جہاد بالسیف تو مراد نہیں ہو سکتا۔ یقیناً جہاد کبیر حق کی استقامت اور اسکی راہ میں تمام مصیبتیں اور مشقتیں جھیل لینے کا نام جہاد ہے۔"

(مسئلہ خلافت و جزیرہ عرب ص ۱۰۹)

اور مولوی ظفر علی خاں اس آیت سے متعلق لکھتے ہیں:—

"اس آیت میں جاھدھم سے مراد یہ ہے کہ کافروں کو وعظ و نصیحت اور انہیں دعوت و تبلیغ کرکے سمجھانا۔ امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں یونہی روشنی ڈالی ہے۔"

(زمیندار ۲۵ رجون ۱۹۳۱ء)

اور مولانا حیدر زمان صدیقی لکھتے ہیں:—

"اسی طرح احادیث میں جابر حکمران کے آگے کلمۂ حق بلند کرنے کو اعظم جہاد کہا گیا ہے۔
ان من اعظم الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر (رواہ ابو داؤد والترمذی)
...... پس اشاعت علوم دینیہ و قیام مدارس دینیہ اور ہر وہ کام جو اقامت دین کی غرض سے کیا جائے جہاد کی حقیقت میں شامل ہے۔"

("اسلام کا نظریہ جہاد" کتاب منزل لاہور ص ۱۲۸-۱۳۰)

پھر حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:۔ "رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر" (بیہقی) گویا آپ نے جہاد بالسیف کو جہاد اصغر قرار دیا اور تزکیہ نفس کے جہاد کو جہاد اکبر قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط جہاد سیفی کے نہ پائے جانے کی وجہ سے فرمایا کہ دین کیلئے

"اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔" (صفحہ ۱۵ جلد ہذا)

ممانعت کا وقتی فتویٰ ہے

آپؑ نے اس پیشگوئی کے مطابق جو قرآن اور حدیث میں پائی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے تلوار کے ساتھ جہاد منسوخ نہیں کیا بلکہ اپنے زمانہ میں جہاد بالسیف کی شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے اس زمانہ تک منسوخ یا ملتوی کیا جب تک کہ اس کی شرائط نہ پائی جائیں اور جہاد اکبر اور جہاد کبیر پر عمل کرنے کیلئے بکرّات و مرّات زور دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ میں جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دینِ متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں یہی جہاد ہے جبتک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر نہ کرے۔"

(مکتوب حضرت مسیح موعودؑ بنام میر ناصر نواب صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۲۶)

الفاظ "جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر نہ کرے" اور مصرع "عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا" صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ آپ کا فتویٰ ممانعت دینی جہاد بالسیف وقتی اور صرف اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ تلوار سے جہاد کے شروط نہ پائے جائیں۔ اسی طرح آپ پادری عماد الدین کے مسئلہ جہاد پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس نکتہ چین نے جو جہاد اسلام کا ذکر کیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ قرآن بغیر لحاظ کسی شرط کے جہاد پر انگیختہ کرتا ہے سو اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ اور افتراء نہیں۔ قرآن شریف صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو خدا کے بندوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کے دین میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور اس بات سے کہ وہ خدا کے حکموں پر کاربند ہوں اور اسکی عبادت کریں اور وہ ان لوگوں سے لڑنے کیلئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو انکے گھروں سے اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔ "وجب علی المؤمنین ان یحاربوھم ان لم ینتھوا" اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں۔" (نور الحق حصہ اول صـ۴۵)

آپ کی اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ آپ کے نزدیک جب تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کی شرطیں پائی جائیں اس وقت مومنوں پر تلوار کے ساتھ جہاد فرض ہوگا۔

اسلام نے جہاں اصلاح و تزکیہ نفس کو جہاد اکبر اور وعظ و نصیحت اور تبلیغ کو جہاد کبیر قرار دیکر نہیں دائمی اور لازمی قرار دیا ہے وہاں اس نے تلوار کے ساتھ جہاد کو جہاد اصغر اور وقتی قرار دیکر شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ پس جہاں اس کی شرائط پائی جائینگی وہاں تلوار کے ساتھ جہاد واجب ہوگا اور جہاں شرائط مفقود ہونگی وہاں نہیں ہوگا۔ چونکہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہندوستان میں جہاد بالسیف کی شرائط نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے آپ نے اس کی مخالفت کا فتویٰ دیا اور تمام جید علماء نے اپنے عمل اور اپنے قلم سے جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے آپ کے مسلک کی تائید کی۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد سے حالات تبدیل ہو گئے۔ مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کو ختم کر دینے کے لئے اُن پر غیر مسلموں کا حملہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت ہوا جس کے نتیجہ میں لکھو کہا مسلمانوں کو مشرقی پنجاب اور یو۔پی وغیرہ میں نہایت بے دردی اور بے رحمی سے غیر مسلموں نے موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ جب پنڈت جواہر لال نہرو آنجہانی سے مدد کیلئے کہا گیا تو انہوں نے دخل دینے سے صاف انکار کر دیا جس پر مجبوراً لکھو کہا مسلمانوں کو پاکستان میں پناہ لینی پڑی۔ پھر کشمیر کے مظلوم و بے کس مسلمانوں پر اس وقت سے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ اسی طرح مغربی بنگال کے مسلمانوں کو مظالم

کا تختۂ مشق بنا کر مشرقی پاکستان میں پناہ لینے کے لئے مجبور کیا گیا۔ پس تقسیم ہند کے بعد سے ہندوؤں نے مسلمانوں کو محض ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ ان کی جائیدادیں اور اموال لوٹ لئے اور اب بلا وجہ اور بغیر اعلان جنگ کئے پاکستان پر اُسے مٹانے کیلئے ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت جارحانہ حملہ کیا۔ اور پاکستان پر یہ حملہ بھی درحقیقت پاکستانیوں کے مسلمان ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔ جیسا کہ ہندوستان کے صدر ڈاکٹر رادھا کرشن نے حال ہی میں ایک اعلان میں کہا کہ :-

"پاکستان سے ہم اس لئے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمارے اصولوں سے ٹکراتا ہے۔ یعنی پاکستان ایک مذہبی ملک ہے۔"

اسی طرح ۲۱ رجمنٹ کے ایک ہندو سپاہی کمار چند نامی کے پاس سے جو جنگ میں مارا گیا تھا ایک خط برآمد ہوا جو اس نے اپنے بھائی کو لکھا تھا لیکن ابھی پوسٹ نہیں کیا تھا اس میں یہ لکھتا ہے :-

"بھائی جی رام! (یعنی خدا۔ ناقل) سے کہو۔ یہ دھرم کی لڑائی ہے اس میں وہ ہمیں ملیچھوں پر فتح دے۔" (امروز یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء)

پس جبکہ دشمن خود حملہ آور ہوا اور اس کی غرض مسلمانوں کی ہستی کو مٹانا اور ان کے مذہب کو تباہ کرنا ہے تو ایسے ظالم دشمنوں کے مقابلے میں دفاعی جنگ اسلام کے مطابق عین جہاد ہے۔

اسی لئے ۱۹۵۰ء میں جب ہندوستان کی طرف سے پاکستان کو خطرہ لاحق ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت میں تمام جماعتہائے احمدیہ کے نمائندوں کے سامنے جو ۹ راپریل کو تقریر فرمائی اس میں آپ نے فرمایا :-

(۱) "ایک زمانہ ایسا تھا کہ غیر قوم ہم پر حاکم تھی اور وہ غیر قوم امن پسند تھی مذہبی معاملات میں وہ کسی قسم کا دخل نہیں دیتی تھی۔ اس کے متعلق شریعت کا حکم یہی تھا کہ اس کے ساتھ جہاد جائز نہیں۔"

(۲) "پہلا زمانہ گیا اور وہ زمانہ آ گیا جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صادق آتی ہے کہ من قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد کہ جو شخص اپنے مال اور اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔ بلکہ صرف مال اور عزت کا ہی

سوال نہیں حالات اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی اور لڑائی پر نوبت پہنچ گئی تو وہ تباہی جو مشرقی پنجاب میں آئی تھی شاید اب وہ ایران کی سرحدوں تک بلکہ اس سے آگے بھی نکل جائے۔"

(۳) پس اب حالات بالکل مختلف ہیں۔ اب اگر پاکستان سے کسی ملک کی لڑائی ہو گئی تو حکومت کے ساتھ ہمیں لڑنا پڑے گا اور حکومت کی تائید میں ہمیں جنگ کرنی پڑے گی۔"

(۴) "جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح دین کی خاطر ضرورت پیش آنے پر لڑائی کرنا بھی فرض ہے۔ یہ کہنا کہ یہ دین کی خاطر جہاد نہیں بالکل لغو بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اگر پاکستان خطرہ میں پڑا تو لڑنے کیلئے فرشتے آئیں گے؟ جب تک تم فوجی فنون نہیں سیکھو گے اس وقت تک تم ملک کی حفاظت کس طرح کر سکو گے؟"

(۵) "تمہیں یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جن امور کو اسلام نے ایمان کا اہم ترین حصہ قرار دیا ہے اُن میں سے ایک جہاد بھی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر پیٹھ دکھاتا ہے وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔"

(۶) جب کبھی جہاد کا موقع آئے یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد کے مطابق ہمیں اپنے اموال اور اپنی عزتوں کی حفاظت کے لئے قربانی کرنی پڑے تو ہم اس میدان میں بھی سب سے بہتر نمونہ دکھلانے والے ہوں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۴)

اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں:۔

(۱) دفاعی طور پر یعنی بطریق حفاظت خود اختیاری

(۲) بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون

(۳) بطور آزادی قائم کرنے یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے۔ اور ان تینوں قسموں پر جہاد کے لغوی معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لفظ جہاد کا اطلاق جائز ہے۔ لیکن اسلام اس بات کا سخت مخالف ہے کہ کسی شخص کو جبر اور قتل کی دھمکی سے دین میں داخل کیا جائے یا محض ملک گیری اور توسیع مملکت کے لئے جارحانہ حملہ کیا جائے۔

تحفہ گولڑویہ

۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں جن سجادہ نشینوں کو دعوت مباہلہ دی تھی ان میں پیر مہر علیشاہ گولڑوی کا نام بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ چنانچہ ۹۷-۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ انکے ایک مرید بابو فیروز علی اسٹیشن ماسٹر گولڑہ نے (جو بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے تھے) جب پیر صاحب سے حضرت اقدسؑ کی بابت رائے دریافت کی تو انہوں نے بلا تأمل جواب دیا:۔

"امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض مقامات منازل سلوک ایسے ہیں کہ وہاں اکثر بندگان خدا پہنچ کر مسیح و مہدی بن جاتے ہیں۔ بعض اُن کے ہمرنگ ہو جاتے ہیں۔ مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص منازل سلوک میں اس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے۔ مذاہب باطلہ کے واسطے یہ شخص شمشیر براں کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔"

(الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۵ کالم ۲ و ۳)

لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد آپ میدان مخالفت میں آ گئے اور جنوری ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اردو میں "شمس الہدایۃ فی اثبات حیاۃ المسیح" نامی کتاب شائع کی جو در حقیقت انکے ایک مرید مولوی محمد غازی کی تالیف کردہ تھی جس کا انہوں نے اپنے ایک خط بنام حضرت مولوی حکیم نور الدینؓ مؤرخہ ۲۶ر شوال ۱۳۱۷ھ ہجری (مطابق ۲۸ر مارچ ۱۹۰۰ء) تذکرہ بھی کر دیا۔ جب اس خط کا چرچا ہوا تو پیر صاحب نے اپنے ایک مرید کے سوال پر ایسا ظاہر کیا کہ گویا انہوں نے یہ خود کتاب لکھی ہے۔ حضرت مولوی عبد الکریمؓ پیر صاحب کی اس دو رنگی پر خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے ۲۴ر اپریل ۱۹۰۰ء کے اخبار الحکم میں یہ سب مراسلات شائع کر دیئے۔ جس پر اُن کے مریدوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ اور ادھر مولوی محمد احسن صاحب امروہیؓ نے شمس الہدایۃ کا جواب "شمس بازغہ" کے نام سے شائع کر دیا۔ چونکہ "شمس الہدایۃ" کے آخر میں مباحثہ کی دعوت بھی دی گئی تھی اس لئے مولوی صاحب نے بتاریخ ۹ر جولائی ۱۹۰۰ء بذریعہ اشتہار پیر صاحب کو اطلاع دے دی کہ "مَیں مباحثہ کیلئے تیار ہوں"۔ (الحکم ۹ر جولائی و ۲۴ر جولائی ۱۹۰۰ء)

پیر صاحب کی مخالفت اور پھر فریقین کی طرف سے تفسیر نویسی کے مقابلہ سے متعلق جو اشتہارات شائع ہوئے

مکرّم مولوی دوست محمد صاحب نے ان کا تاریخ احمدیت میں ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے تفسیر نویسی میں علمی مقابلہ کرنے کے لئے دعوت دی اور فرمایا۔ لاہور جو پنجاب کا صدر مقام ہے وہاں ایک جلسہ کر کے اور قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکال کر دعا کر کے چالیس آیات کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں فریقین عین اسی جلسہ میں سات گھنٹے کے اندر لکھ کر تین اہل علم کے سپرد کریں جنکا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا۔

پیر صاحب نے اس چیلنج کو معہ شرائط قبول تو نہ کیا البتہ بغیر تعیین تاریخ اور وقت چپکے سے لاہور پہنچکر ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ اوّل ہم نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بحث کرینگے اس میں اگر تم مغلوب ہو جاؤ تو ہماری بیعت کر لو۔ اور پھر بعد اس کے ہمیں وہ (تفسیری) اعجازی مقابلہ بھی منظور ہے۔

حضرت اقدسؑ نے پیر صاحب کی اس پُر فریب چال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بھلا بیعت کر لینے کے بعد اعجازی مقابلہ کرنے کے کیا معنے؟ نیز فرمایا کہ انہوں نے تقریری مباحثہ کا بہانہ پیش کر کے تفسیری مقابلہ سے گریز کی راہ نکالی ہے اور لوگوں کو یہ دھوکا دیا ہے کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے۔ حالانکہ میں انجام آتھم میں یہ مستحکم عہد کر چکا ہوں کہ آئندہ ہم مباحثات نہیں کرینگے۔ لیکن انہوں نے اس خیال سے تقریری بحث کی دعوت دی کہ "اگر وہ مباحثہ نہیں کرینگے تو ہم عوام میں فتح کا ڈنکا بجائیں گے۔ اور اگر مباحثہ کرینگے تو کہدینگے کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑا۔"

(اس سے متعلق دیکھو صـ ۸۷-۹۰ جلد ہذا و صـ ۴۵۵ جلد ہذا و حاشیہ صـ ۴۴۹-۴۵۰)

حقیقت میں نہ پیر صاحب اتنی علمی قابلیت رکھتے تھے کہ وہ ایسی تفسیر لکھتے اور نہ ہی انہیں فعلاً اس اعجازی مقابلہ کے لئے میدان میں نکلنے کی جرأت ہوئی۔

تالیف رسالہ تحفہ گولڑویہ | اسی اثنا میں آپنے تحفہ گولڑویہ کتاب لکھی جس میں آپنے اپنے دعویٰ کی صداقت پر زبردست دلائل دیئے اور نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت کیا کہ آنے والے مسیح موعود کا امت محمدیہ میں سے ظاہر ہونا ضروری تھا اور اسکے ظہور کا یہی زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔

تحفہ گولڑویہ لکھنے کی غرض | جیسا کہ ٹائٹل پیج پر لکھا ہے پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی اور انکے

مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت ہے جیسا کہ "اشتہار انعامی پچاس روپیہ" میں تحریر فرمایا ہے :-

"مجھے خیال آیا کہ عوام جن میں سوچ کا مادہ طبعاً کم ہوتا ہے وہ اگرچہ یہ بات تو سمجھ لینگے کہ پیر صاحب عربی فصیح میں تفسیر لکھنے پر قادر نہیں تھے اسی وجہ سے تو ٹال دیا۔ لیکن ساتھ ہی انکو یہ خیال بھی گذریگا کہ منقولی مباحثات پر ضرور وہ قادر ہونگے تبھی تو درخواست پیش کر دی اور اپنے دلوں میں گمان کرینگے کہ اُن کے پاس حضرت مسیح کی حیات اور میرے دلائل کے ردّ میں کچھ دلائل ہیں اور یہ تو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ زبانی مباحثہ کی جرأت بھی میرے اس عہد ترک بحث نے انکو دلائی ہے جو انجام آتھم میں طبع ہو کر لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ لہٰذا مَیں یہ رسالہ لکھ کر اسوقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھکر میرے ان تمام دلائل کو اوّل سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل پر جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اور تصرف کے حاضرین کو سُنا دینگے پھر پیر صاحب کے جوابات سُنا دیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اور دلیل پیشکردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو مَیں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتحیابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دے دونگا .... اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں۔" (ص۳۶ جلد ہذا)

<u>زمانہ تالیف</u> | میرے نزدیک تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۰ء میں تالیف ہوا۔ ابتدائی ضمیمہ تحفہ گولڑویہ جو دراصل اربعین ۳ ہے وہ ستمبر تا نومبر ۱۹۰۰ء کے درمیانی عرصہ کی تصنیف ہے۔ کیونکہ اربعین ۲ جس کے آخر میں ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء کی تاریخ درج ہے اس کے متعلق حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :-

"اربعین ۲ کے ص۳۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء وہ اسوقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷ اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھکر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے اربعین ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اسلئے میعاد مذکورہ ہماری رائے میں اب ناکافی ہے لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵ اکتوبر کے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے۔" (ص۴۷۸ جلد ہذا بحوالہ ضمیمہ ...... [illegible] ستمبر ۱۹۰۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ رسالہ تحفہ گولڑویہ اگست ۱۹۰۲ء میں حضرت اقدسؑ تحریر فرما رہے تھے۔
اسی طرح حضرت اقدسؑ نے بتاریخ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء جب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کو ستر دن میں سورۃ فاتحہ کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھنے کیلئے دعوت دی تو اسوقت فرمایا:۔

"۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے .... میں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گولڑویہ کی تکمیل کے بعد شروع کر دونگا۔"

(حاشیہ صفحہ ۴۵ جلد ہذا بحوالہ اربعین ۴)

چنانچہ اس کے مطابق حضرت اقدس کی طرف سے ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو اعجاز المسیح کے نام پر فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر چھپ کر شائع ہو گئی۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲ کالم ۲۔ و الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵ کالم ۱)

اس سے ظاہر ہے کہ رسالہ تحفہ گولڑویہ اعجاز المسیح کے لکھنے سے پہلے تیار ہو چکا تھا پس یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تحفہ گولڑویہ کی تالیف کا زمانہ ۱۹۰۰ء ہے گو اس کی طباعت و اشاعت میں تاخیر ہو گئی ہو۔ اور جس طرح تریاق القلوب چھپ کر پڑی رہی اور آخر کار ایک دو صفحات ۱۹۰۲ء میں لکھ کر وہ شائع کر دی گئی اسی طرح تحفہ گولڑویہ سے متعلق ہوا۔ چنانچہ ٹائٹل پیج اور اس کے صفحہ ۲ پر اشتہار انعامی پچاس روپیہ ۱۹۰۲ء میں لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔

اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین

۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء کو آپؑ نے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے چالیس اشتہار شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور چار صفحات کا ایک اشتہار بھی لکھا جو اربعین ۱ کے نام سے شائع کیا۔ اور فرمایا کہ پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے یہ اشتہار نکلا کرے گا جب تک چالیس اشتہار پورے نہ ہو جائیں۔ (دیکھو صفحہ و حاشیہ صفحہ ۳۴۳ جلد ہذا)

لیکن اربعین ۲ و ۳ و ۴ چونکہ ضخیم رسالوں کی صورت میں نکالنے پڑ گئے اس لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے اربعین ۴ میں زیر اطلاع تحریر فرمایا:۔

"میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا

شائع کروں اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جاویگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر دو اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کے قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی۔ اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔" (ص۴۴۲ جلد ہذا)

اور اربعین ۴ دسمبر ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی اور شائع ہوئی اس لئے زمانہ تالیف واشاعت کے لحاظ سے گو تحفہ گولڑویہ بھی اسی عرصہ میں لکھا گیا۔ اربعین کو اس پر سبقت حاصل ہے اس لئے اربعین کو تحفہ گولڑویہ سے پہلے رکھا جانا مناسب ہے۔

اس کے بعد ہم ذیل میں بطور خلاصہ مضامین ان کتب کا انڈکس درج کرتے ہیں۔

خاکسار

جلال الدین شمس

ربوہ۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انڈیکس مضامین

(مرتبہ مولانا جلال الدین صاحب شمس)

الف

اللہ تعالیٰ

ان مجرموں پر بھڑکتا ہے جو خدا کے ماموروں اور رسولوں اور راستبازوں پر درندوں کی طرح حملہ کرتے اور ظلم و ستم اور شوخی و بے باکی اور اپنے غضب کو انتہا تک پہنچاتے ہیں۔ ص۲۱۴

(و) رجعت بروزی قدیم سے سنت اللہ میں داخل ہے۔ حاشیہ ص۳۱۸ (دیکھو زیر "بروز")

(ز) خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں یہ سنت اور عادت مستمرہ ہے کہ وہ ایک گروہ کو کسی کام سے منع کرتا ہے یا اس کام سے بچنے کیلئے دُعا سکھلاتا ہے تو اس کا اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے ضرور اس جرم کا ارتکاب کریں گے۔ ص۳۲۸ - ۳۲۹

(ح) سنت اللہ ہے کہ خدا جب اپنے محبوبوں کو بچانا چاہتا ہے تو مخالفین کو دھوکے میں ڈال دیتا ہے جیسے غارِ ثور میں آنحضرت صلعم کو بچانے کے وقت ہوا۔ ص۳۲۸

(ط) ایک قدیم سنت اللہ یہ بھی ہے کہ جب مخالف اس کے نبیوں یا ماموروں کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ان کے ہاتھ سے اس طرح بھی بچا لیتا ہے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو ہلاک کر دیا حالانکہ موت تک اس کی نوبت نہیں پہنچی اور یا وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا حالانکہ وہ درمیں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ ص۳۲۸

(ی) قدیم سے سنت اللہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ خداشناسی کم ہوتے ہوتے ہزارہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے اور زمین گناہ اور غفلت سے بھر جاتی ہے وہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ ہمارا زمانہ ایسا ہی تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور معرفت کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ ص۳۴۷

(ک) ہجرت انبیاء میں سنتِ الٰہی یہی ہے کہ وہ جب تک نکالے نہ جائیں نہیں نکلتے۔ ص۱۰۸

(ل) جب سے سلسلۂ انبیاء شروع ہوا سنت اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینوں کا ایک ہی جواب دیدیتا ہے۔ یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ ص۴۵۱

۵ - <u>احکام الٰہی</u>۔ اللہ تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شرعی جیسے خون نہ کر چوری نہ کر وغیرہ۔ اس میں محکوم کا حکم سے تخلف جائز ہے۔ دوسرے قضاء و قدر کے احکام جیسے قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم۔ قضاء و قدر کے احکام میں ہرگز تخلف جائز نہیں۔ حاشیہ ص۱۸۵

۶ - <u>نیا الہامی نام</u>۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا یلاش خدا کا ہی نام ہے۔ قرآن و حدیث و لغت میں ہم نے یہ نام نہیں دیکھا۔ اس کے معنے یہ کھولے گئے کہ "یا لا شریک"۔ حاشیہ ص۲۰۳ نیز دیکھو "یلاش" زیر "الہامات"

۷ - اللہ تعالیٰ کے محامد کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ جو اسکے ذاتی علو اور رفعت و قدرت اور تنزہ تام سے متعلق ہیں - دوسرے وہ جن کا اثر از قسم آلاء و نعماء مخلوق پر نمایاں ہے - ص ۲۷۴

۸ - توحید الٰہی کی دلیل - اللہ تعالیٰ نے تمام عناصر اور اجرام فلکی کو گول شکل پر پیدا کیا ہے اور گول چیز بوجہ جہات اور پہلو نہ رکھنے کے وحدت سے مناسبت رکھتی ہے - ہر ایک بسیط جو مرکب کا اصل ہے اس میں کرویت مشاہد کرو گے اس کی مثالیں - حاشیہ ص ۳۱۹

۹ - خدا تعالیٰ کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں - رب العالمین - رحمٰن - رحیم اور مالک یوم الدین - ص ۴۴۷

آتھم

ا - میں نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو آتھم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا - ص ۴۷

ب - آتھم کی پیشگوئی کے شرطی ہونے اور اس کے پورا ہونے کا ذکر اور دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں کا ذکر بطور الزامی جواب - حاشیہ ص ۴۵۳ و حاشیہ ص ۴۶۰

آدم

۱ - حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مسیح موعودؑ کی مشابہت - حاشیہ ص ۲۰۸ - ۲۰۹

۲ - آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں - ص ۲۵۹ و ص ۲۹۰

۳ - آدم ملک ہند میں نازل ہوئے تھے - اس لئے آخری دور میں بھی جو آدم کے رنگ میں آنے والا تھا اُسے ملک ہند میں آنا چاہیئے تھا - ص ۲۶۳

۴ - وہ آدمؑ کی طرح جامع جلال و جمال ہے - حاشیہ ص ۲۸۴

۵ - پیدائش آدم چھٹے دن میں بروز جمعہ دن کے آخر حصّہ میں ہوئی گو خمیر آدم آہستہ آہستہ تیار ہو رہا تھا - اور تمام جمادی نباتی حیوانی پیدائشوں کے ساتھ بھی شریک تھا لیکن کمال خلقت کا چھٹا دن تھا - ص ۲۴۸ - ۲۵۰

۶ - آدم کے چھٹے دن میں پیدا ہونے کا ثبوت آیات قرآنیہ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً سے لیکر اعلم ما لا تعلمون تک اور انکی تشریح کہ آدم چھٹے دن یعنی بروز جمعہ آخری حصّے میں پیدا ہوئے - اسپر سلسلہ پیدائش بند ہو گیا - ساتواں دن تخت شاہی پر بیٹھنے کا ہے نہ پیدائش کا - اور تائیدی آیات فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین .... الی تقدیر العزیز العلیم اور ھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام ثم استوٰی علی العرش - حاشیہ ص ۲۷۷ - ۲۷۹

۷ - فرشتوں کے اعتراض من یفسد فیہا کی حقیقت

انہیں مطابق آیت واوحیٰ فی کل سماء امرہا سعد و نحس کا علم دیا گیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ سعد اکبر مشتری کا حصہ آدم کو نہیں ملا۔ اس لئے پیدائش آدم کی زحل کے وقت میں ہوگی اور اس کی تاثیریں قہر اور عذاب ہیں اور وہ اس کی سرشت میں رکھی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے انی اعلم ما لا تعلمون کہہ کر جواب دیا کہ جمعہ کا دن سعد اکبر ہے اس کے عصر کے وقت کی گھڑی میں جو سعادت اور برکت کے لحاظ سے سب سے زیادہ مبارک ہے اُسے پیدا کرونگا۔ صـــ ۲۸۰-۲۸۱

۸ - عصر کی گھڑی اس لئے مقرر کی گئی کہ نظام تاثیر کواکب ایسا ہے کہ ایک ستارہ اپنے عمل کے آخری حصہ میں دوسرے ستارے کا کچھ اثر لیتا ہے جو اس حصہ سے ملحق ہو۔ لہٰذا آدم کی پیدائش کا وقت زحل کی تاثیر سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا اور مشتری سے بھی فیضیاب تھا تا آدم کو جلال اور جمال کا جامع بناوے اور آیت خلقت بیدیّ اسی طرف اشارہ کرتی ہے پس دونوں ہاتھوں سے مراد جمالی اور جلالی تجلی ہے۔
حاشیہ صـــ ۲۸۱-۲۸۲ ، دیکھو "ستارے"

۹ - آدم اور مسیح موعود آدم ثانی میں مشابہت

پہلے آدم کی طرح ششم ہزار کے آخر میں پیدا ہونیوالا آدم بھی دونوں تاثیریں اپنے اندر رکھتا ہے اس کے پہلے قدم پر مُردوں کا زندہ ہونا اور دوسرے قدم پر زندوں کا مرنا ہے۔ اس کے وقت میں رحمت کی نشانیاں بھی رکھی ہیں اور قہر کی بھی۔ اور اس کی مثالیں۔ غرض وجود آدم ثانی بھی جامع جلال و جمال ہے اسی لئے آخر ہزار ششم میں پیدا کیا گیا۔ حاشیہ صـــ ۲۸۳-۲۸۴

۱۰ - آدم کو جنت میں نصیحت لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ میں شجرہ سے مراد۔ دیکھو زیر "تفسیر"

۱۱ - عصیان میں معذوری - آدم معذور سمجھا گیا اور قرآن میں خدا تعالیٰ نے ولم نجد لہ عزما کہہ کر بریت کی کہ آدم نے عمداً میرے حکم کو نہیں توڑا۔
حاشیہ در حاشیہ صـــ ۲۷۳

آسمان

ا - آسمان و زمین کی پیدائش - آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کی تاریخ لاکھوں برس ہوں یا کروڑ برس ہوں جس کا علم خدا تعالیٰ کے پاس ہے لیکن حضرت آدم کی پیدائش سے آنحضرت صلعم کے وقت تک یہی مدت گذری ہے یعنی ۴۷۳۹ برس قمری حساب کی رو سے۔ حاشیہ صـــ ۲۴۷

ب - آسمان کیا ہے؟ یہ کہنا جہالت ہے کہ آسمان کچھ چیز نہیں۔ آسمان سے مراد وہ طبقات لطیفہ ہیں جو بعض بعض سے اپنے خواص کے ساتھ

متمیز ہیں۔ جہاں تک عالم بالا کی سیر کی جائے محض خلا کا حصہ کسی جگہ نظر نہیں آئیگا محض خلا کسی جگہ نہیں ہے۔ حاشیہ ص ۲۸۳

آیات قرآنیہ

ابن اللہ کی حقیقت

خدا کے پیاروں کو خدا سے بڑا تعلق ہوتا ہے - اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہدیں یا یہ کہدیں کہ خدا ہی ان میں بولتا ہے تو یہ باتیں اس لحاظ سے کہ وہ خدا میں فنا ہو کر اس کے نور سے پرورش پا کر نئے سرے ظاہر ہوتا ہے ایسے لفظ

اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہل معرفت ہے۔
ص۲۶

ابوبکرؓ

۱۔ حضرت ابوبکرؓ کا تمام صحابہؓ کے سامنے کل استدلال میں جمیع انبیاء گذشتہ کی موت پر آیت قد خلت من قبلہ الرسل پیش کرکے آنحضرت صلعم کی وفات کا اعلان کرنا اور کسی کا آپ پر اعتراض نہ کرنا کہ مسیح تو آسمان پر زندہ ہے ص۹۱-۹۳ و ص۱۶۴

۲۔ سب سے زیادہ فراست حضرت ابوبکرؓ کو عطا کی گئی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو عقیدہ باطلہ حیاتِ مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء کو پیش آنی تھیں ان تمام مشکلات کو آپ نے حل کر دیا ص۱۸۴

۳۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت یوشع بن نون کے درمیان دس مشابہتوں کا ذکر ص۱۸۳-۱۸۸

۴۔ آپ بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج قوی الایمان دلاور اور بہادر خلیفہ تھے اور آپ کو بڑے غموں کا سامنا ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مذکورہ بالا صفات عطا کیں۔ ص۱۸۵

۵۔ اگر در حقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اگر در حقیقت ابوبکرؓ خلیفہ برحق نہ ہوتا تو اُس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا۔
ص۱۸۸-۱۸۹

ابوجہل

ابوجہل کی دُعا بدر کے دن اللھم من کان منا کاذبا فاحنہ فی ھذا الموطن ص۵۲

اجماع

آیت وما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے موتِ مسیحؑ اور گذشتہ تمام انبیاء کی وفات پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔ ص۹۲ و ۲۹۶

احمد

۱۔ آیت ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا آسمان پر اس کا نام احمد ہوگا اور حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا۔ ص۶۸-۶۹ و ص۲۵۳-۲۵۴ و ص۴۴۳

۲۔ خدا تعالیٰ کے جلالی اور جمالی دونوں ہاتھوں کے نمونہ پر آنحضرت صلعم کو بھی اللہ تعالیٰ نے دو ہاتھ عطا فرمائے۔ جلالی اور جمالی۔ جلالی صفت کو صحابہؓ آنحضرت صلعم کے ذریعہ اور جمالی کو مسیح موعودؑ اور اس کے گروہ کے ذریعہ کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف آیت وآخرین منھم میں اشارہ ہے۔
حاشیہ ص۶۸ و ص۴۴۴

۳۔ اسم احمد انکسار اور فروتنی اور کمال درجہ محویت کو چاہتا ہے جو لازم حال حقیقت احمدیت

اور حامدیت اور عاشقیت اور محبیت ہے جس کے لازم حال صدد آیات تائیدیہ ہے۔
حاشیہ ۲۶ و ص ۲۲۸

۴ - آیت لیظہرہٗ علی الدین کلہ میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود اسلام کا متمم نور ہے۔ اور آیت لیطفئوا نور اللہ بافواھھم میں صریح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا۔ ص ۱۲۴

۵ - آنحضرت صلعم کا نام احمد بوجہ زاہدانہ زندگی اور بکلی منقطع الی اللہ ہونے کی وجہ سے ہوا۔ یعنی خدا کا سچا پرستار اور اس کے فضل کا شکر گذار اور حقیقت کی رو سے یہ نام یسوع کا مترادف ہے۔ ص ۲۵۶۔ دیکھو "یسوع"

۶ - جس کو آسمان سے احمد کا نام عطا ہوتا ہے اس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تواتر سے نزول آلاء اور نعمائے ظاہری و باطنی کا ہوتا ہے۔ پھر اُسے ذاتی محبت اور اس سے قرب الٰہی اور قرب سے انکشاف تمام صفات جمالیہ اور جلالیہ کا ہوتا ہے اس طرح احمد کا نام جامع تمام معارف بن جاتا ہے۔ ص ۲۷۴ - ۲۷۵

۷ - جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کیلئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہو۔ ص ۲۷۵

۸ - چونکہ احمد نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اُسے ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ کیلئے مقدر تھا۔ اور اس آخری کُشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا ص ۲۷۶

۹ - اس آخری انسان احمد کے متعلق جس پر دائرہ مخلوق ختم ہوتا تھا چار شرطوں کا پایا جانا جس میں کاذب اور مفتری کا دخل غیر ممکن ہے۔ ص ۲۷۶

۱۰ - خدا کے اسم اعظم کی تجلی اعظم کا مظہر اتم اسم احمد ہے۔ ص ۲۷۷

۱۱ - جمالی حصہ کو پورا کرنے کیلئے احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ ص ۴۴۶

۱۲ - خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کرکے اسم احمد کا نمونہ یعنی جمالی رنگ دکھانے کے لئے اپنے قدیم وعدہ کے موافق مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔ ص ۴۴۶

۱۳ - احمد خدا کی بہت تعریف کرنیوالے کو کہتے ہیں اور حامد اپنے محمود کے خلق کو پسند کرتا ہے۔ ص ۴۴۷

۱۴ - احمد وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی اصلی اخلاقی چار صفات کو جو سورۃ فاتحہ کے شروع میں مذکور ہیں ظلّی طور پر اپنے اندر جمع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اسکے مقابل پر محمد مظہر جلال ہے۔ ص ۴۴۷

۱۵ - اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقیت ہے کیونکہ حامدیت کو انکسار عاشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے - آنحضرت صلعم دونوں شانوں محبیت اور محبوبیت یعنی محمد و احمد کے جامع تھے - لیکن اسم احمد کی شان مسیح موعود کے ذریعہ ظہور میں آئی - ص ۴۴۶ - ۴۴۸

احمدی

احمدی وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی اصلی اخلاقی چار صفات کو جو سورۃ فاتحہ کے شروع میں ہی ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے - ص ۴۴۷

احمد بیگ کا داماد

ا - احمد بیگ کے داماد سے متعلق پیشگوئی پر اعتراض کا جواب - اس کے دوسرے حصہ احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا کیا یہ ایمانداری ہے ؟ مگر یونس نبی کی پیشگوئی میں کونسا حصہ پورا ہوا تھا ص ۱۵۴ و ص ۴۵۳ - ۴۵۴

ب - موت کی چار پیشگوئیاں تھیں - آتھم کی نسبت اور لیکھرام اور احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت چار میں سے تین مر گئے ایک باقی ہے جس کی نسبت شرطی پیشگوئی ہے - ص ۴۶۰ - ۴۶۱

ادریس

علماء محققین ان کی آسمانی زندگی نہیں مانتے - ورنہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان میں ہی مرینگے جو آیت فیہا تموتون کے منافی ہے - کیونکہ ان کا دوبارہ زمین پر آنا نصوص سے ثابت نہیں - حاشیہ ص ۹۹

اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین

ا - مخالفین پر اتمام حجت کرنے کیلئے پندرہ روزہ چالیس اشتہار شائع کرنیکا ارادہ بشرطیکہ کوئی روک اس میں نہ آجائے - ص ۳۴۳ وحاشیہ

ب - چالیس اشتہار ڈیڑھ دو صفحہ کا ہر اشتہار شائع کرنے کا ارادہ تھا مگر ۲ و ۳ و ۴ رسالوں کی طرح ہو گئے - اس طرح درحقیقت وہ ارادہ جو میں نے کیا تھا پورا ہو چکا ہے اس لئے اب چار رسالوں کے بعد اور کوئی شائع نہیں ہوگا جیسے خدا تعالیٰ نے پہلے پچاس نمازیں فرض کیں پھر پانچ کو پچاس کی بجائے قرار دیا - ص ۴۴۲

ج - اربعین ۱ مسلمان و عیسائی علماء اور پنڈتان ہندوان و آریان کو خطاب کر کے اپنے آنے کی غرض اور اپنا دعویٰ بیان کیا ہے - اور آپ جو چیز یعنی کہ سچا خدا دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے اُسے نہایت محبت آمیز اور ہمدردانہ طریق سے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک ہی انسان کامل یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ہیں جن کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایسا امر ہے جو اب تک

استدارت

اسلام

زمین پر صلح پھیلانا ہے۔ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لیئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے ایسا ہی اب وہ رُوحانی ضرورتوں کے لیئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لیگا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے۔ جیسے آسمان کے ایک طرف بجلی کے چمکنے سے سب طرفیں روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا۔ صـ ۱۵

۳ - تمام دینوں میں سے اسلام ہی سچا ہے۔ صـ ۴۴۵

۴ - اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کسی مذہب میں اس کے پیروؤں میں پیشگوئیوں۔ قبولیت دُعا اور ظہور خوارق نہیں مل سکتے اور نہ کوئی مذہب اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ صـ ۳۴۶

۵ - اسلام کے دجّال سے قتل اور مسیح موعود کے ذریعہ اس کے زندہ ہو جانے کے بعد پھر کسی اور دجّال سے قتل نہ ہونے کی پیشگوئی۔ صـ ۲۴۰ - ۲۴۱ نیز دیکھو زیر "پیشگوئیاں" ۹

۶ - اسلام کیلئے ایک روحانی مقابلہ کی ضرورت۔ اسلام کی خطرناک حالت کا ذکر اور یہ کہ اُسے دو آفتوں کا سامنا ہے ایک تو اندرونی تفرقہ اور باہمی نفاق - دوسرے بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں جس کی نظیر پہلے نہیں پائی گئی - اور جب عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ نے صدی کے سر پر اصلاح و تجدید کیلئے مسیح موعود کو بھیجا تو اُسے کافر اور دجال وغیرہ قرار دیا اور اس کے الہامات کو شیطانی اور نفس کا افترا قرار دیا۔ اور بعض نے اُن میں سے کہا کہ ہمیں خدا نے الہام کے ذریعہ بتا دیا ہے کہ وہ کافر اور بے ایمان دجال جہنمی وغیرہ ہے۔ ایسے لوگوں سے روحانی مقابلہ کا طریق صـ ۴۵۹ - ۴۶۳ نیز دیکھو "مسیح موعود کی تصدیق"

اسماعیل علیگڑھی (مولوی)

اس کا حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حکم لگانا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مریگا - مگر وہ خود پہلے مرگیا۔ صـ ۴۵ و ۴۸

اشتہارات

۱ - اشتہار انعامی پچاس روپیہ - پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کا عربی میں تفسیر نویسی کے اعجازی مقابلہ سے گریز کرنے کیلئے یہ جانتے ہوئے کہ میں انجام آتھم میں مباحثات سے کنارہ کشی کا عہد کر چکا ہوں منقولی مباحثہ کی دعوت دینا۔ یہ رسالہ منقولی مباحثات میں بھی اُنکا عجز ظاہر کرنے کیلئے میں نے لکھا ہے اور میں اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل رسالہ لکھکر میرے تمام دلائل توڑ دیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں سُنا کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ

پیر صاحب کے جوابات صحیح ہیں اور میرے دلائل پیش کردہ
کا قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس روپے بطور
نتیجایی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دیدونگا
صـ ۳۶

۲ - اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف
ضلعدار نہر - اور یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جنکے
نام ذیل میں درج ہیں - یعنی پیر مہر علیشاہ گولڑوی
مولوی نذیر حسین دہلوی مولوی محمد بشیر بھوپالوی وغیرہ
اگر حافظ محمد یوسف اپنے اس ادعاء کو ثابت
کردیں کہ ایسے مفتریان علی اللہ کی وہ نظیریں پیش
کرسکتے ہیں جنہوں نے خدا پر افتراء کیا اور تیئیس برس
یا اس سے زیادہ افتراء کے بعد عمر پائی - ایسی نظیر
پیش کرنے پر پانسو روپیہ کا انعام نہیں دیا
جائیگا - صـ ۳۷ - ۳۹ و ۴۰ و صـ ۵۱

افتراء

افتراء کی سزا دیکھو "مفتری"

الٰہی بخش اکونٹنٹ (منشی)

ا - اس کی کتاب "عصائے موسیٰ" کا ذکر - اسکے پڑھتے ہی
الٰہی بخش کے متعلق الہام ہوا - یریدون ان یروا
طمثک سے لیکر یحسنون الحسنیٰ تک - اور
اس کے الہامات کا ذکر اور اس کے دو اعتراضوں کا
جواب کہ جسقدر کتابوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب
شائع نہیں کیں - اور یہ کہ پیشگوئیاں پوری نہیں
ہوئیں وغیرہ - حاشیہ صـ ۴۵۱ - ۴۵۳

ب - خدا تعالیٰ میری موت سے پہلے آپ کا کاذب ہونا
ثابت کریگا - اسی کے متعلق ۶ دسمبر ۱۹۰۳ء کو الہام
ہوا - برمقام فلک شدہ یارب - گر امیدے دہم
مدار عجب - بعد ۱۱ - انشاءاللہ حاشیہ صـ ۴۵۶ - ۴۵۸

ج - اپنے الہام کہ "عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند"
میں مصدقین مسیح موعود کو گدھے قرار دیا ہے اگر یہ
درست ہے تو سب سے پہلے یہ اعتراض انکے استاد
اور پیر و مرشد پر پڑیگا جنکی بیعت سے انکو بڑا فخر ہے
کیونکہ وہ میری نسبت گواہی دے گئے ہیں کہ وہ
خدا کی طرف سے ہے - اور آسمانی نور ہے اس کے گواہ
حافظ محمد یوسف ہیں جو منشی صاحب کے دوست ہیں
دوسرے ان کے بھائی منشی محمد یعقوب صاحب ہیں
حاشیہ صـ ۴۶۲

د - منشی صاحب کیلئے دو طور پر طریق تصفیہ - اوّل
یہ کہ ایک مجلس میں ہر دو گواہوں سے روایت دریافت
کریں اور استاد کی عزت کا لحاظ کرکے اُسکی گواہی
قبول کریں - دوسرے یہ کہ اگر وہ مرشد نہیں رہے تو
آسمانی طریق سے میرے ساتھ فیصلہ کرلیں -
صـ ۲۶۶ - ۲۶۷

ہ - مولوی عبداللہ غزنوی سے متعلق منشی صاحب اپنی
کتاب "عصائے موسیٰ" میں لکھتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ
صاحب انفاس اور صاحب کشف اور الہام تھے

ان کی صحبت میں تاثیرات تھیں - ہم تو ان کے ادنیٰ غلام ہیں - ص ۴۶۷

۹ - منشی الٰہی بخش نے اپنی کتاب "عصائے موسیٰ" میں پیر مہر علیشاہ گولڑوی کی جھوٹی فتح کا ذکر کیا ہے - اگر وہ ان کے نزدیک علم قرآن اور عربی زبان سے کچھ حصہ رکھتے ہیں تو ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر دوسروں کی مدد لیکر میرے مقابلہ پر سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنا ان کے لئے کونسی مشکل بات ہے اور پانسو روپیہ انعام بھی لیں - اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے تو دوسری مرتبہ کرائی جاتی ہے - حاشیہ ص ۴۸۱

الہامات مع مختصر تشریحات

۱ - <u>ترتیب الہامات</u> - چونکہ کئی دفعہ کئی ترتیبوں کے رنگ میں یہ الہامات ہو چکے ہیں - ہر ایک ترتیب فہم ملہم کے مطابق الہامی ہے - حاشیہ ص ۶۰

۲ - <u>ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما</u>

(ا) یعنی زمین و آسمان جو گٹھڑی کی طرح بند تھے دونوں کے مخفی جوہر ظاہر کر دیئے - زمینی گٹھڑی ایسی کھلی کہ ہزارہا نئی حقیقتیں اور خواص اور کلیں ظاہر ہوئیں - اور آسمان کی گٹھڑی نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق کھلی کہ بچے اور عورتیں بھی مسیح موعود کے زمانہ میں خدا کا الہام پائیں گی - ص ۱۷ مع حاشیہ

(ب) یعنی اس زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گئی جو ارضی خواص اور طبائع کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کے مقابل پر ایک دوسری قوم جن پر آسمان کے دروازے کھولے گئے - ص ۳۶۷

۳ - <u>الیس اللہ بکاف عبدہٗ</u> - میرے والد صاحب کی وفات پر جس انگشتری پر کھدوایا گیا وہ اب تک موجود ہے اور اس پر چھبیس[۲۶] برس گذر چکے ہیں - ص ۴۳

۴ - میں اسی[۸۰] برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کرونگا - ص ۴۴

۵ (ا) خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا وغیرہ ص ۴۴

(ب) خدا جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض مثلاً جذام - جنون - اندھا ہونا اور مرگی دامن گیر ہو جائے تو کہیں گے اس پر غضب الٰہی ہے - اس لئے خدا نے مجھے ہر خبیث عارضہ سے محفوظ رکھنے کی بشارت دی اور نزول الماء وغیرہ سے بھی - ص ۶۷

۶ - آنکھ کے بارے میں فرمایا تنزل الرحمۃ علیٰ ثلاث العین وعلی الاخریین - حاشیہ ص ۴۴

۷ - خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بددعا بھی کرینگے مگر میں انکی بددعائیں انہی پر ڈالونگا ص ۴۴

۸ - دنیا میں ایک نذیر آیا - الخ ص ۵۳

۹ - بعض مکالمات الہیہ مندرجہ براہین احمدیہ کا ذکر - بشریٰ لک یا احمد - الی - واللہ یعلم وانتم لاتعلمون مع ترجمہ و تشریح ص ۵۹-۶۲

۱۰ - الرحمٰن علّم القرآن یعنی قرآن کے ان معنوں پر اطلاع دی جو لوگ بھول گئے تھے ص ۶۱

۱۱ - ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی - ہماری جماعت کیلئے سوچنے کا مقام ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے - حاشیہ ص ۶۱

۱۲ - انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیال نبی نے میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں "خدا کی مانند" یہ گویا الہام انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کے مطابق ہے جیسے میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کرونگا - حاشیہ ص ۶۱

۱۳ - یحمدک اللہ من عرشہ - یعنی گالیاں نکالنے والوں کے مقابل پر خدا عرش سے تعریف کرتا ہے - ص ۶۲

۱۴ - قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مؤمنون وقل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون (ل) اس میں دو شہادتوں سے مراد کسوف وخسوف قمر ہے - ص ۶۴

(ب) اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی ان کے پیچھے نماز پڑھے - حاشیہ ص ۶۴ - دیکھو "نماز"

۱۵ - واذ یمکربک الذین کفر - اوقد لی یا ھامان (ل) گویا استفتا تیار کرنیوالے کا نام فرعون اور فتویٰ دینے والے کا نام ھامان - تعجب نہیں کہ اس میں اشارہ ہو کہ ہامان اپنے کفر پر مریگا - لیکن فرعون خدا کا ارادہ ہو تو کسی وقت اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل کہے - ص ۶۵

(ب) تبت یدا ابی لھب وتب - ابولہب سے مراد فتویٰ لکھنے والا مولوی محمد حسین ہے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں آگ سلگانیوالا مولوی نذیر حسین دہلوی ہے - یہ علم غیب پر مشتمل پیشگوئی ہے - بارہ برس پہلے ان لوگوں سے متعلق اطلاع دی گئی جو مدعی اخلاص تھے - سو یہ خاص علم الٰہی ہے جسے معجزہ کہتے ہیں - ص ۲۱۵-۲۱۶

۱۶ - ثمانین حولا او قریبًا من ذالک - یعنی دشمن نے میری موت کی تمنا کی تھی تا کہہ سکیں جھوٹا تھا

جلدی مرگیا۔ مگر پینتیس سال پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے اسّی برس یا اس سے دو چار سال کم یا زیادہ عمر ہونے کی بشارت دے دی۔ ص ۶۶

۱۷ - ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء۔ والملوك یتبرکون بثیابك وغیرہ میں دشمنوں کی اس تمنا کا رد کیا کہ اس کی زمین میں قبولیت نہیں پھیلیگی اور وہ جھوٹوں کی طرح مہجور و مخذول رہے گا۔ ص ۶۶-۶۷

۱۸ - ینقطع اٰباؤك ویبدء منك۔

(الف) دشمنوں کی تمنا کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائیگا کے جواب میں بشارت دے دی کہ خدا تجھ سے ایک نسل کی بنیاد ڈالے گا اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی - ص ۶۷ و حاشیہ ص ۱۱۷

(ب) خاکسار کے باپ دادے والیان ملک اور پچاس کوس سے زیادہ کے مالک تھے۔ لیکن فرمایا کہ اب نئی شہرت کا سلسلہ پیدا ہوگا جو آبائی مرتبہ اور بزرگی پر غالب آ جائیگا اور یہی انبیاء و مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔ ص ۲۶۴

۱۹ - یعصمك اللّٰہ من عندہ - خدا جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کرینگے اس لئے حفاظت کی پہلے سے بشارت دیدی حاشیہ ص ۶۷

۲۰ - واتخذوا من مقام ابراهیم مصلّی

(الف) یعنی اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔ ص ۶۸

(ب) ایسا ہی اس آیت میں آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس وقت سب فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ ص ۶۹

۲۱ - ازالہ اوہام سے چند الہامات ص ۶۹-۷۳

۲۲ - سنأخذہ من مارن او خرطوم یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا دم بند کر دینگے - ص ۷۰

۲۳ - اس اعتراض کا جواب کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں اور آنحضرت صلعم آپ کے مربی اور معلم ہیں۔ جب معلم عربی ہے تو متعلم کو الہام بھی عربی میں ہونا چاہیے

الہام کل برکة من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتبارك من علّم وتعلّم۔ حاشیہ ص ۷۱

۲۴ - عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منه مودۃ۔ اسجگہ سعید لوگ مراد ہیں۔ حاشیہ ص ۷۳

۲۵ - اردو الہامات ص ۷۴-۷۶

۲۶ - لك خطاب العزۃ سے مراد ایسے اسباب کا پیدا ہونا ہے جس سے اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دیں گے۔ ص ۷۵

۲۷ - خذوا الرفق الرفق فان الرفق رأس الخیرات

اس الہام میں تمام جماعت کو اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم ہے۔
حاشیہ ص۴۵

۲۸ - بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد - محمدیوں کے پیر اونچے منار پر پڑ جانے سے مراد یہ ہے کہ نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق آخر الزمان مسیح موعود کا ظہور مسلمانوں میں سے ہوا - محمدی کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اب تک ظاہری قوت و شوکت اسلام دیکھ رہے تھے جس کا اسم محمد مظہر ہے اب وہ لوگ بکثرت آسمانی نشان پائیں گے جو اسم احمد کے مظہر کو لازم حال ہے - حاشیہ ص۴۶

۲۹ - (۱) وہ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے - کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
(۲) کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

حاشیہ ص۴۷

۳۰ - خذوا التوحید التوحید یا ابناء فارس ص۱۱۶

۳۱ - لوکان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من فارس - ص۱۱۶

۳۲ - ان الذین صدوا عن سبیل اللہ ردّ علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ ص۱۱۶

ہمارے خاندان کی تاریخ میں ہمارے خاندان کے جو بظاہر مغلیہ خاندان ہے بنی فارس ہونیکا تذکرہ نہیں ہاں بعض کاغذات میں دادیوں کے شریف اور مشہور سادات میں سے ہونے کا ذکر ہے مگر کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت کا یقینی علم خدا ہی کو ہے۔ حاشیہ ص۳۶۵

۳۳ - الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب اور اس کی لطیف تشریح۔ ص۱۱۷

۳۴ - اشکر نعمتی رأیت خدیجتی - خدیجہ کی اولاد کو خدیجہ کے نام سے یاد کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک بڑے خاندان کی ماں ہو جائے گی۔ لطیفہ یہ کہ ابتدائے سادات میں سادات کی ماں ایک فارسی عورت شہربانو تھی۔ دوسری مرتبہ ایک فارسی خاندان کی بنیاد ڈالنے کے لئے ایک سیدہ عورت مقرر کی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ حاشیہ ص۱۱۷ و حاشیہ ص۳۸۵

نیز دیکھو زیر "حدیث" یتزوج ویولد لہ

۳۵ - **یلاش** - خدا کا نیا الہامی نام ہے۔ اس نام کے الہام سے غرض یہ ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں ہے جو کسی دوسرے میں نہ پایا جاتا ہو۔ اور کسی نبی کا معجزہ یا خارق عادت امر ایسا نہیں جس میں ہزارہا اور لوگ شریک نہ ہوں تا توحید خدا قائم رہے۔ حاشیہ ص۲۰۳-۲۰۴

نیز دیکھو "نبی"

۳۶ - یقیم الشریعۃ ویحیی الدین۔ حاشیہ صفحہ ۲۴۰

۳۷ - اردت ان استخلف فخلقت آدم صفحہ ۲۵۱ وحاشیہ صفحہ ۲۷۴

۳۸ - یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ۔ الی ۔ یوم القیامۃ اس میں مسیح موعود کی کامیابی کی طرف اشارہ ہے۔ صفحہ ۲۵۷

۳۹ - خلق آدم فاکرمہ حاشیہ صفحہ ۲۷۴

۴۰ - یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ۔ حاشیہ صفحہ ۲۷۴

۴۱ - ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۷

۴۲ - قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم صفحہ ۳۳۹

۴۳ - اصحاب الصفّہ ... یصلون علیک ۔ الی ۔ سراجًا منیرًا صفحہ ۳۵۰

۴۴ - الہامات مندرجہ براہین احمدیہ اور ان میں سے بعض الہامات کی تشریح صفحہ ۲۵۱-۲۵۵ و صفحہ ۳۷۹-۳۸۵

۴۵ - ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ میں آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ جو ہادی ہونے کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمدیت ہے یعنی باوجود اُمّیت کے بغیر انسانی واسطہ کے خدا کی طرف سے علم دیا جانا دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے۔ پہلا فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ مہدی ہے اور دوسرا دین الحق ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ عیسیٰ ہے تا وہ ہر مذہب کے بیمار کو اچھا کر سکے اور اس کی تفصیل۔ صفحہ ۳۵۶-۳۶۰

۴۶ - یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم اس میں قوم کی طرف سے فتنہ کی آگ کے بھڑکنے اور پھر آخر اس کے فرو ہونے کی پیشگوئی ہے۔ صفحہ ۳۶۲-۳۶۳

۴۷ - انی جاعلک للناس امامًا یعنی تجھے لوگوں کیلئے امام معہود یعنی مسیح موعود اور مہدی بناؤنگا صفحہ ۳۶۳

۴۸ - وانی فضلتک علی العالمین یعنی جسقدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر میں نے تجھے فضیلت دی۔ صفحہ ۳۶۴

۴۹ - الہام قاب قوسین او ادنیٰ کی تشریح صفحہ ۳۶۵

۵۰ - جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حُلّوں میں۔ یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے لفظ نبی آیا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دے اس کو نبی کہتے ہیں۔ اسجگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۳۶۶

۵۱ - نمزّق الاعداء کل ممزّق مراد حجت پوری کر دینگے اور ہر ایک پہلو سے اُن کے عذرات توڑ دینگے۔ حاشیہ صفحہ ۳۸۳

۵۲ - نُری فرعون الخ یعنی حق کامل طور پر کھول دیا جائیگا جس کے کھلنے سے مخالف ڈرتے ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۳۸۳

۵۳ - حکم اللہ الرحمٰن خلیفۃ اللہ السلطان یؤتی لہ الملک العظیم و تفتح علی یدہ الخزائن میں سلطان سے آسمانی بادشاہت اور ملک سے روحانی ملک اور خزائن سے حقائق و معارف مراد ہیں۔ حاشیہ ص ۳۸۳

۵۴ - قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم ص ۴۳۶

۵۵ - قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ یعنی خدا نے جو مجھے آیت لو تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنی صحیح ہیں۔ ص ۴۳۶

اناجیل

حواریوں کا عقیدہ مسیح کی صلیبی موت نہ تھا اور ان کے سفر کا معاملہ مطابق مسیح کی وصیت کے ایک راز تھا لیکن بعد میں آنے والوں نے یہود کی طرح یہ عقیدہ بنالیا کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے اور اس عقیدہ کی حمایت میں بعض فقرے انجیلوں میں بڑھائے گئے جنکی وجہ سے انجیلوں کے بیانات میں باہم تناقض پیدا ہو گیا ص ۱۱۰

انسانی پیدائش

ا - انسانی نطفہ بھی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ ہی میں خلقتِ بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جس کی طرف آیت ثم انشاناہ خلقاً اٰخر میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ ستہ مراتب کا ذکر ص ۲۵

ب - انسان خدا تعالیٰ کی معرفت اور عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ص ۳۴۷

اوتار

ا - سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔ ص ۲۶، ۲۸

ب - مجھے توحید پھیلانے کیلئے تمام خو اور بو اور رنگ و روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ ص ۲۸

ج - ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنی ہے۔ ہندوؤں میں آخری زمانہ میں کرشن نامی ایک اوتار کے آنے کی پیشگوئی ہے اور وہ میں ہوں۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۳۱۷

اہلحدیث

ا - غیر مقلد جو حنفیوں کو بعض اولیاء کو صفاتِ الٰہیہ میں شریک کرنے کا الزام دیتے تھے اور شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب کراماتوں اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کو کفر سمجھتے تھے وہ خود حضرت عیسیٰ میں خدائی صفات خالق۔ محی الاموات اور عالم الغیب کی مانتے ہیں جو کسی اور میں نہیں مانتے۔ ایک اہلحدیث نے دریافت کرنے پر کہ مسیح کے پرندے کونسے ہیں اور خدا کے کونسے جواب دیا کہ آپس میں مِل جُل گئے ہیں۔ حاشیہ ص ۲۰۷-۲۰۸ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۰۶

ب - بلکہ دجّال کو بھی بے انت اور بے نہایت کمالِ الوہیت سے موصوف سمجھتے ہیں اور خدا کی طرح کائنات میں متصرف۔ پھر بھی انکی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ص ۲۳۷ - ۲۳۸

ایجاد اور صنعت دیکھو "صنعت اور ایجاد"

ایلیا

ایلیا نبی کے دوبارہ نزول سے متعلق یہود کا عقیدہ اور حضرت مسیح کی تاویل کہ اس سے مراد یوحنا کا ظہور ہے جو اس کی خو اور طبیعت پر آیا ہے۔ اور نزول مسیح کے عقیدہ کے متعلق میرا بھی وہی فیصلہ ہے جو حضرت مسیحؑ نے نزول ایلیا سے متعلق دیا۔ ص ۹۵ - ۹۸ و ص ۴۷۰

ب

بادشاہت

بادشاہت کی شرط سچا انصاف ہے، ص ۲۲۲

براہین احمدیہ

ا ۔ اس میں مکالمات الٰہیہ کے درج ہونے اور الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ کا ذکر اور یہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس کا ریویو لکھا تھا۔ ص ۴۳

ب ۔ براہین احمدیہ میں مندرجہ مکالمات الٰہیہ میں سے بعض کا ذکر مع تشریح۔ ص ۵۹ - ۶۶

ج ۔ مع ترجمہ و تشریح ص ۳۵۱ - ۳۶۸ و ص ۳۷۹ - ۳۸۵

د ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین کا ریویو لکھتے ہوئے جا بجا ان الہامات کا خدا کی طرف سے ہونا قبول کیا ہے۔ اور مولوی نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلۂ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ ص ۳۵۱

ھ ۔ مخالفوں کے براہین احمدیہ کا روپیہ کھا جانے کے الزام کا جواب کہ کوئی حق یا قرضہ یا براہین احمدیہ کا روپیہ میری طرف ہے تو مطالبہ کرو۔ اور تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین کے وہ چار حصص میرے حوالہ کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ اس اشتہار کے بعد تمہارے مطالبہ پر میں قیمت ادا نہ کروں تو مجھ پر اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ تو تم پر خدا کی لعنت ہو۔ اس سے پہلے بھی براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہارات شائع کر چکا ہوں۔ ص ۴۵۶ - ۴۵۸

بروز و رجعت بروزی

۱ ۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مسیح اور مہدی دونوں لقبوں کا وارث بنایا اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰؑ اور بروز محمدؐ۔ ص ۲۸

۲ ۔ قرآن شریف کی رو سے کئی انسانوں کا بروزی طور پر آنا مقدر تھا۔ مع آیات۔ اول مثیل موسیٰؑ کا۔ دوم خلفائے موسیٰؑ کے مثیلوں کا۔ سوم عام صحابہ کے مثیلوں کا۔ چہارم یہودیوں کے مثیلوں کا۔ پنجم یہودیوں کے بادشاہوں کے ان مثیلوں کا جو اسلام میں پیدا ہوئے۔ ششم ان بادشاہوں کے مثیلوں کا جنہوں نے یہودیوں کے سلاطین کی بدچلنی

کے وقت اُن پر قبضہ کیا مع آیات قرآنیہ ص ۳۰۶-۳۰۸

۳ - غلبت الروم فی ادنی الارض کی تفسیر - اور یہ کہ بروزی طور پر روم سے مراد روس اور دوسری عیسائی سلطنتیں ہیں جو مذہب عیسائیت رکھتی ہیں - ص ۳۰۷-۳۰۸

۴ - جب سلسلہ محمدیہ میں موسیٰ - محمد مہدی مسلمانوں کا نام یہودی اور عیسائی سلطنت کیلئے روم کا نام بروزی طور پر رکھا گیا تو پھر ان تمام بروزوں میں مسیح موعود کا حقیقی طور پر عیسیٰ ابن مریم ہی ہونا سراسر غیر موزوں ہے - ص ۳۰۸

۵ - حدیث عیسیٰ بن مریم اور اس کی ماں کے مس شیطان سے محفوظ رہنے کے یہ معنے ہیں کہ تمام وہ لوگ جو بروزی طور پر عیسیٰ ابن مریم کے رنگ میں ہیں یعنی روح القدس سے حصہ رکھنے والے خدا سے پاک تعلق رکھنے والے وہ سب معصوم ہیں - اور سب عیسیٰ ابن مریم ہیں - حاشیہ ص ۳۰۸

۶ - بروز کی تشریح - خدا کی مقدس کتابوں میں بعض نبیوں کے مثیلوں سے متعلق نہیں بلکہ ان کے دوبارہ آنے کے متعلق پیشگوئیاں ہیں مثلاً الیاسؑ نبی جو یحییٰؑ کے رنگ میں آئے - اسی طرح شیعہ بھی علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں پھر ہندو کرشن کا آخری اوتار کلکی اوتار مانتے ہیں اور مسیح موعود کو الہام میں کرشن قرار دیئے جانا چودھویں صدی میں کسی اوتار یا پیغمبر کا عقیدہ جو رودر گوپال کی صفات اپنے اندر رکھتا ہو نہ صرف عیسائیوں مسلمانوں اور ہندوؤں کا بلکہ تمام اہل مذاہب کا ہے - اگرچہ تمام مسلم صوفی رجعت بروزی کے قائل ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ قریباً سو برس کے بعد بایزید بسطامی کی روح بروزی طور پر ابوالحسن خرقانی میں آگئی لیکن باوجود اس کے بعض نادان مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت رجعت بروزی کے قائل نہیں - حاشیہ ص ۳۱۵-۳۱۸

۷ - رجعت بروزی کی فلاسفی - صوفی اس طرف گئے ہیں کہ خلقت بنی آدم اپنی وضع میں دوری صورت پر واقع ہوئی ہے - یعنی نوع انسان کی روحیں بروزی طور پر پھر پھر کر دنیا میں آتی ہیں - اس سے لازم آیا کہ آخری نقاط خلقت بنی آدم کے نقاط اولیٰ سے یعنی نقطۂ دائرہ پیدائش بنی آدم شروع ہوتا ہے قریب تر واقع ہوں - اور اپنے ظہور اور بروز سے انہی کی طرف رجوع کریں اور یہی وہ بات ہے جس کو دوسرے لفظوں میں رجعت بروزی کہتے ہیں اور اس کی تشریح - اور یاجوج ماجوج سے مراد اور ان پر ارضی قوی کی ترقیات کے دائرہ کا ختم ہو جانا جو استدارت زمانہ پر دلیل ہے - اور پورے دائرہ کو رجعت بروزی لازم ہے - اسی طرح نحاش کا جس کا دوسرا نام خناس ہے آخری زمانہ

میں بروز کا ظہور اور پھر اس کے بعد مسیح ابن مریم کا بروز ضروری تھا جو روح القدس سے تعلق کی وجہ سے نحاش کا دشمن ہے۔ غرض پہلا بروز گروہ نحاش ہے اور دوسرا بروز مسیح اور اس کا گروہ۔ تیسرا بروز ان یہودیوں کا جن سے بچنے کے لئے غیر المغضوب علیھم دعا سکھلائی گئی ہے اور چوتھا بروز صحابہؓ کا بروز ہے۔ اس حساب سے ان بروزوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس لئے یہ زمانہ رجعت بروزی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ حاشیہ ص ۳۱۹-۳۲۵

۸ - رجعت بروزی کی اعلیٰ اقسام صرف دو ہیں۔ بروز الاشقاء اور بروز السعداء۔ یہ دونوں بروز قیامت تک سنت اللہ میں داخل ہیں۔ یہ خیال کہ تمام لوگ اور تمام طبائع ملت واحدہ پر ہو جائینگی غلط ہے۔ مطابق آیات منھم شقی وسعید اور ولذالک خلقھم اختلاف انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور دیگر آیات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک اختلاف رہیگا۔ ہاں ملل باطلہ دلیل کی رو سے ہلاک ہو جائیں گے۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۳۱۹-۳۲۰

پ

پادری

پادری صاحبان جہاد کے غلط مفہوم کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے پشتو وغیرہ زبانوں میں ہزاروں رسالے شائع کئے جن میں یہ لکھا کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ اسی طرح پادری فنڈل کی کتاب "میزان الحق" کا ذکر جو ۱۸۴۹ء میں تالیف کر کے پنجاب و ہندوستان میں پھیلائی گئی اور اس میں جہاد کو اسلام میں فرض اور غیر مذاہب کے لوگوں کے قتل کو اسلام میں ثواب کا کام قرار دیا۔ اسی طرح پادری عماد الدین اور دیگر چند بدزبان پادریوں کی گندی تحریروں کا ذکر۔ ص ۹، ص ۲۰-۲۲، ص ۳۰-۳۱

پرورش

پرورش کی جڑ انسانی ہمدردی ہے۔ ص ۲۲۲

پیر صاحب العلم سندھی

پیر صاحب العلم سندھی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں کشف کا ذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ ص ۴۶۳

پیر مہر علیشاہ گولڑوی

۱ - پیر صاحب کو پچاس روپے انعام کا وعدہ۔ دیکھو "اشتہارات"

۲ - پیر صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجازی مقابلہ کی دعوت کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ قرآن شریف کی چالیس آیات نکال کر اور یہ دعا

کرکے کہ جو شخص حق پر ہے اس کو فوری عزت حاصل ہو اور دوسرے کو خذلان فصیح و بلیغ عربی زبان میں تفسیر لکھیں انکے جواب میں اس اشتہار کا کہ ہم اول نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے بحث کرنے کیلئے حاضر ہیں اور تم مغلوب ہو جاؤ تو ہماری بیعت کر لو پھر بعد اس کے ہمیں وہ اعجازی مقابلہ بھی منظور ہے کا جواب کہ فوری مباہلہ کے رنگ میں اعجازی مقابلہ سے گریز کرنیکی یہ راہ نکالی ہے۔ اور اس کا معقول تردیدی جواب۔
ص۸۷-۹۰

۳۔ پیر صاحب کو خدا تعالیٰ کی قسم دیکر سورۃ فاتحہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں ستر روز کے اندر تفسیر جس میں میرے دعاوی کی تکذیب ہو لکھنے کیلئے دعوت مقابلہ۔ اور اگر تین نامی ادیب انکی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانسو روپیہ نقد انعام دونگا۔ اور اپنی کتابیں جلا دونگا۔ اور ان کے ہاتھ پر توبہ کر لونگا۔ اور غلبہ کی صورت میں صرف یہی کہونگا کہ پیر صاحب نے کتنا قابل شرم جھوٹ بولا۔ حاشیہ ص۴۴۹-۴۵۰ و ص۴۸۳

۴۔ خدا تعالیٰ کے نشان کے ذریعہ فیصلہ کی بجائے منقولی بحث کی تجویز بطور مکر پیش کرنا اور منقولی بحث کے فیصلہ کیلئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیقوں کو بطور ثالث پیش کرنا کہ اگر وہ پیر صاحب کے عقائد کو درست قرار دیدیں تو اسی مجلس میں ان کی بیعت کی جائے اس تجویز کی لغویت اور اصل دعوت مقابلہ کو قبول کرنے سے انحراف۔
ص۴۵۴-۴۵۶

۵۔ "پیر مہر علیشاہ گولڑوی" کے زیر عنوان کہ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے اور تفسیر کیلئے دعوت مقابلہ کا ذکر اور پیر صاحب کا منقولی بحث کا بہانہ پیش کرکے مقابلہ سے گریز اور اب ستر دن میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کیلئے دعوت مقابلہ۔
ص۴۷۹-۴۸۴

پیدائش

آدم اور آسمان و زمین اور انسان۔ دیکھو زیر "آدم" و "زمین و آسمان" و "انسانی پیدائش"

پیشگوئی جمع پیشگوئیاں

۱ - پیشگوئیوں سے متعلق مختلف امور

(ا) دنیا کے کیڑے محض سازش اور منصوبہ سے خدا کے مقدس ماموریں کی طرح کوئی قطعی پیشگوئی نہیں کرسکتے۔
ص۴۸

(ب) پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے اس میں بعض وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں۔ بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے۔

شاۂ حدیث ذھب دھلی ص ۱۵۴

(ج) ایسی پیشگوئی جس کا سارا تانا بانا ہی ظنی ہے جب قرآن کی پیشگوئی کی نقیض اور ضد ہو تو اس کو اس کے ظاہر الفاظ کی رو سے ماننا گویا قرآن شریف سے دست بردار ہونا ہے۔ ہاں اگر کسی تاویل سے تناقض جاتا رہے تو پھر بسر و چشم منظور۔ ص ۱۶۳

(د) پیشگوئی میں جہاں کہیں امتحان منظور ہوتا ہے استعارات ہُوا کرتے ہیں۔ ہر ایک پیشگوئی کے ظاہر لفظ کے موافق معنے کرنا شرط نہیں۔ مثلاً حضرت یوسفؑ کی خواب کی پیشگوئی۔ ص ۱۹۶

(ھ) بعض پیشگوئیوں کا مصداق دو کا ہونا۔ مثلاً تبت یدا ابی لھب وتب۔ جس طرح آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذاء دہندہ دشمنوں پر بھی۔ اسی طرح آیت ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی ہے اور مسیح موعودؑ کے حق میں بھی اور رسول سے اسجگہ دونوں مراد ہیں۔ پس یہ کوئی غیر معمولی امر نہیں کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہو بلکہ قرآن شریف ذوالوجوہ ہے اس کا محاورہ اس طرز پر واقع ہوگیا ہے کہ آیت میں دونوں مصداق ہوتے ہیں۔ ص ۲۱۷

۲ - قرآن مجید کی پیشگوئیاں

(ا) اونٹوں کا بیکار ہونا۔ اس پیشگوئی کی عظمت کا ذکر۔ حمل دار اونٹنی بھی جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی قدر نہ رہیگی۔ اونٹ اہل عرب کا بہت پُرانا رفیق ہے۔ عربی زبان میں ہزار کے قریب اس کے نام ہیں اور بیس ہزار کے قریب عربی اشعار میں اونٹ کا ذکر آتا ہے۔ ص ۱۹۶ و ص ۲۳۱ و ص ۲۳۹

(ب) مغضوب علیھم کے پورے مفہوم کو مدنظر رکھ کر اس میں مسیح موعود کی نسبت صاف پیشگوئی ہے کہ وہ امت میں سے ہو گا اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے پہلے مسیح کی طرح ایذاء اٹھائیگا۔ اور بعض مثیل یہود اس امت میں سے اس کی تکفیر و توہین کرکے مورد غضب الٰہی یعنی مغضوب علیھم ہونگے اور اس وقت عیسائیوں کا فتنہ حد سے بڑھا ہُوا ہوگا۔ ص ۲۱۲-۲۱۳ و ص ۲۲۹-۲۳۰

(ج) عیسائیت کے فتنہ سے بڑھ کر جس کی پیشگوئی ولا الضالین میں کی گئی جو ظہور میں آ گئی۔ اس کے بعد قیامت تک کوئی ایسا بڑا فتنہ نہیں۔ اور اس امر کیلئے خدا تعالیٰ سے دُعا اور یہ کہ اب

اس ایک دفعہ کے قتل کے بعد اس خوبصورت جوان (یعنی اسلام) کے قتل پر جو حسب تقدیر مشرقی زمین میں قتل ہو کر پھر خدا کے مسیح کے ذریعہ زندہ ہو گیا۔ گوئی دجّال قیامت تک قادر نہیں ہو گا۔ اور پہلے سے زیادہ مغلوب ہو جائے گا اور اس پر موت وارد نہ ہو گی اور قیامت تک اس کے بعد دجّال نہ ہو گا یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر اور بشارت ہے۔ ص۲۴۰-۲۴۱

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

(ا) لیکھرام والی پیشگوئی

(ب) انجام آتھم میں یہ پیشگوئی کہ عبدالحق غزنوی نہیں مریگا جبتک کہ اس عاجز کے ہاں پسر چہارم پیدا نہ ہولے

(ج) اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا ہو گا۔ اور ان تینوں پیشگوئیوں کے صفائی سے پورا ہونے کا ذکر۔ ص۱۵۲-۱۵۳

(د) ایسی ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اس قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ ص۱۵۳ و حاشیہ ص۴۵۳ و ص۴۵۸ و ص۴۶۰

(ھ) براہین میں بعض مندرجہ پیشگوئیوں کا ذکر شہرت کے متعلق۔ تحفے آنے کے متعلق اور دُور دُور سے لوگوں کے آنے کے متعلق۔ حاشیہ ص۲۵۱

۴۔ پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے اعتراض کا جواب

(ا) مخالفوں کا بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان تین ہزار معجزات کا جو آپ سے ظہور میں آئے ذکر نہ کرے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کا بار بار ذکر کرے۔ یا مسیح کی پیشگوئیاں کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہونگے کہ میں پھر واپس آجاؤنگا یا داؤد کے تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کا ذکر کرے کیا وہ پوری ہوگئی۔ ص۱۵۲ مع حاشیہ و حاشیہ ص۴۶۰-۴۶۱

(ب) یہ اعتراض کہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اسکا جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ سو سے زیادہ پیشگوئیاں پوری ہو چکیں۔ آتھم کی پیشگوئی شرطی بھی اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی۔ احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی پیشگوئی شرطی تھی۔ حاشیہ ص۴۵۳-۴۵۴

(ج) طریق فیصلہ۔ بٹالہ میں ایک مجلس قائم کرو پھر میری تقریر سنو۔ اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہے تو میں اقرار کرونگا کہ میں کاذب ہوں۔ حاشیہ ص۴۶۱

۵۔ خدا کا کلام پورا ہو کر رہتا ہے۔

خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں

دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا۔ حاشیہ ص۲۵۸

ت

تحفہ گولڑویہ

ا۔ یہ رسالہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی اور اُن کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے ۱۹۰۰ء میں لکھا گیا اور ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع کیا گیا۔ ص۳۵ ٹائیٹل پیج

ب۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ جو اصل میں اربعین نمبر۳ ہے ص۳۷ - ۸۶

ج۔ اصل کتاب تحفہ گولڑویہ ص۶۷-۲۶۶

د۔ خاتمہ کتاب ص۲۸۶-۲۹۴

ھ۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۹۵-۳۴۰

تزکیہ نفس کا طریق

تزکیہ نفس کا طریق اور دھوبی کی مثال ص۱۴

تفسیر آیات قرآنیہ

۱۔ حتّٰی تضع الحرب اوزارھا۔ یعنی اسوقت تک لڑائی کرو کہ مسیح کا وقت آجائے۔ ص۸

۲۔ قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ ص۱۵

۳۔ واذا العشار عطّلت۔ عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے وہ ہے۔ جب اونٹ بیکار ہو جائیں گے یعنی نئی سواری نکل آئے گی۔ ص۱۶

۴۔ آیات ولو تقول علینا بعض الاقاویل ۔ الخ ۔ معاجزین کی لطیف تفسیر۔ اس آیت میں بتایا ہے کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اس کی سزا موت تھی۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت ہے کہ جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے وہ ہلاک کیا جاتا ہے ص۳۹-۴۰ و ص۴۳۰-۴۳۶

۵۔ جمع الشمس والقمر اس میں کسوف خسوف کے نشان کی طرف اشارہ ہے۔ ص۶۳، ص۱۹۲، و ص۲۴۲

۶۔ ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد میں آخری زمانہ میں آنحضرت صلعم کے ایک مظہر ظاہر ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کا نام احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین پھیلائے گا۔ ص۶۸-۶۹ و ص۲۵۳-۲۵۴ و ص۴۴۳

۷۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی یعنی تم اپنی عبادتوں اور عقیدہ کو اسکی طرز پر بجالاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ۔ اور یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آخر زمانہ میں جب امت محمدیہ کے بہت فرقے ہو جائیں گے ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں سے اس کا پیرو فرقہ ہی نجات پائیگا ص۶۸-۶۹

۸ - رافعک الی اور بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع کے
جو آسمان پر اٹھانیکے معنے کئے جاتے ہیں کسی حدیث میں
ان کی یہ تشریح موجود نہیں۔ حاشیہ ص۹۷

۹ - بل رفعہ اللہ الیہ

(الف) اس خیال کی تردید کہ "بل" دلالت کرتا ہے کہ وہ
مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس قسم کا رفع تو
بلعم کی نسبت بھی قرآن میں مذکور ہے۔ اور مراد صرف
رفع روح تھا۔ ص۱۰۱ - ۱۰۲

(ب) یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے جو شخص خدا کی طرف بلایا
جاتا ہے اس کو مرفوع اور جو شیطان کی طرف دھکیل
دیا جاتا ہے اسے ملعون کہتے ہیں۔ اور اسکی تشریح
یہود کی اس غلطی کا قرآن نے بحیثیت حَکَم فیصلہ
کیا کہ فعل صلیب پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا کیونکہ وہ
اس پر قتل نہیں ہوا۔ اور یہود کا اعتراض جسمانی
رفع کے متعلق نہیں تھا۔ ص۱۰۲ و ص۱۰۴ و ص۱۰۸

(ج) علم طبعی و مشاہدہ کی رو سے جسم کے ذرات
بدلتے رہتے ہیں پھر رافعک الی کا وعدہ جس
جسم کے متعلق تھا اس کے متعلق تو پورا نہ ہوا۔ ص۱۰۲

(د) یہ خیال بھی غلط ہے کہ جب کسی کو مخاطب کیا جائے
تو جسم کی معیت بھی شرط ہوتی ہے۔ مردہ انبیاء
کا قرآن میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے جیسے زندوں کا۔
ص۱۰۲

(ھ) آسمان پر مع جسم لے جانے میں کوئی حکمت نہ تھی
جبکہ قتل سے زمین پر بھی بچایا جا سکتا تھا جیسا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں قتل سے بچا
لیا۔ اگر بہشت میں انکو پہنچانا تا لذت اخروی حظ
اٹھاویں غرض تھی تو یہ بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس کیلئے
مرنا ضروری ہے اور اسطرح اپنی قوم کی اصلاح بھی
نہ کرسکے اور وہ ضلالت سے بھر گئی۔ پھر دوسرے
آسمان پر کیوں بٹھایا گیا کیا خدا دوسرے آسمان پر
ہے اور کیا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ خدا سے اوپر رہتے تھے
ص۱۰۴ مع حاشیہ

(د) مومن کی روح مرنے کے بعد مطابق آیت ارجعی الی
ربک خدا کی طرف جاتی ہے اور کافر کی روح نیچے
کی طرف جبکہ آیت لاتفتح لھم ابواب السماء
اس کی گواہ ہے۔ رفع خدا کی طرف جانے کا نام ہے
اور شیطان کی طرف جانے کا لعنت ہے۔ یہود نے
مسیح کی صلیبی موت سے اُن کے ملعون ہو کر شیطان
کی طرف جانے کا نتیجہ نکالا۔ چونکہ حواریوں کو سفر
کا حال بطور راز رکھنے کی وصیت تھی اس لئے
ممکن ہے توریہ کے طور پر یہود کا خیال دوسری طرف
پھیرنے کے لئے یہ کہدیا ہو کہ وہ تو آسمان پر
چلے گئے۔ چنانچہ اب تک ایک فرقہ نصاریٰ کا
اس کے آسمان پر جانے کا منکر ہے۔ حواریوں کے
بعد نصاریٰ اصل حقیقت سے بےخبر ہونے کی
وجہ سے یہود سے متفق ہو گئے اور آخر کفارہ کا

منصوبہ بنانے کا شوق بھی اسکا محرک ہُوا۔
صفحہ ۱۰۸-۱۱۰ مع حاشیہ ۔ صفحہ ۱۰۹ نیز دیکھو "لعنت"

(ز) رفع جسمانی یہود عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے عقائد کی رو سے مدار نجات نہیں۔ بلکہ یہود رفع روحانی کے جو مدار نجات ہے منکر تھے اور نصاریٰ میں رفع جسمانی کا اس وقت خیال پیدا ہُوا جب ان کا ارادہ ہُوا کہ حضرت مسیحؑ کو خدا اور دنیا کا منجی قرار دیں۔ صفحہ ۱۱۳ مع حاشیہ

(ھ) خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں کسی جگہ رفع الی اللہ کے معنے جسم کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف اٹھایا جانا نہیں کئے گئے۔ صفحہ ۱۲۲

۱۰ - غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

(ا) اس میں اشارہ ہے کہ یہود نے خدا کے پاک اور مقدس نبی کو عمداً محض شرارت سے لعنتی ٹھیرا کر خدا تعالےٰ کا غضب اپنے پر نازل کیا۔ اور نصاریٰ نے اپنی جہالت کی وجہ سے لعنت کا داغ حضرت مسیح کے دل کی نسبت قبول کر لیا۔ اس میں لطیف پیرایہ میں میری نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایسا زمانہ تم پر بھی آئیگا اور تم بھی حیلہ جوئی سے مسیح موعود کو لعنتی ٹھیراؤ گے
حاشیہ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱ و صفحہ ۳۲۸-۳۲۹

(ب) دُعا کے رنگ میں یہ ایک پیشگوئی ہے جو دو خبریں مشتمل ہے۔ صفحہ ۲۱۳۔ دیکھو زیر "پیشگوئیاں" "قرآن مجید کی پیشگوئیاں" نیز دیکھو "مغضوب علیہم"

(ج) الضالین سے مراد وہ عیسائی ہیں جو افراط محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کرتے ہیں اور المغضوب علیھم سے مراد وہ علماء یہود ہیں جنہوں نے خدا کے مسیح کو افراط عداوت سے کافر قرار دیا۔
حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۶۹

(د) یاد رہے کہ انجیل و قرآن میں جہاں یہود کا خراب حال بیان کیا ہے وہاں عوام نہیں بلکہ ان کے مولوی اور فقیہ اور سردار کاہن مراد ہیں۔ اسی طرح غیر المغضوب علیھم میں عام مسلمان نہیں بلکہ اُن کے مولوی مراد ہیں۔ صفحہ ۳۲۹-۳۳۰

۱۱ - لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس
میں الناس سے مراد دجال ہے۔ دیکھو معالم التنزیل وغیرہ
صفحہ ۱۲۰

۱۲ - کنتم خیر امة اخرجت للناس میں بھی الناس سے شر الناس گروہ جو دجالی گروہ ہے مراد ہے۔
صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۲

۱۳ - ان الذین کفروا من اھل الکتاب - الیٰ — شر البریة میں ایسے گروہ کو جس سے مخفی گروہ دجالی، شر البریة اور ایسے گروہ یعنی امت محمدیہ کو خیر البریة کہا گیا ہے۔ صفحہ ۱۲۱

۱۴ - لیظھرہٗ علی الدین کلّہ

(ا) اس میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود قمر اسلام کا متمم نور ہے اس لئے اس کی تجدید چودھویں رات کے

چاند سے مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اظہارِ تام اور اتمام نور ایک ہی چیز ہے۔ ص ۱۲۴

(ب) یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔ ص ۲۱۷

۱۵ - یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم الآیۃ

اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ اتمام نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔ ص ۱۲۴

۱۶ - آیت استخلاف لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم میں ابتداء کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی اس میں وعدہ تھا کہ موسوی سلسلہ خلافت کی مانند محمدی سلسلہ خلافت قائم ہوگا۔ ص ۱۸۸ - ۱۹۹ و ص ۲۰۲

۱۷ - ولم یجعل لہ عوجا۔ عوج کے لفظ سے اسجگہ مخلوق کو شریک الباری ٹھیرانا مراد ہے جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو ٹھیرایا اور اسی لفظ سے فیج اعوج مشتق ہے ص ۲۱۱ دیکھو "فیج اعوج"

۱۸ - سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص اور معوذتین میں انہی کی طرف اشارہ ہے جو غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی تفسیر میں اوپر بیان ہوا

(الف) تبت یدا ابی لھب وتب آیت مغضوب علیہم کی شرح ہے۔ اور اس آیت کا مصداق اس شخص کو ٹھیرایا جس نے سب سے پہلے خدا کے مسیح پر تکفیر و توہین کے ساتھ حملہ کیا (یعنی محمد حسین بٹالوی) یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن شریف نے بھی اس سورۃ میں ابولہب کے ذکر میں علاوہ دشمن رسول اللہ کے مسیح موعود کے دشمن کو بھی مراد لیا ہے۔ یہ تفسیر سراسر حقانی ہے جو الہام کے ذریعہ سے کھلی۔ ص ۲۱۶ - ۲۱۷

(ب) سورۃ اخلاص۔ سورۃ فاتحہ میں ولا الضالین کے مقابل پر ہے۔ اور اس کی تشریح میں سورۃ اخلاص ہے۔ ص ۲۱۷

(ج) معوذتین میں نصاریٰ کے فتنے کے شر سے بچنے کیلئے دعا۔ اور من شر النفاثات فی العقد میں پادری اور علمائے اسلام مراد ہیں جو زنانہ خصلت رکھتے ہیں اور اپنی غلطی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ ص ۲۲۰ - ۲۲۲

(د) سورۃ اخلاص و معوذتین

سورۃ اخلاص میں ضالین قوم کی اعتقادی حالت کا بیان ہے اور سورۃ فلق میں ان کی اعمالی حالت کی تشریح ہے۔ اور یہ کہ یہ قوم اسلام کیلئے خطرناک ہے۔ اور اسے شر ماخلق میں شر البریۃ قرار دیا اور سخت تاریکی سے مراد آخری زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ جبکہ یہ لوگ اس درجہ کے مظہر اتم ہونگے۔ اور سورۃ الناس میں خناس کا ذکر ہے جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں جس نے آدم اور حوا کو ورغلایا۔

یہی خناس آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور اس کا نام
الدجال ہے۔ پس الضالین اور خناس حقیقت اور
روحانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں۔ اور
آیت برب الفلق میں صبح صادق کی بشارت
دی گئی ہے۔ اور سورۃ الناس میں صبر و ثبات کے
ساتھ وسواس سے بچنے کی۔ حاشیہ ص ۲۷۰-۲۷۵
و حاشیہ ص ۲۸۵ و حاشیہ ص ۲۲۵
و نیز دیکھو "خناس"

۱۹۔ امت کے دو گروہ

(ا) انعمت علیہم میں دو گروہ مراد ہیں۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود
مع اپنی جماعت کے۔ ص ۲۲۶

(ب) ثلة من الاولین وثلة من الآخرین۔
یعنی خالص محمدی گروہ جو ہر ایک پلید ملونی اور
آمیزش سے پاک۔ ایمان اور دقائق عرفان اور
عمل اور تقویٰ کے لحاظ سے ایک کثیر التعداد جماعت
ہے صرف دو گروہ ہیں۔ اولین اور آخرین۔ یعنی
صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کا گروہ۔
ص ۲۲۵-۲۲۶ و ص ۲۲۷ نیز دیکھو ص ۲۱۷-۲۱۸

۲۰۔ تفسیر آیات سورہ تکویر۔ واذا العشار عطلت
واذا البحار فجرت۔ واذا الکواکب انتشرت وغیرہ
اور واذا السماء انفطرت اور واذا السماء انشقت
قرآن ذو الوجوہ ہے۔ اول مصداق ان آیات کا یہی دنیا ہے
کیونکہ آخری زمانہ کی نشانیاں ہیں اور پہلی کتابوں میں مسیح موعود کے
وقت کی نشانیاں ٹھیرائی گئی ہیں۔ ص ۲۴۲-۲۴۳ مع حاشیہ

۲۱۔ واذا الرسل اقتت۔ یعنی وہ آخری زمانہ جس
سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے اور تعیین
کے معنے کیلئے لغت اور حدیث کا حوالہ۔ اس
آیت کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور سے
دونوں طرف سلسلہ خلافت محمدیہ کے معین اور مشخص
ہو جائیں گے اور مرسلین کی تعداد کا علم ہو جائیگا
ص ۲۴۴-۲۴۵

۲۲۔ سورۃ عصر کی تفسیر۔ دنیا کی عمر

خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع
دی سورۃ العصر کے اعداد بحساب ابجد معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت آدمؑ سے آنحضرت صلعم تک کے مبارک
عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئیس برس کا تمام
و کمال زمانہ۔ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ
ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتداء دنیا سے آنحضرت صلعم
کی وفات تک قمری حساب سے ہیں اور شمسی حساب سے
یہ مدت ۴۵۹۸ بنتی ہے۔ اور عیسائیوں کے حساب
میں جس پر تمام مدار بائیبل کا ہے یعنی ۴۶۳۶ برس
اس میں اور اس میں صرف ۳۸ برس کا فرق ہے
یہ قرآن شریف کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان
علمی معجزہ ہے۔ ص ۲۴۵ و حاشیہ ص ۲۴۷
و ص ۲۵۱-۲۵۳

۲۳ - انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ جب ایک قوم اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی اسوقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ اس کی حفاظت کریگا

حاشیہ ص ۲۶۷

۲۴ - انک لفی ضلالک القدیم ۔ ضلالت کے یہ بھی معنے ہیں کہ افراط محبت سے ایک شخص کو ایسا اختیار کر لیا جائے کہ دوسرے کا نام عزت کے ساتھ سُننے کی برداشت نہ رہے ۔ اس آیت میں بھی یہی مراد ہے۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۶۹

۲۵ - تفسیر سورۃ فاتحۃ

(ل) اس سورۃ میں مبداء اور معاد کا ذکر ہے ۔ اس میں خدا کی ربوبیت سے لیکر یوم الدین تک سلسلہ صفات الٰہیہ کو پہنچایا ۔ چھٹی آیت اھدنا الصراط المستقیم میں اشارہ ہے کہ چھٹے ہزار کی تاریکی آسمانی ہدایت کو چاہے گی ۔ اور سلیم فطرتیں خدا سے ایک ہادی یعنی مسیح موعود کو طلب کرینگی اور ساتویں آیت میں جو ضالین کے لفظ پر ختم ہوتی ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضالین پر قیامت آجائیگی ۔ اور دُعا کا خلاصہ اور جس کامل دلکش پیرایہ میں یہ دعا سکھلائی گئی ہے ۔ اسکا ذکر۔ حاشیہ ص ۲۸۴ - ۲۸۵

(ب) سورۃ فاتحہ میں تین دُعائیں سکھلائی گئی ہیں۔ (۱) کہ خدا تعالیٰ صحابہ کی جماعت میں داخل رکھے یا مسیح موعود کی جماعت میں جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور آخرین منھم کی مصداق ہے ۔ غرض یہی دو جماعتیں منعم علیہم ہیں ۔ صراط الذین انعمت علیہم میں یہی ملحوظ رکھو کہ صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں ۔ دوسری دعا غیر المغضوب علیہم جو مسیح موعود کو دُکھ دینگے اور اس دُعا کے مقابل پر سورۃ تبت یدا ابی لھب وتب ہے ۔ تیسری دعا ولا الضالین ۔ اس کے مقابل پر سورۃ اخلاص ہے اور اس کے بعد سورۃ فلق اور سورۃ ناس ہے جو سورۃ تبت اور اخلاص کیلئے بطور شرح ہیں ۔ افتتاح کتاب بھی ان دونوں دعاؤں سے ہوا ۔ اور اختتام کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں پر کیا۔ ص ۲۱۷ - ۲۱۹ و حاشیہ ص ۲۲۰ - ۲۲۵

نیز دیکھو "مسیح موعود کی جماعت"

(ج) سورۃ فاتحہ کی اہمیت ۔ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ص ۲۱۹

(د) دوسرے مذاہب کی موجودگی میں جن کے مقابلہ میں عیسائی مذہب ایسا تھا جیسے پہاڑ کے مقابلہ میں تنکا عیسائی مذہب کے سورۃ فاتحہ میں ذکر کرنے کی وجہ ۔ ص ۲۱۹ - ۲۲۰

(ھ) سورۃ فاتحہ کا مغز مسیح موعود کی تابعداری ہے حاشیہ ص ۲۱۹ نیز دیکھو "فاتحہ"

۲۶ - تکاد السموٰت یتفطرن منہ الآیۃ

(ا) اس میں پیشگوئی کا رنگ ہے کہ عیسائیت کے غلبہ کے وقت قریب ہے کہ آسمان یعنی وہ راستباز جو اخلاص کی وجہ سے آسمان کہلاتے ہیں گمراہ ہوجاویں اور تمام زمینی آدمی بگڑ جائیں اور جبال کی طرح ثابت قدم لوگ گر جائیں۔

(ب) اس آیت کریمہ کا منشا یہ ہے کہ اگر خدا تعالٰے اس فتنہ کے وقت اپنا مسیح بھیجکر اس فتنہ کی اصلاح نہ کرے تو فی الفور قیامت آجائے۔ اور آسمان پھٹ جائیں۔ ص ۲۸۶ - ۲۸۷

۲۷۔ فنفخنا فیہ من روحنا - بچے دو قسم کے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک جن میں نفخ رُوح القدس کا اثر ہوتا ہے۔ یعنی ان کی پیدائش میں رُوح القدس کی شراکت ہوتی ہے۔ جب والدین کے خیالات پر ناپاکی اور خباثت غالب نہ ہو۔ دوسرے وہ جنکی پیدائش میں شیطان کی شراکت ہوتی ہے۔ جب ان کے خیالات پر ناپاکی اور پلیدی غالب ہو ص ۲۹۷ - ۲۹۸

۲۸ - وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون حتّی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون - اس میں پیشگوئی ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں ہلاک شدہ لوگ بروزی طور پر پھر دنیا میں رجوع کرینگے اور اس کی تفصیل ص ۲۹۷ ، ص ۳۰۶ - ۳۰۸ و ص ۳۱۵ و حاشیہ ص ۳۱۵ - ۳۲۵ نیز دیکھو " بروز "

۲۹ - لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ - نحاش جس نے حوّا کو اپنی دجالیت سے حیات ابدی کی طمع دی تھی - وہ آخری زمانہ میں بروزی طور پر ظاہر ہوکر زن مزاج اور ناقص العقل لوگوں کو اس وعدہ پر حیات ابدی کی طمع دیگا کہ وہ توحید کو چھوڑ دیں۔ خدا نے جیسے آدم کو لا تقربا کی نصیحت کی تھی کہ یہ حرمت کا درخت ہے۔ اسی طرح خدا تعالٰی نے قرآن میں ویغفر ما دون ذالک فرمایا - کہ ہر گناہ کی مغفرت ہوگی۔ مگر شرک کو خدا تعالٰی کبھی نہیں بخشیگا۔ پس شرک کے نزدیک مت جاؤ اور اس کو حرمت کا درخت سمجھو مگر بروزی نحاش نے کہا کہ اس حرمت کے درخت کو خوب کھاؤ کہ حیات ابدی اسی میں ہے -

حاشیہ ص ۳۲۳ - ۳۲۴

۳۰ - ولکن شبّہ لھم - حضرت عیسٰیؑ کی جگہ کسی اور کو سولی دیئے جانے کے معنوں کی تردید اور اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ موت کا وقوعہ یہودیوں پر مشتبہ کیا گیا۔ وہ یہی سمجھ بیٹھے کہ ہم نے قتل کر دیا حالانکہ وہ قتل ہونے سے بچ گیا - میں خدا تعالٰی کی قسم کھاکر کہہ سکتا ہوں کہ شبّہ لھم کے یہی معنے ہیں۔ اور سنت اللہ کے مطابق ہیں - آنحضرت صلعم کو غار ثور میں بچانے اور حضرت ابراہیمؑ کے آگ سے

اور حضرت یوسفؑ کے کنوئیں میں سے بچائے جانے کی مثالیں اور سب کو زمین پر ہی بچایا۔ ص ۲۲۸ - ۲۲۹

توحید الٰہی

توحید الٰہی کی غرض یہی ہے کہ وہ وحدہ لاشریک اپنی ذات اپنی صفات اور اپنے کاموں میں ہے اور کوئی دوسرا مخلوق میں سے اس کی مانند وحدہ لاشریک نہیں۔ حاشیہ ص ۲۰۷

نیز دیکھو "اللہ کی توحید"

توفّی

ا۔ قرآن شریف کے ۲۳ مقامات میں توفّی قبض روح کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اول سے آخر تک قرآن شریف میں قبض روح اور مارنے کے سوا کسی اور معنے میں استعمال نہیں ہوا۔ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے متوفیک کی تفسیر ممیتک ص ۹۰

ب۔ احادیث میں بھی جہاں کہیں توفّی کا لفظ کسی صیغہ میں آیا ہے اس کے معنے مارنا ہی ہے۔ ص ۹۰

ج۔ علم لغت میں یہ مسلّم اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو وہاں توفّی کے معنے بجز مارنے کے اور کوئی نہیں آتے۔ تمام دواوین عرب اس پر گواہ ہیں۔ ص ۹۰

نیز دیکھو ص ۱۶۲ و حاشیہ ص ۳۲۴

ج

جماعت احمدیہ

۱۔ تعداد (ا) آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے۔ اگرچہ خاص آدمی جو علم و فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہونگے۔ ص ۲۸ و حاشیہ

(ب) تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے ص ۱۸۱

۲۔ تعریف۔ اس میں بعض نبیوں کے رنگ میں بعض صدیقوں کے رنگ میں بعض شہیدوں اور صلحاء کے رنگ میں ہیں۔ ص ۲۲۸

۳۔ جماعت کو نصائح۔

(ا) شر سے پرہیز کرو۔ دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ ہمدرد نوع انسان بن جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور تزکیہ نفس کا طریق اور دھوبی کی مثال وغیرہ۔ ص ۱۴ - ۱۵

(ب) الہام خذوا الرفق میں تمام جماعت کو اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ معاہدۂ نکاح میں دغاباز نہ ٹھیرو۔ طلاق سے پرہیز کرو۔ حاشیہ ص ۷۵

(ج) اخلاقی معجزات دنیا کو دکھاؤ۔ تیرہ سو برس کے بعد جمالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلانے کیلئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی

قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ رب العالمین کی صفت کے مظہر بنو حقیقت میں احمدی بن جاؤ۔ تم شان احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہذا اپنے ہر بے جا جوش پر موت وارد کرو۔ اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ وغیرہ۔ ص ۲۴۲-۲۴۸

(د) سچی ہمدردی سب سے تیز ہتھیار ہے۔ عیسائیت کو دلائل سے پست کرو۔ مگر نیک نیتی اور نوع انسان کی محبت سے۔ حاشیہ ص ۲۶۷

جہاد کی حقیقت اور فلاسفی

۱ - مسئلہ جہاد کی فلاسفی اور حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ان غلطیوں کی وجہ سے مخالفین اسلام کو اسلام پر اعتراض کا موقعہ ملا۔ ص ۳ و ص ۱۳

۲ - جہاد جہد سے مشتق ہے جس کے معنے کوشش کرنا ہے۔ مجازی طور پر دینی لڑائیوں کیلئے بولا گیا ص ۳

۳ - یدّھ سنسکرت میں لڑائی پر بولا جاتا ہے۔ یہ جہد یا جہاد کا بگڑا ہوا ہے۔ ص ۳

۴ - اسلام کو جہاد کی ضرورت کیوں پڑی؟

آنحضرت صلعم کے وقت مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں اور عالموں کو اس وجہ سے کہ آپ کے آنے سے ان کی آمدنیوں اور وجاہت میں فرق آ گیا بغض اور حسد نے قبولیت حق سے محروم رکھا اور سخت عداوت پر آمادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پر مظالم کا ذکر۔ اور صحابہؓ کا خدا کے حکم کے ماتحت شر کا شر سے مقابلہ نہ کرنا۔ اور پھر اجازت قتال کا حکم۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا۔ جس کا نام جہاد رکھا گیا۔ ص ۳-۶ و ص ۸ و ص ۱۰ و ص ۱۲-۱۳

۵ - مگر یہ قتال کا حکم مختص الزمان والوقت تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ ص ۶ و ص ۱۳

۶ - قائلین جہاد مولویوں کی منافقانہ حالت کا ذکر۔ ص ۷

۷ - مسئلہ جہاد جو موجودہ اسلامی علماء یا مولوی بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں اور اس کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں اور اس قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ جو اس کے برخلاف کہے اُسے دجّال اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے مجھے بھی ملک کے بعض مولویوں نے دجّال اور کافر قرار دیا ان کے فتویٰ کا ذکر اور اس کی وجہ۔ ص ۷-۸ و ص ۱۰

۸ - مسلمانوں اور عیسائیوں کی دو بڑی غلطیاں

عیسائیوں کو خالق کے حقوق کی نسبت غلطی لگی کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر قادر قیوم خدا کی حق تلفی

کی گئی۔ اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت کہ انہوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی نوع کی حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا۔ یہ دونوں گروہ ان حق تلفیوں پر مصر اور انہیں ذریعہ بہشت سمجھتے ہیں۔ صـ ۶

۹۔ اس سوال کے کہ پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا تو اب کیا وجہ کہ حرام ہو؟ دو جواب۔ اوّل کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے۔ آنحضرت صلعم نے اُنہی پر تلوار اٹھائی جنہوں نے پہلے تلوار اُٹھائی دوسرا جواب کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جس میں سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو گا جیسا کہ حدیث یضع الحرب اور آیت حتی تضع الحرب اوزارھا سے ظاہر ہے۔ صـ ۸ - ۹ و صـ ۲۲۳

۱۰۔ جہاد کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کا موجب مولوی اور پادری ہیں۔ اور گورنمنٹ سے درخواست کہ ایسے افترا سے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ صـ ۹ ، صـ ۱۹-۲۲ و صـ ۳۰-۳۱

نیز دیکھو "پادری"

۱۱۔ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کا تیرہ برس تک خدائی حکم کے ماتحت کفار کے مظالم سہنے اور دُکھوں پر صبر اور ترک شر اور اخلاق فاضلہ کا بے نظیر نمونہ جس کی نظیر کسی نبی کی جماعت میں نہیں پائی گئی۔ صـ ۱۰ - ۱۳

۱۲۔ یونہی بے گناہ بے جرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرنے کا حکم دینے والا دین خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ صـ ۱۲

۱۳۔ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ دیکھو حدیث یضع الحرب صـ ۱۵

۱۴۔ غیر مذہب کے لوگوں پر مسلمانوں کے حملہ کرنے کا موجودہ طریق شرعی جہاد نہیں۔ اس غیر شرعی جہاد کو روکنے کیلئے ایک تجویز کہ امیر صاحب والئی کابل نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لا کر ان کے ذریعہ عوام الناس کو ان کی غلطی پر متنبہ کریں اور وحشیانہ عادت جو اسلام کی بدنام کنندہ ہے قوم افغان سے چھڑا دیں۔ ورنہ اب دَور مسیح موعود ہے۔ خدا تعالےٰ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ زمین عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی۔ صـ ۱۷ - ۱۹

۱۵۔ ضمیمہ رسالہ جہاد۔ عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی کے دعویٰ کی اصل حقیقت اور جناب نواب والسرائے کی خدمت میں ایک درخواست۔ صـ ۲۳ - ۳۴

۱۶۔ اسلام میں جہاد نہیں اور نہ جبر سے مسلمان کرنیکا حکم ہے

بلکہ لا اکراہ فی الدین کی آیت موجود ہے۔ صفحہ ۳۲

۱۷۔ دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے۔ قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اور حدیث یضع الحرب اور مسلمانوں کی حالت اور مذہبی آزادی وغیرہ کا ذکر۔ صفحہ ۷۷ – ۸۰

۱۸۔ جہاد کی ممانعت کے بارے میں اہل اسلام پنجاب ہندوستان اور عرب اور فارس وغیرہ ممالک کی طرف عربی زبان میں خط۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جس جہاد کا حکم اذن للذین یقاتلون میں کفار کے حملوں کے دفاع کیلئے دیا گیا تھا وہ اس زمانہ میں برطانوی دولت کے عہد میں جبکہ مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی اور مال ونفس وعزت وملت کی حفاظت حاصل ہے جائز نہیں اس لئے ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ اور اللہ تعالیٰ نے امن وعافیت کے زمانہ میں جہاد حرام قرار دیا ہے، اور خصوصاً نزولِ مسیح موعود کے وقت کے لئے پیشگوئی ہے کہ اس وقت کفار پر براہین اور نشانات کے ذریعہ اتمام حجت ہوگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے ادیان نے بھی اپنے دین کو پھیلانے کیلئے رفق حلم اور تواضع کو اختیار کیا ہے اور اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے ان کے وساوس شیطانیہ سے بچانے کے لئے خدا نے مجھے مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا ہے کہ اسلام کی دعوت کے لئے سیف و سنان نہیں بلکہ دلائل پیش کرتا ہے صفحہ ۸۱ – ۸۴ و صفحہ ۲۲۳

۱۹۔ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب تمام جنگوں کا خاتمہ ہے ہاں آسمانی جنگ ابھی باقی ہے جو معجزات اور نشانوں کے ساتھ ہوگی۔ صفحہ ۲۲۳

۲۰۔ جب انسانوں نے اپنے طریق کو بدلا اور تلوار کے ساتھ حق کا مقابلہ نہ کیا تو خدا نے بھی اپنا طریق بدلا اور تلوار کا کام قلم سے لیا۔ صفحہ ۲۵۷

۲۱۔ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالےٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسیٰؑ کے وقت ایمان لانا بھی قتل سے نہ بچا سکتا تھا۔ شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے۔ لیکن آنحضرت صلعم کے عہد میں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا قتل حرام کیا گیا۔ پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے جزیہ دینا کافی سمجھا گیا۔ پھر مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ حاشیہ صفحہ ۴۴۳

جمعہ

۱۔ جمعہ جو دنوں میں چھٹا دن تھا مسلمانوں کیلئے خوشی کا دن تھا جس میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ اور جمعہ کو اسلام میں عید کا دن

مقرر کرنے میں اسی طرف اشارہ ہے کہ روز ششم
تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت کا دن ہے ۔
صفحہ ۲۵۸ ۔ و صفحہ ۲۶۰

(ب) جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو مسجد
میں جمع کر کے ایک ہی امام کا تابع کر دیتا ہے
یہی خاصیت الف ششم کے آخری حصہ میں ہے
کہ وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے اور آیت
نفخ فی الصور فجمعناھم جمعًا میں اسی
روحانی جمعہ کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۵۹-۲۶۰

جھوٹ

ا - جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ حاشیہ صفحہ ۵۶
ب - جھوٹ کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ اس کی نظیر
کوئی نہیں ہوتی ۔ صفحہ ۹۵

ح

حدیث جمع احادیث متفرق امور

۱ - حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں۔ خدا نے
مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو مخالف
پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ
یا سرے سے موضوع ہیں ۔ حاشیہ صفحہ ۵۱
۲ - تمام اہلحدیث جانتے ہیں کہ مہدی کی حدیثوں میں سے
ایک حدیث بھی جرح سے خالی نہیں جیسا کہ
ابن خلدون نے لکھا ہے ۔ صفحہ ۱۳۴
۳ - امام شوکانی نے آثار واردہ بابت مسیح و مہدی
لکھا ہے کہ وہ بوجہ پیشگوئیاں ہونے کے رفع کے حکم
میں ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان میں سے بہت سی
پیشگوئیاں ایسی ہیں جو باہم متناقض یا مخالف قرآن
یا سنت اللہ کی ضد ہیں ۔ اس صورت میں اگر انکا
رفع بھی ہوتا تاہم بعض ان میں سے ہرگز لائق قبول
نہ تھیں ۔ حاشیہ صفحہ ۱۹۴

۴ - معیار حدیث ۔

(الف) ایسی حدیث جو قرآن کے مخالف ہو اور بعض دوسری
حدیثوں کے بھی مخالف ہو اور خدا کے حکم کے بھی
مخالف تو کیا وجہ کہ اُسے ردّ نہ کیا جائے۔ صفحہ ۲۴۲

(ب) جو حدیث امام بخاری کی شرط کے مخالف ہو ۔
وہ قبول کے لائق نہیں ۔ صفحہ ۱۲۰

۵ - احادیث اور حَکَم

(الف) جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے ۔ اُسے اختیار ہے کہ
وہ خدا سے علم پا کر جسے چاہے قبول کرے اور
جسے چاہے ردّ کر دے ۔ حاشیہ صفحہ ۵۱

(ب) اس اعتراض کا جواب کہ حدیثوں کے مطابق اس
شخص کا دعویٰ نہیں یہ ہے کہ جسے خدا نے امت
کے اندرونی نزاعوں کیلئے حَکَم ٹھیرایا اُسے کسی
حدیث کے ردّ یا قبول کرنے کا اختیار نہیں؟ وہ
تلمیذ المحدثین نہیں ہوگا ۔ اگر اس نے مقلد ہو کر
آنا تھا تو اسے کیوں خارج از اسلام اور کافر و
دجّال قرار دیا جانا تھا ۔ نہیں چاہیئے تھا کہ وہ

رطب ویابس حدیثوں کے ذخیرہ کے ساتھ مجھے نہ ملتے بلکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ملنا چاہیئے تھا۔ ص ۱۵۶-۱۵۸

(ج) سچے مسیح اور مہدی کی نشانی ہی یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی بہت سی حدیثوں سے منکر ہو۔ ورنہ علماء اسے کافر کا فتویٰ کیوں دینگے ص ۱۶۰

(د) اگر ایمان ہو تو خدا کے مقرر کردہ حَکَم کے حکم سے بعض حدیثوں کو چھوڑنا یا ان کی تاویل کرنا مشکل امر نہیں۔ سچے وہی جو حَکَم کے منہ سے نکلے۔ تمہارے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ حدیث حسن صحیح یا مشہور یا موضوع ہے وحی کے ذریعہ سے نہیں حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارات بھی ہوتے ہیں۔ تبدیل و تحریف کا بھی امکان ہے۔ اس لئے ہر ایک نبی یا محدّث جو حَکَم ہو کر آتا ہے وہ قوم کی پیشکردہ باتوں میں سے کچھ تو منظور کرتا ہے اور کچھ ردّ کر دیتا ہے پھر مسیح و مہدی کے متعلق ہر فرقہ نے حدیثیں بنا رکھی ہیں۔ پھر ان کی علامتوں کے مطابق کیونکر مہدی آسکتا ہے۔ ایسا شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا مسیحؑ کے وقت بھی ہوتا تو ان کو نہ مانتا۔ ص ۳۷۲-۳۷۳ ، ص ۴۵۶

(ھ) اگر خدا کی طرف سے آنے والے پر امت موجودہ کے ہر رطب ویابس کو ماننا واجب ہوتا تو اس معیار سے نہ حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے نہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی۔ کیونکہ یہود تو ملاکی نبی کی کتاب کے مطابق مسیح سے پہلے ایلیا کا آسمان سے آنا مانتے تھے اور یہ کہ وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا اور غیر طاقتوں کی حکومت سے یہودیوں کو چھڑائیگا ص ۳۷۲

۶ - <u>احادیث</u> :—

(۱) <u>یترک القلاص فلا یسعی علیھا</u> - ص ۱۶، ص ۱۹۴ و ص ۱۹۶ و حاشیہ ص ۳۷۵

(۱۱) <u>کسوف و خسوف کی حدیث</u>

(الف) ان لمھدینا اٰیتین الحدیث ص ۶۳

(ب) اس حدیث کے مطابق سنہ ۱۳۱۱ھ میں خسوف و کسوف ہو گیا اور مخالفوں کے تین عذرات کا جواب۔

پہلا عذر - بعض راوی اس حدیث کے ثقہ نہیں!

جواب :- اگر کسی جلیل الشان محدّث کی کتاب سے اس کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ تمہاری نذر کرینگے۔

آیت جمع الشمس والقمر اور آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الّا من ارتضیٰ من رسول اس کی مؤید ہیں۔ اور اس حدیث کا رفع بباعث کثرت اور کمال شہرت کے نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی اور اس کا راوی عظیم الشان ائمہ میں سے امام باقرؒ ہیں۔ اور اس میں موجودہ پیشگوئی

چار پہلو رکھتی ہے۔ اول چاند کا گرہن مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا۔ دوسرا سورج کا گرہن مقررہ دنوں میں سے دوسرے دن میں ہونا تیسرا رمضان میں ہونا۔ چوتھا مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ اور اس قسم کی پیشگوئی کی نظیر تم کسی مفتری کے قول سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کا انکار ہرگز کسی ایماندار کا کام نہیں۔ ص ۱۳۳-۱۳۷

دوسرا عذر یا اعتراض کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق چاند کا گرہن پہلی رمضان کی رات کو نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات کو ہوا اور سورج کا پندرھویں تاریخ کو نہیں بلکہ اٹھائیس تاریخ کو ہوا۔

جواب کہ آنحضرت صلعم نے قانونِ قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو ابتداء سے خدا تعالیٰ نے سورج چاند کے گرہن کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے اور پہلی رات کے چاند پر ھلال کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ص ۱۳۷-۱۴۰

تیسرا عذر یا اعتراض۔ مان لیا خسوف کسوف ہو گیا۔ مگر مہدی بعد میں پندرھویں یا سولھویں صدی میں پیدا ہوگا۔

جواب خدا کے نشان ان رسولوں اور ماموروں کی تصدیق اور شناخت کیلئے ہوتے ہیں۔ جبکہ انکی سخت تکذیب کی جاتی ہے۔ گویا لوگوں کا صادق کی تکذیب کرنا اس نشان کا محرک ہوتا ہے۔ بعد میں ظاہر ہونے والے مہدی کے لیئے وہ علامت کیسے ہوگا۔ وہ تو اسے قصہ سمجھیں گے گذشتہ تیرہ صدیوں میں بہت سے لوگوں نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا۔ مگر یہ نشان ان کیلئے ظاہر نہ ہوا۔ مجھے خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اُس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا جبکہ مولویوں نے میرا نام دجّال کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے بطور پیشگوئی براہین میں وعدہ دیا گیا تھا۔ ص ۱۴۰-۱۴۴

(۳) حدیث کہ سو برس گذرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہیگا۔ حاشیہ ص ۹۹

(۴) (ا) لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس۔ ص ۱۱۵

(ب) لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من ھؤلاء۔ ص ۱۶۷

تشریح:- جس طرح کسی دوسرے مدعیٔ مہدویت کے وقت کسوف و خسوف نہیں ہوا۔ ایسا ہی تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لناله رجل من ھؤلاء

کا مصداق میں ہوں۔ ص ۱۱۵

(۵) امامکم منکم و امّکم منکم ص ۱۱۴

(۶) حدیث نبوی کہ جزیرہ عرب سے لڑوگے۔ پھر روم سے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا کریگا۔ ثم تغزون الدجال فیفتحھا اللہ۔ مگر صحابہؓ دجال کے ساتھ نہیں لڑے اس لئے حسب منطوق آیت و اٰخرین منھم مسیح موعود اور اس کے گروہ کو صحابہ قرار دیا۔ یعنی امت محمدیہ نہ کہ مسیح اسرائیلی کی امت دجال سے لڑے گی۔ ص ۱۲۲-۱۲۳

(۷) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ص ۱۲۲

(۸) لا یزال الاسلام عزیزا — الی — اثنیٰ عشر خلیفۃ کلھم من قریش۔ گویا تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے وہ اسلام کی قوت کے وقت نہیں بلکہ اس وقت آئیگا جبکہ زمین پر نصرانیت کا غلبہ ہوگا جیسا کہ یکسر الصلیب سے ظاہر ہے۔ حاشیہ ص ۱۲۵

(۹) لیسوا منی ولست منھم۔ یعنی مجھے اُن سے کچھ تعلق نہیں۔ ص ۲۲۵ و ۲۲۶

(۱۰) حتّٰی یبعث فیہ رجلا منی۔ یعنی ظل النبی ہوگا۔ حاشیہ ص ۲۲۵

(۱۱) من المغضوب علیھم یارسول اللہ قال الیھود قال فمن الضالون قال النصاریٰ۔ حاشیہ ص ۲۲۹

(۱۲) یکون فی اٰخر الزمان عند تظاھر الفتن و انقطاع من الزمن۔ ص ۲۴۲

(۱۳) حدیث عمر دنیا (۱) بحوالہ کتب کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے۔ حاشیہ ص ۲۴۵-۲۴۶

(۱۴) بعثت آنحضرت صلعم بطریق صحیح ابن عباس رضی سے منقول ہے کہ دنیا سات دن ہیں اور ہر ایک دن ہزار سال کا ہے۔ اور بعثت آنحضرت صلعم آخر ہفتم میں ہے۔ اس حدیث پر دو پہلو سے اعتراض پڑتا ہے۔ ایک یہ کہ دوسری حدیثوں سے متناقض ہے جن میں آپ کی بعثت آخری ہزار ششم قرار دی گئی ہے اور اس تعارض کا جواب — دوسرے یہ کہ یہود اور نصاریٰ کے حساب سے اور مطابق سورۃ العصر جو عمر دنیا کی آدم سے آنحضرت صلعم تک بیان کی گئی ہے اس کی رو سے آنحضرت صلعم نے پانچویں ہزار میں ظہور فرمایا نہ ہزار ششم میں۔ اسپر تفصیلی بحث۔ اور یہ کہ آنحضرت صلعم کے دو بعث ہیں جیسا کہ آیت و آخرین منھم سے ظاہر ہے اور یہ دوسرا بعث بروزی رنگ میں مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کے ظہور سے پورا ہوا جس کے ساتھ شرط ہے کہ وہ ہزار ششم کے آخر پر ہوگا۔ اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے وہ چودھویں صدی میں ظاہر ہو کیونکہ یہی صدی

ہزار ششم کے آخری حصہ میں پڑی ہے اور اس کی تفصیل ص۲۴۶ - ۲۵۱

(۱۴) ما من مولود الا و یمسہ الشیطان۔ الحدیث

(الف) حضرت عیسیٰؑ کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہود کا اعتراض تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت مسّ شیطان کے ساتھ ہے۔ یعنی مریم کا حمل نعوذ باللہ حلال طور پر نہیں ہوا تھا۔

حاشیہ ص۳۰۸ و حاشیہ در حاشیہ ص۳۲۴

(ب) اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں صرف دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو آسمان پر ابن مریم کہلاتے ہیں اگر مرد ہیں۔ اور مریم کہلاتے ہیں اگر عورت ہیں۔ جو مسّ شیطان سے پاک ہیں دوسرے وہ گروہ جو آسمان پر یہود مغضوب علیہم کہلاتے ہیں جو شیطان کے فرزند ہیں۔

حاشیہ در حاشیہ ص۳۲۴

۱۵ - لا تفضلونی علیٰ یونس بن متیٰ - یہ مماثلت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ غار میں داخل ہونا اور مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونا یہ دونوں واقعہ باہم ملتے ہیں نفی تفضیل صرف اس وجہ سے ہے نہ کہ ہر پہلو سے۔ اسی طرح غار میں تین دن رہنا حضرت مسیحؑ کے قبر میں رہنے سے مماثلت رکھتا ہے۔ ص۳۳۸

۱۶ - یتزوج و یولد لہ میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود کو خاندانِ سادات سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ وعدہ یولد لہ صالح اور طیب اولاد پیدا ہونے کے لئے مسیح موعود کا تعلق عالی اور طیب خاندان سے چاہیئے جو خاندانِ سادات ہے اور فقرہ خدیجتی سے مراد بنی فاطمہ ہیں۔ حاشیہ ص۳۸۵

۱۷ - حدیث مجددین - اس حدیث کو تمام اکابر اہل سنت مانتے چلے آئے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا۔ مگر مجددین کے نام جو پیش کرتے ہیں یہ تصریح اور تعیین وحی کی رو سے نہیں صرف اجتہادی خیال ہے۔ حاشیہ ص۲۶۱

۱۸ - احادیث اور مہدی دیکھو "مہدی"

حسان بن ثابتؓ

آنحضرت صلعم کی وفات پر آپ کا مرثیہ کہنا اور دو شعر کنت السواد لناظری الخ ص۹۳-۹۴

حَکَم

(الف) - دل سے قبول کرنے والا دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ تم اس میں نخوت خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں۔ حاشیہ ص۶۴

ب - جو شخص حَکَم ہو کر آیا اس کی بات سنو۔ کیونکہ مسیح وہی ہے جو اس کے مُنہ سے نکلے۔ ص۳۴۲

ج - حَکَم اور حاکم میں فرق - حَکَم کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے۔ اس کے بعد کوئی اپیل نہیں مگر مجرد لفظ حاکم

اِس مضمون پر حاوی نہیں۔ حاشیہ ص ۱۱۱

حُکم جمع احکام

دیکھو "اللہ کے احکام"

حوّا

حوّا کا گناہ تھا کہ براہ راست شیطان کی بات مان کر خدا کے حُکم کو توڑا۔ سچ تو یہ ہے اس کے چار گناہ تھے۔

(۱) حکم الٰہی کی بے عزتی کی اور جھوٹا جانا۔

(۲) شیطان کو سچّا سمجھ لیا۔

(۳) صرف عقیدہ تک نہیں بلکہ عملی طور ارتکاب معصیت کیا

(۴) شیطان کا قائمقام بن کر آدم کو بھی دھوکا دیا

حاشیہ در حاشیہ ص ۲۴۳

خ

خاتم النّبیّین

ا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم خاتم المخلوقات ہیں ص ۲۵۸

ب۔ دو بعث۔ بعث تکمیل ہدایت۔ دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت روز ششم سے وابستہ تھی تا خاتم الانبیاء کی مشابہت خاتم المخلوقات سے اتم اور اکمل طور پر ہو جائے۔ تا دائرہ خلقت اپنے استدارت کاملہ کو پہنچ جائے۔ ص ۲۶۰

ختم نبوت

آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ دوبارہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ آئیں گے اور پینتالیس برس تک اُن پر جبرائیل وحیٔ نبوت لیکر نازل ہوتا رہے گا تو اس عقیدہ سے ختم نبوت اور ختم وحیٔ نبوت کہاں باقی رہی بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ ص ۱۴۴

خسوف وکسوف کا نشان

ا۔ براہین میں قریباً سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف وکسوف کا نشان ظاہر کریگا۔ اور حدیث میں بھی ماہ رمضان میں خسوف وکسوف ظہور مہدی کی علامت قرار دیا گیا تھا

ص ۴۸ و ص ۶۳ ، و ص ۱۳۳-۱۴۴ ، و ص ۲۳۹ ، و ص ۲۴۲ ، و ص ۳۴۸ ، و ص ۳۷۱

ب۔ ماہ رمضان میں جو نزول کلام الٰہی کا مہینہ ہے گرہن ہوگا اور ظلمت کے دکھلانے سے خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ اشارہ ہوگا کہ زمین پر ظلم کیا گیا اور جو خدا کی طرف سے تھا اُسے مفتری سمجھا گیا ص ۱۳۲

ج۔ نیز یہ کہ سورج چاند کو بے نور کرنا موجودہ علماء کے سلب نور اور نور فراست کے جاتے رہنے اور تعصب کے گرہن سے ان کے دلوں کے سیاہ ہونے اور مہدی کو شناخت نہ کرنے پر ایک ماتمی نشان ہوگا۔ اور آثار میں ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا جائیگا۔ اور مکتوبات امام ربّانی کا حوالہ۔

ص ۱۵۱ و ص ۱۵۲ مع حاشیہ

۵۔ خسوف وکسوف کی پیشگوئی کی شہرت اس درجہ تھی کہ اس کے وقوع پر اسلامی ممالک یہاں تک کہ مکہ معظمہ کی گلیوں میں بھی جیسا کہ ایک مدت نے لکھا تذکرہ تھا کہ مہدی پیدا ہوگیا۔ اور خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آگیا ہے اور اس خسوف وکسوف میں ایک خاص ندرت پائے جانے کا ذکر۔
ص ۱۵۴ - ۱۵۵

۶۔ حسب اقرار امام شوکانی مع توضیح کہ مسیح و مہدی کے بارہ میں واردہ آثار رفع کے حکم میں ہیں کسوف وخسوف کی پیشگوئی بلاشبہ رفع کے حکم میں ہے بلکہ مرفوع متصل حدیث سے بھی صدہا درجہ قوی کیونکہ اس نے اپنے وقوع سے اپنی سچائی ظاہر کردی اور قرآن شریف نے اس کے مضمون کی تصدیق کی۔ حاشیہ ص ۱۹۴

خلا

محض خلا کسی جگہ نہیں ہے۔ حاشیہ ص ۲۸۳۔ دیکھو "آسمان"

خلیفۃ الرسول

خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر کیا جاتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ حضرت یشوع اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوا۔ ص ۱۸۵

خنّاس

شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے جب شیطان سانپ کی سیرت اختیار کرتا اور مکر و فریب اور دزدانہ اندازی سے کام لیتا اور اپنی نیش زنی کے لئے نہایت پوشیدہ راہ اختیار کرتا ہے تب اس کو خنّاس کہتے ہیں اور عبرانی میں اس کا نام نحاش ہے حقیقت اور روحانیت میں خنّاس اور الضالین دونوں ایک ہی ہیں۔ حاشیہ ص ۲۷۳

د

دابۃ الارض

وہ لوگ مراد ہیں جنکی زبانوں پر خدا لیکن آسمان کی روح ان کے اندر نہیں۔ دنیا کے کیڑے محض کورانہ تقلید یا نفسانی اغراض سے انکی زبان کھلتی ہے کوئی آسمانی مناسبت ان کے اندر نہیں۔ ص ۲۷۸ - ۲۸۰

دانیال (النبی)

مسیح موعود اور اس کے زمانہ ظہور کے متعلق حضرت دانیال نبی کی پیشگوئی۔ ص ۲۸۷ - ۲۹۴

دجّال معہود

۱۔ اخرجت للناس میں الناس سے مراد دجال ہے۔
ص ۱۲۰

۲۔ گروہ دجال شر الناس اور شر البریہ ہے ص ۱۲۱

۳۔ خدا کی عادتِ حکیمانہ یہی چاہتی ہے کہ جس نبی کے عہد نبوت میں دجال پیدا ہو اسی نبی کی امت کے بعض افراد اس فتنہ کو فرو کرنے والے ہوں۔ اگر یہ فتنہ دجال کا حضرت مسیح کے عہد نبوت میں ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ خود یا ان کے حواریوں اور

خلیفوں میں سے کوئی اس فتنہ کو فرو کرتا۔ ص ۱۲۱

۴ - دجال معہود عیسائی ہیں۔ آنحضرت صلعم کا فرمان کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ کہف کی پہلی آیات پڑھو بتاتا ہے کہ عیسائی ہی دجال ہیں۔ اگر دجال عیسائیوں کے علاوہ ہوتا تو سورۃ فاتحہ میں اس کا بھی ذکر کیا جاتا۔ مگر اس میں نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ ص ۲۱۱، ۲۱۲

د حاشیہ در حاشیہ ص ۲۶۹

۵ - نسائی کی حدیث مرفوع جس میں یخرج فی آخر الزمان دجال کے الفاظ ہیں اور اس کے لئے جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جو کنز العمال جلد ۷، ص ۱۴۲ مطبوعہ حیدرآباد سے نقل کی گئی ہے اور دجال کے ایک گروہ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

حاشیہ ص ۲۱۱ و ص ۲۲۵-۲۲۶

۶ - غیر المغضوب علیہم ولا الدجال اس لئے دعا نہ سکھلائی تو عیسائیوں کے علاوہ دجال کوئی علیحدہ فرقہ نہ تھا اور نہ کوئی فرد۔ اور آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کے حقیقی تابعین مسلمانوں اور ادعائی تابعین عیسائیوں کے علاوہ کسی اور کو تمام زمین کی عنان حکومت دی جائے تو دو وجہ سے خدا کا کلام جھوٹا ٹھیرتا ہے ایک یہ کہ قیامت تک موعود غالب قومیں غالب نہ رہیں گی۔ دوسرے جن کے مغلوب رہنے کا وعدہ ہے وہ غالب آجائینگے۔ ص ۲۳۱-۲۳۲

۷ - دجال کے دعویٰ نبوت اور الوہیت سے مراد - نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کہ وہ خدا کی کتابوں میں تحریف و تبدیل اور اپنی طرف سے تصرفات کرینگے اور ترجموں کو بگاڑیں گے۔ اور خدا کا دعویٰ اس طرح پر ہے کہ وہ اپنی ایجادوں اور صنعتوں سے خدا کے کاموں پر ہاتھ ڈالیں گے اور کوشش کریں گے کہ بارش برسانا، بارش بند کرنا۔ پانی بکثرت پیدا کرنا اور پانی خشک کر دینا وغیرہ اور تمام نظام طبعی پر تصرف تام انکے ہاتھ میں آجائے وہ آسمان پر ایسے ہی سمجھے جائینگے گویا خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور خدا کی قسم یہی معنے حق ہیں۔
ص ۱۲۰، ص ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۵

۸ - دجال سے مراد صرف وہ فرقہ ہے جو کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں یا دہریہ کے رنگ میں خدا سے لاپرواہ ہیں۔ یہ لفظ محرّف ہے یا دہریہ کا مترادف ہے۔ حاشیہ ص ۲۲۳

د حاشیہ ص ۲۴۰

۹ - دجال کی ایک آنکھ میں پھولا اور دوسری آنکھ کے اندھی ہونے کے یہ معنے ہیں کہ دجال کو ایک آنکھ سے حقائق کے چہرے دھندلے نظر آئیں گے یعنی توریت پر کسی قدر ایمان ہوگا مگر ناقص اور غلط طور پر۔ مگر دوسری آنکھ جس سے قرآن کو دیکھنا تھا وہ بالکل اندھی ہوگی۔ یعنی خدا تعالیٰ کی آخری کتاب کو بالکل شناخت نہیں کرینگے۔ ص ۲۳۴

۱۰ - دجّال اور علماء کا عقیدہ - حدیثوں کے ظاہری الفاظ سے دجّال سے متعلق ان کے عقیدہ کا ذکر۔ مثلاً دجّال کی سواری کے کانوں کے درمیان کا فاصلہ تقریباً تین سو ہاتھ ہوگا۔ اور زمین و آسمان، سورج چاند دریا۔ ہوا۔ بارش اس کے حکم میں ہونگے وغیرہ ایسے وجود کو ماننا جس کے ہاتھ میں گو تھوڑے عرصہ کیلئے ہی تمام خدائی قوت اور انتظام اس قسم کا شرک ہے جس کی نظیر ہندوؤں، چینیوں اور پارسیوں میں بھی کوئی نہیں۔ اس طرح دجّال کو بے انت اور بے انتہا کمالات الوہیت سے موصوف سمجھتے ہیں اور پھر بھی ان موحدین کی توحید میں فرق نہیں آتا۔ ص ۲۳۷-۲۳۸

۱۱ - قتلِ دجّال سے مراد - دلائل کے ساتھ دجّال کو مغلوب کرنا ہے اور مسیح ابن مریم جو خطرناک بیماروں کو جو بوجہ شدت غشی مُردوں کے حکم میں ہوتے زندہ کرتا تھا۔ اس کے نمونہ پر مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ اسلام کو زندہ کرے۔ حاشیہ ص ۲۴۰

۱۲ - مسیح الدجّال - (ا) جس کا ترجمہ ہے خلیفۂ ابلیس دجّال ابلیس کے ناموں میں سے اسم اعظم ہے۔ حق کو چھپانے والا اور جھوٹ کو رونق دینے والا ہلاکت کی راہوں کو کھولنے والا اور اس سے متعلق تفصیلی بحث۔ اور اس کے مقابل ہے مسیح اللہ الحی القیوم یعنی اللہ کا خلیفہ۔ ص ۲۶۸-۲۶۹ مع حاشیہ ۲۶۹ تا ۲۷۵ نیز دیکھو "اللہ"

(ب) حقیقی طور پر نہ یہود نہ نصاریٰ نہ کسی اور قوم کو دجّال کہہ سکتے ہیں۔ ہاں جو شیطان کے اس اسم کے مظاہر ہیں۔ پہلا مظہر اس کا قابیل تھا۔ اور آخری مظہر شیطان کے اسم دجّال کا جو خاتم المظاہر ہے وہ قوم ہے جس کا ذکر الضالین میں ہے اور قرآن کی آخری تین سورتوں میں ہے (دیکھو ان کی تفسیر زیر تفسیر) نیز دیکھو "خناس"۔ حاشیہ ص ۲۶۹-۲۷۵

دُعا

ا - عربی زبان میں دُعا کہ جو میں نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کے دلائل اس کتاب میں بیان کئے ہیں ان میں برکت اور تاثیر اور ہدایت رکھدے وغیرہ۔ ص ۱۸۲

ب - امتِ محمدیہ کیلئے دُعا کہ جب طوفان نوح کے بعد تو نے رحم کیا اور وعدہ کیا کہ پھر ایسا طوفان نہ آئیگا۔ اسی طرح عیسائیوں کے بے نظیر فتنہ کے بعد تیری رحمت بشارت دیتی ہے کہ اب کوئی ایسا دجالی فتنہ نہیں ہوگا۔ ص ۲۴۰

ج - سورۃ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کیلئے دعا سکھائی گئی ہے۔ اوّل یہ کہ مسیح موعود کو کافر قرار دینا اس کے قتل کا فتویٰ دینا وغیرہ غیر المغضوب علیہم میں۔ دوسرے نصاریٰ کے فتنہ سے بچنے کیلئے۔ ص ۲۱۲ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۶۹

دمشق

ا - مسیح کے دمشق کے شرقی منارہ کی طرف سے نزول سے

اگر دمشق سے معروف دمشق ہی مراد لیں غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کی کارروائی دمشق تک پہنچے گی۔ عربی میں نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔
حاشیہ ص۱۶۵

ب۔ ورنہ حدیث کے یہی معنے ہیں کہ آنے والا مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف ظاہر ہوگا اور قادیان دمشق سے شرقی طرف ہے۔ حاشیہ ص۱۶۵ و ص۱۶۶

دنیا

ا۔ دنیا کا خاتمہ۔ دیکھو "قیامت"

ب۔ دنیا کی عمر۔ حضرت آدمؑ سے لیکر دنیا کی عمر اخیر تک احادیث کی رو سے سات ہزار سال ہے۔
ص۲۴۵ و حاشیہ۔ نیز دیکھو "حدیث"

ج۔ خدا تعالیٰ کا سات دن۔ سات ستارے۔ سات آسمان اور سات زمین کے طبقے جنکو ہفت اقالیم کہتے ہیں قرار دینا سب اسی طرف اشارات ہیں
حاشیہ ص۲۴۸

د۔ اس سوال کا کہ اگر دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے تو اس سے قیامت کا علم ہو جائیگا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے کسی کو خبر نہیں دی کہ قیامت کب آئیگی؟ جواب یہ ہے کہ یہ نہیں بتایا گیا کہ سات ہزار شمسی ہے یا قمری۔ دوسرے عرب کسور کو حساب میں ساقط رکھتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ سات ہزار سے اسقدر بھی زیادہ ہو جائے جو آٹھ ہزار تک نہ پہنچے اسکو وہ خاص عادت تو محض مخفی کی مخفی ہی رہی۔ ممکن ہے سات ہزار سال بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہو جیسے دوسری علامتیں۔ پھر ممکن ہے سات ہزار سال کے بعد قیامت صغریٰ ہو جس سے دنیا کی بڑی تبدیلی مراد ہو نہ قیامت کبریٰ۔ حاشیہ ص۲۵۰-۲۵۱

ھ۔ سورۃ فاتحہ کو سات آیتوں پر تقسیم کیا۔ تا دنیا کی عمر سات ہزار کی طرف اشارہ ہو۔ حاشیہ ص۲۸۴

دیانند (پنڈت)

دیانند نے ناحق فضول طور پر کہا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے۔ یعنی اس زمانہ میں ریل پائی جاتی تھی۔ مگر ثبوت کوئی نہ دے سکا۔ ورنہ وہ تو وید میں پیشگوئی کے وجود کا قائل ہی نہیں۔ ص۱۹۷

ر

رجعت بروزی

دیکھو "بروز"

رفع عیسیٰ

دیکھو زیر آیت تفسیر "بل رفعه الله الیه"

روحانی ہیرے

روحانی ہیرے جو دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنی پاک حالت کے اہل اللہ جن کے نام پر کئی جھوٹے پتھر یعنی مزوّر لوگ اپنی چمک دمک دکھلا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اس جوہر شناسی میں مجھے دخل ہے۔ ص۱۷۰

روح القدس

ا۔ دو قسم کے بچے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن میں نفخ

رُوح القدس کا اثر ہوتا ہے۔ اور وہ پاک دامن خیال عورتوں کے ہوتے ہیں۔ اور وہ رُوح القدس کے فرزند کہلاتے ہیں۔ دوسری وہ عورتیں جن کے حالات اکثر گندے اور ناپاک رہتے ہیں انکی اولاد میں شیطان حصہ ڈالتا ہے۔ آیت شارکھم فی الاموال و الاولاد اور آیت لایلدوا الا فاجراً کفاراً اسی طرف اشارہ کرتی ہیں اور یہ شیطان کے فرزند کہلاتے ہیں۔ صفحہ ۲۹۷-۲۹۸ و حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۳۲۴

ب۔ رُوح القدس کا تعلق تمام نبیوں اور پاک لوگوں سے ہوتا ہے مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اعظم اور اکبر حصہ رُوح القدس کی فطرت کا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۳۲۴

ج۔ رُوح القدس شیطان کی ضد ہے۔ شیطان بدی کا باپ اور رُوح القدس نیکی کا باپ ہے۔ رُوح القدس اور شیطان کی حقیقت کہ انسانی فطرت میں دو جذبے پائے جاتے ہیں۔ ایک جذبہ بدی کی طرف جو شیطان کی طرف سے ہے اور دوسرا نیکی کی طرف جو رُوح القدس کی طرف سے ہے۔ اور ان کی تفصیل۔ حاشیہ صفحہ ۳۲۵

د۔ مہدی کے مفہوم میں یہ ہے کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی ایک خاص تجلّی کے نیچے دائمی طور پر نشوونما پاتا ہے۔ جو رُوح القدس کے ہر ایک تمثل سے بڑھ کر ہے اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے اور مسیح کے مفہوم میں جو دائمی طور رُوح القدس کا شامل ہونا ہے اور شدید القویٰ کے درجہ سے کمتر ہے۔ کیونکہ رُوح القدس اپنی منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کو راستہ کا ملزم بناتا ہے۔ مگر شدید القویٰ راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۶۱

ریل

ریل کے جاری ہونے کے متعلق قرآن و حدیث میں پیشگوئی اور اس کا وقوع۔ صفحہ ۱۹۴-۱۹۸ نیز دیکھو "زمانہ"

ز

زحل

زحل کی وجہ تسمیہ۔ چونکہ زحل کا بُعد تمام ستاروں سے زیادہ ہے اور لغت میں بہت دُور ہونے والے کو بھی زحل کہتے ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۲۸۳

زمین

زمین گول ہے۔ چونکہ ہر ایک چیز کامل استدارت چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بسائط گول شکل پر پیدا کئے گئے ہیں تا خدا کے ہاتھ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ناقص نہ ہوں۔ اسی بنا پر ماننا پڑتا ہے کہ زمین کی شکل بھی گول ہے کیونکہ دوسری تمام شکلیں کمال تام سے مخالف ہیں اور یہ امر توحید کے بہت مناسب حال ہے اور کمال صفت مدوّر شکل سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۸۹-۱۹۰

س

ستاروں کی تاثیر

ا - زینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو اس قسم کا دخل ہے جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے۔ حاشیہ صـ ۲۸۲

ب - جاہل ہے جو ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے۔ خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بے تاثیر پیدا نہیں کی۔ ستاروں کی تاثیر کا ذکر۔ اور مشتری اور زحل کی تاثیر کا ذکر۔
حاشیہ صـ ۲۸۲، ۲۸۳

سچ

ا - جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا۔ صـ ۵۶

ب - سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے۔ صـ ۹۵

سلسلہ احمدیہ

ا - یہ الٰہی سلسلہ منہ کی پھونکوں سے برباد نہیں ہو سکتا وہی برباد ہونگے جو خدا کے انتظام کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ صـ ۱۸۱

ب - یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال میں پھیلیگا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ صـ ۱۸۲

ج - ہر ایک سلسلہ میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ اس کا کمال تب ظاہر ہوتا ہے کہ جب آخر حصہ سلسلہ کا پہلے حصہ سے مشابہ ہو جائے اس لئے محمدی اور موسوی سلسلہ کے پہلے خلیفہ موسوی اور محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو۔ کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت کو چاہتا ہے۔ صـ ۱۸۹

سیٹھ عبد الرحمٰن مدراسی

اُن کا قادیان میں ایک کابلی سے چند ٹکڑے پتھر کے جو ہیرے کی طرح چمکتے تھے ہیرے سمجھکر خریدنا اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشورہ پر اُن کی شناخت کیلئے انہیں ایک جوہری کے پاس مدراس بھیجنا اور اس کا لکھنا کہ ان کی قیمت چند پیسے ہے۔ صـ ۱۶۹

سید احمد بریلویؒ

ا - سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحیٰی کے مثیل اور سید ہیں۔ صـ ۱۹۳-۱۹۴

ب - کیا تعجب ہے کہ سید احمد بریلوی اس مسیح موعود کے لئے الیاس کے رنگ میں آیا ہو۔ کیونکہ اس کے خون نے ایک ظالم سلطنت کا استیصال کر کے ایک آزاد سلطنت کے حوالہ پنجاب کر کے مسیح موعود کے لئے تبلیغ اسلام کے لئے راستہ صاف کر دیا۔
حاشیہ صـ ۲۹۶

ش

شرک کا منبع

کسی انسان کو فوق العادت خصوصیت سے مخصوص کرنا

یہی وہ گندہ چشمہ ہے جس سے شرک کی نجاستیں جوش مار کر نکلتی ہیں۔ اور مسلمانوں کا مسیح کو ایسی صفات دینے کی مثالیں۔
حاشیہ صفحہ ۲۰۲-۲۰۷ نیز دیکھو "دجال"

شعر جمع اشعار

چار فارسی شعر جن میں سے ایک یہ ہے ؎

خستگان دین مرا از آسمان طلبیدہ اند
آدم وقتے کہ دلہا خون زغم گردیدہ اند صفحہ ۱۵۶

شیطان

ا۔ شیطان کا اسم اعظم الدجال ہے۔ صفحہ ۲۶۸
وحاشیہ صفحہ ۲۶۹ نیز دیکھو "الدجال"

ب۔ آخری زمانہ میں خدا کے اسم اعظم اور شیطان کے اسم اعظم کی ایک کشتی مقدر تھی۔ جیسے پہلے بھی آدم کے وقت ہوئی۔ اور ایک زمانہ میں خدا نے ایوب پر شیطان کو مسلط کیا۔ ایسا ہی اس نے آخری کشتی کے وقت اسلام پر مسلط کیا اور اُسے تمام سواروں اور پیادوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی اجازت دی اور اس کے نے خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے مظہر تجلیات احمدیہ کو مقابلہ پر کھڑا کیا۔ اور اس کی تفصیل۔
صفحہ ۲۶۸-۲۷۶

ص

صحابہ کرامؓ

ا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کا کفار کے مظالم پر خدائی حکم بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ کے ماتحت باوجود طاقت اور قدرت کے صبر کرنے کی کسی نبی کی امت میں نظیر نہیں پائی گئی۔ صفحہ ۱۰-۱۳

ب۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کا آنحضرت صلعم کی وفات پر تمام گذشتہ انبیاء کی وفات پر اجماع۔
صفحہ ۹۱

صلیب اور عیسیٰؑ دیکھو زیر "عیسیٰؑ"

صنعت اور ایجاد

ربوبیت کی عظمت اور جلال الوہیت اور صفات باری تعالیٰ کی وحدانیت ملحوظ رکھ کر انکسار اور ادب عبودیت کے ساتھ ایجاد اور صنعت کی طرف بقدر اعتدال مشغول ہونا اور امر ہے مگر قضاء و قدر کے سلسلہ پر ٹھٹھا مار کر خدا کے پہلو میں انانیت کو کسی فعل ایجاد وغیرہ سے ظاہر کرنا یہی دجالیت ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۳۳

ط

طلاق

خدا کے نزدیک نہایت بد وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اُس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔
حاشیہ صفحہ ۷۵

ع

عبداللہ غزنوی (مولوی)

ا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں انکا خواب

اور کشف - اور ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ اس
صدی میں دنیا کی اصلاح کیلئے آنے والے مجدّد مرزا
غلام احمد ہیں - ص ۴۶۴ - ۴۶۵

ب - الٰہی بخش اکونٹنٹ کا اپنی کتاب میں اُن کے بڑے
بزرگ صاحب الانفاس صاحب کشف و الہام ہونے
کا اعتراف - حاشیہ ص ۴۶۷

علمِ لدنی

ا - اللہ تعالیٰ نے مجھے علمِ لدنی سے ممتاز فرمایا ہے - ص ۳۵۶
و ص ۳۵۷

ب - مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی
انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو اور خدا کی ایک
خاص تجلّی تعلّم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشو و نما پاتا
ہے - حاشیہ ص ۳۶۱

علماء

۱ - منافقانہ حالت - حکامِ وقت سے ملتے وقت استقدر
سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے
طیار ہیں - مگر اپنے ہمجنسوں کی مجلس میں باصرار کہتے
ہیں کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے دلوں میں
جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں - ص ۷

۲ - ہمدرد نہیں - اکثر مولویوں نے انسانی ہمدردی کے
سبق میں سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا - ان میں
صحابہؓ کی طرح ماریں کھانے والے اور صبر کرنیوالے
کہاں ہیں؟ ص ۱۲

۳ - آجکل ان ملاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ادنیٰ
اختلافات مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا فرقہ کو کافر
ٹھیرا کر اُن کی نسبت قتل کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں
بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کیلئے بغاوت کا سرچشمہ یہی
لوگ ہیں - عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں
ص ۱۸

۴ - ان کا عقیدہ عیسیٰ کے متعلق یہ ہے :-

(ا) حضرت عیسیٰؑ زندہ رسول ہیں - اور حضرت خاتم الانبیاءؐ
مردہ رسول - اور اس سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم
آتی ہے اور ختمِ نبوت پر داغ لگتا ہے ص ۹۴ و ۹۶، ۹۸

(ب) مسلمانوں کا عیسیٰؑ کو فوق العادت خصوصیات دینا
اور اس کی مثالیں - مثلاً دو ہزار سال آسمان پر زندہ
پھر اس کا آسمان سے نزول - خالق الطیر اور مسِ شیطان
سے پاک اور معصوم ہونا وغیرہ جن عقیدوں سے
حضرت مسیحؑ کی آنحضرت صلعم پر فضیلت ثابت ہوتی
ہے اور آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی ہے انہوں نے
حضرت عیسیٰؑ کو خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیا -
حاشیہ ص ۲۰۴ - ۲۰۷ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۰۵
و ص ۲۳۷ و ص ۲۳۸ نیز دیکھو "اہلحدیث"

(ج) علماء دجّال کو بھی خدائی صفات سے متصف کرتے
ہیں اور مسیح کو زندہ آسمان پر اور معصوم رسول اور
مُردوں کو زندہ - پرندوں کو پیدا کرنے والا - اور
خالقیت میں قریباً نصف کا خدا کا شریک سمجھتے ہیں

اور اس طرح آسانی سے ایک مسلمان کو عیسائی مذہب کے قریب لے آتے ہیں۔ ص ۲۲۷-۲۲۹

(د) ان لوگوں کے عقائد باطل ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ حقیقی اسلام کے لئے تو ہر مذہب پر غالب آنے کا وعدہ ہے مگر یہ لوگ عیسائیوں کے سامنے نہیں ٹھیر سکتے اور شکست کھا جاتے ہیں۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۰۸

(ھ) ان کا عقیدہ دجال سے متعلق۔ دیکھو زیر "دجال"

عماد الدین (پادری)

ان کی خلاف اسلام کتابوں کا ذکر اور ان سے متعلق لکھنؤ کے ایک رسالہ میں ایک معزز پادری کا لکھنا کہ ۱۸۵۷ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ ص ۳۱ - نیز دیکھو ص ۲۱

عیسیٰؑ (حضرت مسیحؑ)

۱ - آپ کا مقام - بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا - خدا کا برگزیدہ - دنیا کا نور - ہدایت کا آفتاب - جناب الٰہی کا مقرب اور خدا تعالیٰ کا ایک بزرگ نبی ہے - مگر یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اُسے خدا بنایا جائے۔ ص ۲۶

۲ - یہودیوں نے حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب اور کاذب ٹھیرانے کیلئے صلیب کا حیلہ سوچا۔ مگر خدا نے مسیح کو صلیب سے بچانے اور اپنی طرف رفع کرنے کا وعدہ دیا جیسے ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا ہوا۔ ص ۴۴

۳ - عیسیٰ کی وفات دیکھو "وفات مسیح"

۴ - عیسیٰ کی حیات کا عقیدہ

(ا) حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ ماننے اور اس کے دوبارہ نزول ماننے اور آنحضرت صلعم کو مُردہ رسول قرار دینے سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی اور ختم نبوت کو داغ لگتا ہے۔ ص ۹۴ و حاشیہ ص ۲۰۴-۲۰۷ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۰۵

(ب) اور پھر اسکی کوئی نظیر موجود نہیں ص ۹۵ و ص ۹۸

(ج) بعض الیاسؑ اور خضرؑ کے زمین پر زندہ ہونے کو پیش کرتے ہیں مگر علماء محققین ان کو زندہ نہیں سمجھتے اور اس کی تائید میں بخاری اور مسلم کی ایک حدیث کا ذکر۔ حاشیہ ص ۹۸-۹۹

۵ - عیسیٰ کا نزول دیکھو "نزول"

۶ - عیسیٰ کے رفع سے مراد

دیکھو زیر "تفسیر" آیت بل رفعه الله الیه

۷ - تاریخی حالات - حضرت عیسیٰؑ کے دعویٰ سے لیکر صلیبی واقعہ تک مختصر حالات - اور عوام کا عقیدہ تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا - اور ایلیا نبی دوبارہ آئیگا - اور علماء کی طرف سے اس پر کفر کا فتویٰ - اور آخر انہیں لعنتی ثابت کرنے کے لئے صلیب دیئے جانیکا منصوبہ اور پھر صلیبی واقعہ کے بعد سری نگر پہنچنا - اور صلیب کے واقعہ کے بعد قبر سے نکلنے اور حواریوں سے ملاقات کا ذکر - اور مسیح کی وجہ تسمیہ کہ وہ سیاح تھے اور

موت سے بچ جائیں گے اور اس کی تشریح ۔
ص ۳۱۴-۳۱۵ مع حاشیہ

(ج) سپر نیچرل ریلجن کا حوالہ کہ یسوع دراصل صلیب پر نہیں مرا بلکہ زندہ اتارا گیا - اور ظاہرا موت جو واقع ہوئی وہ ایک سخت بیہوشی تھی ۔ ص ۳۲۴-۳۲۷

عیسائی

ا - عیسائی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا ہے کہ خدا مسیح ہے گو تین اقانیم مانتے ہیں ۔ مگر عملی طور پر دعا اور عبادت میں ایک مسیح ہی قرار دیا گیا ہے ۔
ص ۲۷

ب - عیسائی مذہب بھی خدا کی طرف سے تھا مگر افسوس کہ اب وہ اس تعلیم پر قائم نہیں ۔ ص ۳۰

ج - عیسائی اور عقیدہ نزول مسیح ۔
دیکھو " نزول مسیح کا عقیدہ اور عیسائی "

عیسائیت

عیسائیت کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے - اور اب قیامت تک اور کوئی ایسا فتنہ نہ ہو گا اور دعا ۔
ص ۲۳۹-۲۴۰ نیز دیکھو " پیشگوئیاں "

غ

غضب الٰہی کا مورد اس دنیا میں

مجرم دو قسم کے ہیں - ایک وہ جو حد سے نہیں بڑھتے اور ظلم و ایذاء کے طریقوں اور اپنے جور و ستم کو انتہاء تک نہیں پہنچاتے ۔ یہ اپنی سزا قیامت کو پائیں گے ۔ اور جو مجرم ایسا کرتے ہیں اور خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو درندوں کی طرح پھاڑ دینا چاہتے ہیں اور ان کا غضب انتہا تک پہنچ جاتا ہے وہ اسی دنیا میں سزا پاتے ہیں اور اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکتا ہے ۔ ص ۲۱۳-۲۱۴

غلام دستگیر قصوری

اس کا اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھنا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مریگا اور پھر خود ہی پہلے مر گیا ۔ ص ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ص ۴۸ و ۴۹ و حاشیہ ص ۵۲

ف

فاتحہ

ا - سورۃ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کیلئے دعا سکھلائی گئی - اول مسیح موعود کے مکفرین کے فتنہ سے - دوسرے نصاریٰ کے فتنہ سے بچنے کے لئے ۔ گویا پہلی سورۃ میں ہی مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کر دی گئی - اور مغضوب علیہم میں صریح پیشگوئی کر دی کہ مسیح موعود مسلمانوں کے ہاتھ سے پہلے مسیح کی طرح ایذاء اٹھائیگا
ص ۲۱۲ و ۳۲۸-۳۳۰

ب - دوسرے مذاہب جو عیسائیت میں تعداد اور طاقت کے لحاظ سے کہیں زیادہ تھے ان کو چھوڑ کر صرف عیسائیت کے فتنہ سے بچنے کے لئے دعا سکھائی

مطلب کہ یہ آئندہ کسی زمانہ میں عظیم الشان فتنہ بننے والا تھا اور یہ دعا آخری زمانہ کی نسبت خدا کے علم کے مطابق تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسلام کو دیگر مذاہب سے کوئی خطرہ نہیں۔ سو تیرہ سو برس کی پیشگوئی سورۃ فاتحہ کی تمہارے ملک میں پوری ہوگئی۔ اور اس فتنہ کی جڑھ مشرق ہی نکلا۔ ص ۲۱۹-۲۲۰ و ص ۲۲۹-۲۳۰ و ص ۳۲۸-۳۳۰

فرقہ ناجیہ

آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور اس کا پیرو فرقہ سب فرقوں میں سے نجات پائیگا۔ ص ۶۹

فیج اعوج

ا۔ فیج اعوج سے وہ درمیانی زمانہ مراد ہے جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کی طرح حضرت مسیح کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھیرا دیا جیسے آیت ولم یجعل له عوجا میں عوج سے مخلوق کو شریک الباری ٹھیرانا مراد ہے جیسا کہ عیسائیوں نے مسیح کو ٹھیرایا۔ ص ۲۱۱

ب۔ فیج اعوج کے گروہ سے متعلق فرمایا لیسوا منی ولست منھم یعنی ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ ص ۲۲۵-۲۲۶

ق

قابیل

قابیل شیطان کا پہلا مظہر تھا جو حضرت آدمؑ کا پہلا بیٹا تھا۔ جس نے اپنے بھائی کی قبولیت پر حسد کرکے اس کا خون کیا۔ حاشیہ ص ۲۶۹

قرآن مجید

۱۔ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن باتفاق علماء کلمہ کفر ہے۔ ص ۳۹ و ص ۵۵

۲۔ قرآن کے دلائل پیشکردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔ اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل ردّ کی جائے تو ایمان اُٹھ جائیگا۔ ص ۴۱ و ص ۵۵

۳۔ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلعم پر زد پڑتی ہو۔ ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے مثلاً حافظ محمد یوسف جس نے آیت لو تقول سے یہ پہلو نکالا ہے کہ مفتریوں نے بھی تیئیس سال سے زیادہ عمر پائی ہے۔ وہ کل کو لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا کی دلیل کو یہ کہہ کر باطل کردینگے کہ خدا کے سوا چند اور بھی سچے خدا ہیں مگر زمین و آسمان پھر بھی اب تک موجود ہیں۔ ص ۴۱

۴۔ قرآن نے ہر حلاوت اور طلاوت (تروتازگی) کو اپنے اندر جمع کیا ہے۔ ص ۸۳

۵۔ قرآن نہ مسیح کے آسمان پر چڑھنے کا مصدق نہ اس کے اترنے کو جائز رکھنے والا ہے۔ قرآن تو عیسیٰؑ کو مار کر زمین میں دفن کرتا ہے۔ پس قرآن کے برخلاف حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر چڑھانا یہ صریح قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ ایسا ہی پھر ان کو نبوت اور وحی نبوت

کے ساتھ زمین پر اُتارنا یہ بھی صریح منطوق کلام الٰہی کے مخالف ہے۔ ص ۱۷۵

۶۔ ابو الدرداء سے روایت ہے انک لا تفقہ کل الفقہ حتّٰی تریٰ للقرآن وجوھا اسی طرح حدیث کہ قرآن کے لئے ظہر و بطن ہے۔ اور وہ علم الاولین والآخرین پر مشتمل ہے۔ حاشیہ ص ۲۱۶ و ص ۲۴۲

۷۔ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے ص ۲۴۵

۸۔ قرآن شریف گو آہستہ آہستہ پہلے سے نازل ہو رہا تھا۔ مگر اس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہنچا۔ اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ ص ۲۵۰

۹۔ قرآن شریف کا یہ علمی معجزہ ہے کہ سورۃ العصر میں بحساب ابجد حضرت آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلعم تک کی مدت زمانہ بیان کر دی گئی ہے جو قمری لحاظ سے ۴۷۳۹ ہے اور شمسی لحاظ سے ۴۵۹۸ ہے۔ اس میں اور بائبل کے حساب میں جس پر یہود و نصاریٰ کا اتفاق ہے صرف اٹھتیس برس کا فرق ہے۔ ان کا حساب ۴۶۳۶ ہے ص ۲۵۲-۲۵۳

۱۰۔ قرآن مجید کے توریت وانجیل کی ہدایتوں کے جامع اور کامل ہدایت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم نے موسوی اور عیسوی دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا۔ مکّی زندگی حضرت عیسیٰؑ سے اور مدنی زندگی حضرت موسیٰؑ سے مشابہت رکھتی تھی ص ۲۵۶

۱۱۔ قرآن مجید جو تمام آسمانی کتابوں کا آدم اور جمیع معارف صحف سابقہ کا جامع تھا اور مظہر جمیع صفات الٰہیہ تھا اس نے آدم کی طرح چھٹے دن یعنی جمعہ کے دن اپنے وجود باجود کو اتم اور اکمل طور پر ظاہر فرمایا۔ ص ۲۵۸

قیامت

تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه سے استدلال کہ قیامت کن پر قائم ہوگی۔ عیسائیت کا مذہب ہے جس کی وجہ سے انسانوں کی زندگی لپیٹ دی جائیگی گو کیسا ہی اسلام غالب ہو اور تمام ملتیں ہلاک شدہ جانور کی طرح ہو جائیں۔ لیکن یہ مقدر ہے کہ قیامت تک عیسائیت کی نسل منقطع نہیں ہوگی بلکہ ایسے لوگ بکثرت پائے جائیں گے جو بہائم کی طرح بغیر سوچے سمجھے مسیح کو خدا جانتے رہیں گے اور اُن پر قیامت قائم ہوگی۔ ص ۲۲۲

نیز دیکھو "دنیا کی عمر"

ک

کرشن

خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اطلاع دی،

کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جوگذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔

حاشیہ در حاشیہ ص۳۱۷

کشف

۱ - ۲/ جون ۱۹۰۰ء کو ایک ورق پر "اقبال" لکھا ہوا دکھایا گیا - باقبال انجام کی طرف اشارہ ہے۔

حاشیہ ص۷۷

۲ - حضرات پنجتن سید الکونینؐ حسنینؓ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت علیؓ کا عین بیداری میں آنا اور حضرت فاطمہؓ کا کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لینا۔ ص۱۸

۳ - کشف کے ذریعہ سورۃ عصر سے عمر دنیا کے متعلق اطلاع - دیکھو "تفسیر" سورۃ العصر

۴ - کشفی طور پر ایک عالم سنسکرت کا دکھایا جانا اور اس کا مجھے مخاطب کرکے کہنا۔

"ہے رُدّر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔"

حاشیہ ص۳۱۷

گ

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

۱ - یہ رسالہ ۲۲/ مئی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا۔ اور اس میں حقیقت جہاد اور اس کی فلاسفی بیان کی گئی ہے اور یہ کہ اس زمانہ میں بوجہ شرعی جہاد کی شرائط کی عدم موجودگی کے اسلام کیلئے جنگ منع ہے، ص۱ اور ۲

۲ - گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ کا سکھوں کے عہد حکومت سے مقابلہ اور سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کی حالت کا ذکر کہ بانگ دینے والا بھی سکھوں کے نیزوں اور برچھیوں سے بچ نہیں سکتا تھا۔ ص۱۳

ضمیمہ رسالہ جہاد ص۲۳-۲۴

۳ - انگریزی گورنمنٹ نے پنجاب میں داخل ہوتے ہی مسلمانوں کو اپنے مذہب کی پوری آزادی دی۔ اذان میناروں پر چڑھ کر دی جاتی۔ مسجدوں میں باجماعت نمازیں پڑھنے لگے۔ جان و مال و عزت تینوں محفوظ ہو گئے۔ ص۲۴

۴ - گورنمنٹ انگریزی کی تعریف اس امر پر کہ پادریوں نے جو توہین رسول اور خلاف اسلام کتابیں لکھی تھیں مسلمانوں کو ان کے جواب دینے سے نہیں روکا اور جواباً مسلمانوں کی طرف سے بھی تیز کلامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہتک آمیز کتابوں سے متوقع فسادات اندر ہی اندر دب گئے۔ ص۲۱

۵ - غلط مسئلہ جہاد کی عوام الناس پر غلطی ظاہر کرنے کے لئے اور مختلف فرقہائے مذہبی میں امن اور مصالحت قائم کرنے کیلئے گورنمنٹ کی خدمت میں دو تجویزیں

۱ - امتحاناً چند سال کیلئے ہر فرقہ کو اپنی تحریروں اور تقریروں میں صرف اپنے مذہب کی بغیر اس کے جو دوسرے مذہب کا ذکر کرے خوبیاں بیان کرنے کا حکم دیا جائے۔

۴۔ اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ پشتو زبان میں رسالے تالیف کر کے سرحدی اقوام میں مشتہر کریں۔ بلاشبہ انکا بڑا اثر ہوگا۔

یہی درخواست وائسرائے کرزن کی خدمت میں کہ پانچ سال کیلئے دوسرے مذاہب پر مخالفانہ حملوں کو روک دیا جائے اور ہر ایک مذہب والا صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ اگر یہ نہ کر سکیں تو خود امتحان کے ذریعہ آزمائیں۔ اس طرح کہ سب فرقوں کے نامی علماء کے نام احکام جاری ہوں کہ اگر اُن کے مذہب میں الٰہی طاقت ہے۔ خواہ پیشگوئی کی قسم سے یا اور قسم سے تو وہ دکھائیں اور جو ثبوت دے وہی قابلِ تعظیم ہے یہ سچا مذہب سمجھا جائے چونکہ مجھے اس کام کیلئے آسمان سے رُوح ملی ہے اس لئے میں اپنی جماعت کی طرف سے سب سے پہلے اس امتحان کیلئے درخواست کرنیوالا ہوں۔ ص۲۲ و ص۳۲-۳۴

ل

لعنت

لعنت کا مفہوم رفع کے مقابل پر ہے جس سے انسان کی رُوح پلید ہو کر شیطان کی طرف جاتی ہے۔ اور خدا سے محبت اور وفا کے تمام تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور دل پلید اور سیاہ اور خدا کا دشمن ہو جاتا ہے جیسا کہ شیطان کا دل ہے۔ اس لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ افسوس کہ عیسائیوں نے کفارہ کا عقیدہ بناتے وقت لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کی کیونکہ نبی کا دل کسی حالت میں ناپاک اور خدا کا دشمن اور اس سے بیزار نہیں ہو سکتا ص۱۰۸ و ۱۰۹ اور ۱۱۰ و حاشیہ ص۱۱۱

لیکھرام

ا۔ لیکھرام نے تین سال کی میعاد رکھ کر میری موت کی پیشگوئی کی۔ لیکن وہ میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا
ص۴۵ و ۵۲

ب۔ لیکھرام کے قتل کی نسبت پُر زور پیشگوئی جس کے ساتھ دن تاریخ اور وقت بتایا گیا تھا پوری ہوئی۔
ص۴۸ و ص۵۴ و ۱۵۵

م

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کا کفار مکہ کے تیرہ سالہ مظالم پر خدائی حکم کے ماتحت بے نظیر صبر کا نمونہ۔ جس کی مثال کسی نبی کی امت میں نہیں پائی گئی۔
ص۱۰-۱۳

۲۔ دلیل صداقت (الف) آپ کی نبوت کی صداقت کی دلیل قرآن مجید میں آیت لوتقول ہے اور اسکی تشریح۔ ص۳۹-۴۰ نیز دیکھو "تفتری"

(ب) آپ کو یہ خاص عزت دی گئی ہے کہ آپ کے زمانۂ نبوت کو بھی سچائی کا معیار ٹھیرا دیا۔
ص۵۸ ، ص۴۳۴ و ص۴۶۸-۴۶۹

(ج) خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلال اور جمال کے نمونہ پر

آنحضرت صلعم کو بھی بوجہ مظہر اتم الٰہی ہونے کے دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے اور اس سے متعلقہ آیات۔ حاشیہ ص۹۸

(د) تین ہزار معجزات جو آنحضرت صلعم سے ظہور میں آئے۔ ص۱۵۳

۳۔ فضیلت (ا) میرا وہی رسول فضل اور سچائی لیکر آیا جس کا نام محمد مصطفٰے صلعم ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کی نبوت کو بھی اسی کے وجود سے رنگ و رونق ہے ص۲۴۱

(ب) دو بعث۔ ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اس پر نص قطعی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔ حاشیہ ص۲۴۸

(ج) مولوی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ مگر قرآن شریف ہمارے نبیؐ کے دوبارہ آنے کی بشارت دیتا ہے کیونکہ افاضہ بغیر بعث ممکن نہیں اور بعث بغیر زندگی غیر ممکن ہے۔ پس آیت وآخرین منھم کا حاصل یہی ہے کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ویسا ہی افاضہ کریگا جیسا کہ وہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا۔ حاشیہ ص۲۴۹

(د) بعث اول کا زمانہ جس کی خدا تعالٰے نے سورۃ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا اور مریخ کے اثر کے ماتحت ہے، یہی سر ہے کہ آنحضرت صلعم کو ان مفسدین کے جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا یا قتل کرنا چاہا قتل کا حکم دیا گیا لیکن دوسرا بعث جس کی طرف آیت وآخرین منھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے۔ جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے، اور بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے۔ کیونکہ بعث دوم ہزار ششم میں ہے اور اس کا تعلق ستارہ مشتری سے ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے ان دونوں بعث پر ایمان لانا ویسا ہی فرض ہے جیسا کہ دوسرے احکام پر۔ ایک تکمیل ہدایت کیلئے اور دوسرا تکمیل اشاعت کے لئے ص۲۵۳-۲۵۴ مع حاشیہ ص۲۵۲ و ص۲۶۰ نیز حاشیہ ص۲۶۱

(ہ) حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جو محض امی تھے۔ ص۳۶۰

۴۔ آنحضرت صلعم اور موسٰیؑ میں مماثلت۔

(ا) آنحضرتؐ کی ذات میں مہدی اور مسیح ہونیکے دونوں جوہر موجود تھے۔ بلا واسطہ خدا سے کامل ہدایت پانے۔ اور نئی شریعت ملنے کی وجہ سے

آپ کامل مہدی تھے۔ دوسرے وجہ پر موسیٰ مہدی تھا اور آپ اس وجہ سے بھی مہدی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کامیابیوں اور اقبال کی راہیں آپ پر کھول دیں اور مخالفین کا استیصال کیا۔ ان معنوں کی رو سے بھی حضرت موسیٰ دوسرے درجہ پر مہدی تھے۔ ص ۲۵۴-۲۵۶

۵۔ حضرت عیسیٰ سے دو مشابہتیں۔ ایک یہ کہ مخالف آپ کے قتل کے ارادہ میں ناکام رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ کی زندگی زاہدانہ تھی۔ اور آپ بکلی خدا کی طرف منقطع تھے ان دونوں صفات کی وجہ سے آپ کا نام احمد تھا یعنی خدا کا سچا پرستار اور اس کے فضل و رحم کا شکرگزار۔ اور یہ نام حقیقت کی رو سے یسوع کے نام کا مترادف ہے۔ آپ کی مکی زندگی حضرت عیسیٰ کی زندگی سے اور مدنی زندگی حضرت موسیٰ کی زندگی سے مشابہت رکھتی ہے۔ ص ۲۵۶

دیکھو "یسوع"

۶۔ تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت جیسے آپ تکمیل ہدایت کے لئے دو بروزوں میں ظاہر ہوئے اسی طرح آپکو تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے دو بروزوں کی حاجت پڑی۔

(۱) بروز محمدی موسوی جس لحاظ سے مہدی نام رکھا گیا۔ (۲) دوسرا بروز احمدی عیسوی جس وجہ سے مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا۔ اور اس کی تفصیل۔ تکمیل اشاعت ہدایت چونکہ آپ کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل و اسباب اشاعت غیر ممکن تھی اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا جو اپنی خو اور روحانیت کی رو سے گویا آنحضرت صلعم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا۔ اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا۔

ص ۲۵۶-۲۵۹ و حاشیہ ص ۲۴ و ص ۲۶۲-۲۶۴

۷۔ موسیٰ کی مانند نبی آپ تھے۔ آپ بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل میں تھے۔ اور موسیٰ کے تین بڑے کھلے کھلے کام جو دنیا پر روشن ہوگئے۔ یعنی دشمن کو ہلاک کرنا۔ خدا کی شریعت دینا۔ تیسرے ذلت کی زندگی کے بعد ان کو بادشاہت اور حکومت عطا کرنا یہی تینوں کام آنحضرت صلعم نے کرکے دکھائے۔ اپنے متبعین کو عرب کے خونخوار ظالموں سے نجات دلائی اور نئی شریعت عطا فرمائی اور ایام ذلت اور غلامی کے بعد سلطنت عطا فرمائی۔ بلکہ دونوں سلسلوں میں خلفاء کے لحاظ سے بھی مماثلت قائم کردی۔ دونوں کے اخیر یعنی چودھویں صدی میں مسیح آئے جو دونوں کی قوم میں سے نہ تھے اور آپ نے آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولا میں موسیٰ کے مثیل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ص ۲۹۹-۳۰۵

۸۔ فتح عظیم۔ آنحضرت صلعم کو اپنے مخالفوں پر فتح عظیم حاصل ہوئی کہ بجز نبی صادق دوسرے کے لئے ہرگز میسر نہیں آسکتی۔ ص ۳۰۵

۹ - معصوم کامل دنیا میں صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں - حاشیہ در حاشیہ ص۳۲۴

۱۰ - انسان کامل - ایک ہی انسان کامل ہیں جن کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جواب تک اس کے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے ص۳۴۶

۱۱ - اعلیٰ نمونہ - تمام رسولوں میں سے کامل اور اعلیٰ درجہ کی پرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے - ص۳۴۵

۱۲ - صادقوں کا بادشاہ - تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اس کو وحی پانے کی عمر تئیس سال ملی - یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے ص۲۶۸

۱۳ - دو نام - آپ کے دو نام ہیں - محمدؐ یہ نام توریت میں ہے جو ایک آتشی شریعت ہے محمد رسول اللہ و الذین معہ ...... ذالک مثلھم فی التوراة - سے ظاہر ہے - دوسرا نام احمدؐ ہے جو انجیل میں ہے جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے ظاہر ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع جلال وجمال تھے - صحابہؓ کو جلالی زندگی عطا ہوئی - اور جمالی زندگی کے لئے مسیح موعودؑ کو آنحضرت کا مظہر ٹھیرایا اور اس کے حق میں یضع الحرب فرمایا اور جیسا کہ آیت وآخرین منھم اور آیت تضع الحرب اوزارھا سے ظاہر ہے - اسم احمدؐ اور محمدؐ کی تشریح اور انکے اوصاف - ص۴۴۳-۴۴۸ نیز دیکھو "احمد"

محمد حسین بٹالوی

ا - اس کا دعوی کہ میں نے ہی اونچا کیا اور میں ہی گراؤنگا اس میں ایک جھوٹ ماضی کی نسبت بولا - اور دوسرا مستقبل کی نسبت جھوٹی پیشگوئی کر کے - مجھ پر خدا کے بعد کسی اور کا احسان نہیں - اس مولوی نے اقدام قتل کے جھوٹے مقدمہ میں پادریوں کا گواہ بنکر میری عزت پر حملہ کیا - مگر اسی وقت کرسی مانگنے کی وجہ سے اپنی نیت کا پھل پایا - حاشیہ ص۴۵-۴۶

ب - بٹالوی اور اس کے دوست جعفر زٹلی کا حضرت مسیح موعودؑ کی بیوی کے متعلق از راہ بےحیائی گندی خوابیں بنا کر شائع کرنا - حاشیہ ص۱۹۹

ج - الہام اذ یمکر بك الذی کفر میں اور سورۃ تبت میں بٹالوی کے اول المکفرین ہونے کے متعلق پیشگوئی اور الہام کے بیس سال بعد اسکا وقوع - ص۲۱۵-۲۱۶

محمد یوسف (حافظ)

ا - ان کے اس بیان کی تردید کہ مفتری علی اللہ تئیس برس سے زیادہ عمر پا سکتا ہے - ص۲۸-۴۴ و ص۵۴-۵۵ و ص۵۷ و ص۴۷۷

ب - حافظ محمد یوسف کو یہ مصیبت اس لئے پیش آئی کہ بعض احمدیوں نے آیت لو تقول سے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر استدلال کیا تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے اس دلیل کو ہی باطل کر دیا کہ میں ایسے مفتری دکھا سکتا ہوں جنہوں نے بعد افترار تیئیس برس سے زیادہ عمر پائی۔ ص ۴۲

ج۔ حافظ صاحب سے ایسے مفتریوں کا بذریعہ اشتہار مطالبہ۔ ص ۴۳

د۔ حافظ صاحب کی دو روائتیں ایک یہ کہ مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم نے بیان کیا تھا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا۔ اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی دوسری یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے۔ کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ ص ۵۶

ھ۔ حافظ صاحب کے بھائی محمد یعقوب صاحب نے گواہی دی کہ مولوی غزنوی صاحب نے ایک خواب کی یہ تعبیر فرمائی تھی کہ وہ نور جو دنیا کو روشن کریگا وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ص ۵۷

نیز دیکھو ص ۴۶۴-۴۶۷ مع حاشیہ

مذہب

ا۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھیرائی ہے کہ اس میں الہٰی طاقت ہو۔ اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھلائے اور ایسا مذہب توحید کا مذہب اسلام ہے جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی۔ ص ۳۰

ب۔ مذاہب مختلفہ میں مصالحت کیلئے ایک تجویز۔

دیکھو زیر "گورنمنٹ انگریزی"

مردانِ خدا کے صفات و کمالات

(۱) پیشگوئیوں کے علاوہ ان پر حقائق و معارف قرآن کھلتے ہیں

(۲) روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔

(۳) پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔

(۴) گناہ سے معصوم

(۵) دشمنوں کے حملوں سے معصوم

(۶) تعلیم کی غلطیوں سے معصوم

(۷) وہ آسمان کے بادشاہ اور دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔

(۸) ان کی عام برکات سے ایک قسم کا انتشار روحانیت ہوتا ہے۔ طبائع میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور جو دماغ سچی خوابوں سے مناسبت رکھتے ہیں انکو سچی خوابیں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ در پردہ انہیں کے وجود باجود کی تاثیر ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ص ۱۷۱-۴۷۲

مرہم عیسیٰ

یہ مرہم عیسیٰ کے زخموں کے لئے تیار کی گئی تھی جو انہیں صلیب پر لٹکانے سے آئے تھے اور اس سے شفا پائی۔ ص ۹۹

مسلمان

ا۔ افسوس کہ اس زمانہ کے مسلمان شریعت کے دوسرے حصہ سے محروم ہوگئے جو ہمدردی نوع انسان

اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے۔ صـ ۳۰

۲۔ نوتے کروڑ مسلمان مختلف دیار میں ہیں۔ یہی مردم شماری صحیح ہے انگریزی مؤرخین کی صحیح نہیں۔ صـ ۲۰ و حاشیہ

مسیح موعودؑ

۱۔ آپ کا دعویٰ

(ا) انی انا المسیح النازل من السماء صـ ۸۳

(ب) مَیں زمین پر پھٹے پُرانے کپڑوں میں فقیر کی طرح ہوں لیکن آسمان میں چمکیلے لباس اور سلطان کی طرح ظاہر ہوا ہوں۔ نظونی للذی عرفنی اوعرف من عرفنی من الامنا نام۔ صـ ۸۴

(ج) مَیں زمانے کا ایک عجوبہ ہوں۔ مَیں مطہر اور عصیان سے دُور کیا گیا ہوں۔ اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ بھی پاک اور تبدیل کیا جاتا ہے۔ صـ ۸۴

(د) مَیں مسیح ہوں اور برکات میں سیر کرتا ہوں اور نور میرے دروازہ پر چمکتا ہے اور زمانہ آئیگا جبکہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے صـ ۸۴

(ھ) میرا دعویٰ ہے کہ مَیں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اور ہمارے علماء کا خیال ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی آسمان سے نازل ہوگا۔ صـ ۲۹۵

(و) قیامت تک کوئی اور مسیح موعود نہیں۔ کیونکہ اس کی پیدائش اور ظہور کا وقت گذر گیا۔ حاشیہ صـ ۲۵۲

(ز) مسیح موعود اور کرشن۔ ہندوؤں کی کتابوں میں آخری زمانہ میں ایک اوتار کے آنے کی جو کرشن کی صفات پر اور اس کا بروز ہوگا پیشگوئی ہے۔ اور وہ مَیں ہوں۔ اور کرشن کی دو صفتیں ایک رُدّر اور دوسری گوپال جو مسیح موعود کی صفتیں ہیں مجھے خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ حاشیہ در حاشیہ صـ ۳۱۷

(ح) اپنے دعویٰ پر قسم کھانا۔ مجھے اس خدائے عزّ و جلّ کی جو مفتری کو نیست و نابود کرنے والا ہے قسم ہے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور عین وقت پر آیا اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ وہ مجھے ضائع نہیں کریگا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ صـ ۳۴۸

۲۔ اشاعت دعویٰ

۔ براہین احمدیہ سے لیکر آج تک چالیس کتابیں تالیف کیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے ثبوت دعویٰ کے متعلق اشتہارات شائع کئے۔ ان سب میں اپنے جدید الہامات شائع کرتا رہا ہوں صـ ۶۶

۳۔ غرض بعثت مسیح موعود

(ا) عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روکنا ہے اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ہے صـ ۲۸-۲۹

(ب)۔ اصلاحِ اخلاق کرنا اور مذہبی جنگیں روکنا اور بندوں کے ایمان کو نشانات دکھا کر مضبوط کرنا۔ ص ۸۲

(ج)۔ تا لوگوں کے دلوں کو شیطان کے وساوس سے اور ان کی تجارت کو نقصان سے بچاؤں۔ ص ۸۳

(د)۔ خدا نے مجھے بھیجا اور وفاتِ مسیح وغیرہ امور جو مجھے سکھائے یہی آسمانی حربہ ہے جس کے بغیر باطل کا دفع کرنا ممکن نہیں۔ ص ۹۶

(ھ)۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس تجدید کیلئے بھیجا کہ مسیح میں جو فوق العادت خصوصیات مانی گئی ہیں جن سے اسکی خدائی ثابت ہوتی ہے یہ کفر اور صریح کفر ہے اور مسیح سے جو کچھ معجزہ وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوا بلاشبہ وہ صفت کروڑہا اور انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ حاشیہ ص ۲۰۶-۲۰۷

(و)۔ غیر احمدی علماء کے مسیح عیسیٰ کے متعلق وہ عقائد جن سے انہیں خدا کی صفات میں شریک ماننا پڑتا ہے اور ان کے وہ عقائد جن سے دوسرے نبیوں کی توہین لازم آتی ہے یہ تمام افتراء اور جھوٹ کے طلسم خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق صدی کے سر پر مجھے بھیجکر ایسے توڑ دیئے کہ مسیح کی دوسرے انبیاء سے کوئی خصوصیت نہ رہی اور ہر ایک پہلو سے آنحضرت صلعم کے محامدِ عالیہ آفتاب کی طرح چمک اٹھے اور ہمارا قدم جو ہم محمدی گروہ ہیں ایک اونچے مینار پر رکھ دیا۔ ص ۲۳۹

(ز)۔ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں اور عیسیٰ کے قدم پر مسیح موعود ہوں تا فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سچائی دنیا میں پھیلاؤں۔ اور دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں۔ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے۔ بلکہ اس سے بڑھکر ص ۳۴۳-۳۴۵

(ح)۔ تجدیدِ ایمان و معرفت اور تکمیلِ نور کیلئے صدی کے سر پر خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے۔ ص ۳۴۸

۴ - مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور اسکے دلائل

(ا) مسیح موعود کا موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہونا ضروری تھا۔ اور چونکہ وہ قمر الاسلام کا متمم نور ہے اس لئے آیت لیظہرہ علی الدین کلہ اور آیت واللہ متم نورہ میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا۔ ص ۱۲۴

(ب) بخاری میں مسیح موعود کا کام کسرِ صلیب لکھا ہے اور وہ اس وقت آئیگا جب ملک میں ہر ایک پہلو سے بے اعتدالیاں قول اور فعل میں پھیلی ہوئی ہونگی۔ اور اسوقت مذہبِ صلیب کا اس جوانی کے جوش میں ہے جس سے بڑھکر اس کی قوتوں کا نشو و نما اور اس کے حملوں کا طریق ہیبت نما ہونا ممکن نہیں یعنی تیرھویں صدی سے زیادہ مضر اسلام کیلئے کوئی صدی نہیں گذری۔

اور اس کی تفصیل۔ اور آسمانی مصلح کی ضرورت اور یہ کہ مسیح موعود کا ظہور صدی کے سر پر ہونا تھا۔ ص ۱۲۸-۱۳۰

(ج) بعض احادیث اور کشوف اولیائے کرام و علماء عظام میں جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے پر دال ہیں۔ مثلاً

(۱) الآیات بعد المائتین۔ کہ تیرھویں صدی میں مسیح اور مہدی کی پیدائش ہوگی تا چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوسکے۔ اس کی تائید میں نواب صدیق حسن خاں کے اقوال حجج الکرامہ سے۔ ص ۱۳۰-۱۳۱

(۲) اسی طرح ایک بزرگ کا شعر ؎

در سن غاشی ہجری دو قران خواہد بود
از پئے مہدی و دجّال نشاں خواہد بود

یعنی چودھویں صدی کے گیارہ برس گذرنے پر کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوگا جو مہدی اور دجّال کے ظہور کی علامت ہوگا۔ اس میں دجّال کے مقابلہ میں مہدی کا ذکر کیا۔ گویا مسیح اور مہدی ایک ہیں اور یہ کسوف خسوف ۱۳۱۱ھ میں ہوا۔ ص ۱۳۲

(۳) دارقطنی کی حدیث ان لمھدینا اٰیتین کا ذکر اور کسوف خسوف کے ماہ رمضان میں ظاہر ہونے میں حکمت۔ ص ۱۳۰-۱۳۲

دیکھو حدیث پر جرح اور اس کا جواب زیر حدیث ان لمھدینا اٰیتین۔ الحدیث

(۴) انواع حافظ برخوردار سکنہ موضع چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ میں ہے ؎

پچھے اک ہزار دے گذرے ترے سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال ص ۱۴۴

(۵) ایک مشہور بزرگ میاں صاحب کوٹھے والے کی شہادت کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مہدی پیدا ہوگیا ہے اور اب اس کا زمانہ ہے اور ہمارا زمانہ جاتا رہا۔ اور اس سے متعلق بعض ان کے شاگردوں کی شہادتیں۔ ص ۱۴۴ وحاشیہ ص ۱۴۵-۱۴۸

(۶) میاں کریم بخش ساکن جمال پور ضلع لدھیانہ کی میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی کے متعلق شہادت کہ جب حضرت مسیح موعود کی عمر بیس سال ہوگی۔ اس نے کہا کہ عیسیٰ جو آنیوالا تھا پیدا ہوگیا ہے اور وہ قادیان میں ہے اس کا نام غلام احمد ہے۔ حاشیہ ص ۱۴۸-۱۴۹

(۷) مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کرنے میں اشارہ تھا کہ اس کے وقت میں اسلامی معارف اور برکات کمال تک پہنچ جائیں گی۔ جیسا کہ آیت لیظھرہ علی الدین کلہ میں اس کمال تام کی طرف اشارہ ہے جیسے بدر مشرق سے ظاہر ہوتا ہے اسی طرح مسیح موعود ممالک مشرقیہ سے ظاہر ہوگا۔ حاشیہ ص ۲۰۹

(۸) مسیح موعود کا زمانہ جس سے مراد چودھویں صدی من اوّلہ الی آخرہ نیز کچھ اور حصہ زمانہ کا جو خیر القرون سے برابر ہے ایسا مبارک زمانہ ہے کہ جس میں بفضل الٰہی

تمام ناپاک بہتّر فرقے مسلمانوں کے جن میں سے بجز ایک کے سب حقیقت اسلام کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہوکر ایک ہی فرقہ رہ جائیگا جو صحابہؓ کے رنگ پر ہوگا۔ ص ۲۲۷

(و) عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں ہجرت کی چودھویں صدی میں مسیح موعود کے ظہور کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ اس لئے بہت سے عیسائیوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے یہی دن ہیں۔ انگریزی کتب و رسالجات کے بعض حوالجات کا ذکر۔ ص ۳۳۰-۳۳۲

(ز) قرآن اور خدا تعالیٰ کی پہلی کتب سے ظاہر ہے کہ جب تین قسم کی مخلوق دنیا میں ظاہر ہوجائے تو سمجھو کہ مسیح موعود آگیا یا دروازے پر ہے۔
پہلی قسم مسیح الدجال ہے۔ ص ۲۶۸-۲۷۶ نیز دیکھو "دجّال"
دوسری قسم یاجوج ماجوج ہے ص ۲۷۶-۲۷۸
نیز دیکھو "یاجوج ماجوج"
تیسری قسم مخلوق کی جو مسیح موعود کی نشانی ہے دابۃ الارض کا خروج ہے۔ ص ۲۷۸-۲۸۰
نیز دیکھو "دابۃ الارض"

(ح) ان کے علاوہ اور زمینی علامتیں مثلاً
(۱) اونٹ کی سواری کا موقوف ہونا - اور
(۲) ابن داطیل کی روایت کہ مسیح عصر کے وقت آسمان سے نازل ہوگا سے مراد - ہزار ششم کا آخری حصہ مراد ہے جس میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ جیسے آدم چھٹے دن کے آخری حصہ میں پیدا ہوا۔
(۳) صوفیاء کے مکاشفات اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا الہام "چراغ دین" - اور بہت سے اکابر امت کے اقوال سے ظاہر ہے کہ پیدائش مسیح موعود تیرھویں صدی میں یعنی ہزار ششم کے آخر میں اور چودھویں صدی اس کے بعث اور ظہور کی ہے۔ اور ہزار ششم میں دنیا پر ایسا انقلاب آیا ہے کہ گویا دنیا ہی بدل گئی ہے۔
(۴) غلبہ مسیحیت - وہ بھی پوری ہو چکی - ص ۲۸۱-۲۸۷

(ط) دانیال نبی کی پیشگوئی ظہور مسیح موعود اور اس کے زمانہ کے بارے میں - ص ۲۸۸-۲۹۴

(ی) مسیح موعود آخری خلیفہ کے لئے ایسی تین شرطوں کا پایا جانا۔ یعنی آخری حصہ ہزار ششم میں آدم کی طرح پیدا ہونا۔ سن چالیس میں مبعوث ہونا اور صدی کا سر ہونا ایسی ہیں جس میں کاذب اور مفتری کا دخل غیر ممکن ہے ص ۲۷۶

۵ - علاماتِ زمانہ ظہور مسیح موعودؑ

(ل) قرآن مجید و حدیث میں زمانہ مسیح موعود میں سہولتِ سفر کے متعلق پیشگوئی۔ واذا العشار عطّلت اور یترک القلاص فلا یسعیٰ علیہا ص ۱۷، ص ۱۹۴-۱۹۵ مع حاشیہ - و حاشیہ ص ۳۷۵

(ب) صلیبی غلبہ۔ جیسا کہ کیسر الصلیب سے ظاہر ہے۔ صـ۱۲۸ – ۱۳۰

(ج) مسیح کیلئے چار ضروری علامتیں:-

(۱) اس کی پیدائش حضرت آدم کی پیدائش کی طرح ہزار ششم کے آخر میں ہو۔ (۲) اس کا ظہور صدی کے سر پر ہو (۳) اس کے دعویٰ کے وقت ماہ رمضان میں خسوف و کسوف ہو (۴) بجائے اونٹوں کے ایک اور سواری دنیا میں پیدا ہو جائے۔ یہ چاروں علامتیں ظہور میں آ چکی ہیں۔ حاشیہ صـ۲۵۲

۶ - مسیح موعودؑ سے متعلق سورۂ فاتحہ میں پیشگوئی۔

یہ عجیب خدا کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جس کو پنجوقت مسلمان پڑھتے ہیں میرے آنے کی نسبت پیشگوئی کر دی۔ حاشیہ صـ۱۱۱ و حاشیہ صـ۲۶۷

۷ - مسیح موعود کے امت محمدیہ میں سے ہونے پر دلائل

از نصوص قرآنیہ و حدیثیہ۔

پہلی دلیل - (ل) بخاری و مسلم کی حدیث امامکم منکم و امتکم منکم اس میں امام سے مراد آنے والا عیسٰی ہی ہے۔ اور اس کی تفصیل۔ صـ۱۱۴ – ۱۱۵

(ب) اس سے امام مہدی مراد لینا سیاق و سباق کلام کے خلاف ہے کیونکہ وہ حدیث مسیح موعود کے حق میں ہے صـ۱۷۴

(ج) رجل فارسی سے مراد صرف مسیح موعود ہیں۔ حدیث لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس میں رجل فارسی سے مراد مسیح موعود اور مہدی ہے۔ اس لئے کہ انکی صفت رجل فارسی کی صفت بیان کی گئی ہے۔ اور ان کا کام بھی زمین کے ظلم و شرک سے بھر جانے اور ایمان کے زمین سے اٹھ جانے کے بعد پھر ایمان کو قائم کرنا ہے۔ صـ۱۱۵ – ۱۱۶

دوسرے جس طرح کسی دوسرے مدعی مہدویت کے وقت خسوف کسوف رمضان میں نہیں ہوا۔ اسی طرح تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پاکر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لنالہ رجل من فارس کا مصداق میں ہوں۔ صـ۱۱۵

تیسرے رجل فارسی اور مہدی اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے جو تین پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور غلطی سے اکثر لوگوں نے انہیں تین علیحدہ قوموں فارسی۔ بنی اسرائیل اور بنی فاطمہ سے سمجھ لئے ہیں صـ۱۱۶

(د) آپ کا فارسی الاصل ہونا۔ حدیث کہ آنیوالے مہدی آخر الزمان کا نصف اسرائیلی ہوگا اور نصف محمدی کی تشریح اور اپنے الہامات سے اپنے فارسی ہونے کا ثبوت جو بنو اسحاق ہیں۔ اور اُمّہاتی تعلق کی وجہ سے بنی فاطمہ سے ہونا۔ اور اس کے لئے تائیدی الہام۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب اور اس کی لطیف تشریح کہ جس طرح صھر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے۔ اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے۔ صـ۱۱۶ – ۱۱۷ مع حاشیہ و صـ۱۱۸

(ھ) نصف اسرائیلی اور نصف محمدی ہونے سے مراد یہ ہے

کہ جیسا کہ وہ کچھ مسیحی رنگ میں اور کچھ محمدی رنگ میں
کام کریگا۔ ایسا ہی اس کی سرشت میں بھی ترکیب ہے،
اور وہ آنیوالا اسی امت میں سے ہے۔ اور عیسیٰؑ امتی
نہیں ہوسکتے۔ ص ۱۱۸

(د) پھر ایک اور قرینہ اسپر کہ آنیوالا مسیح اور ہے یہ ہے کہ
صحیح بخاری میں حضرت عیسیٰؑ کا حلیہ سرخ رنگ لکھا ہے
جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے اور اسکے بال خمدار لکھے ہیں
مگر آنیوالے مسیح کا رنگ ہر ایک حدیث میں گندم گوں
اور بال سیدھے بتائے ہیں اور تمام کتاب میں یہی
التزام کیا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ
اسرائیلی مسیح اور تھا اور آنیوالا مسیح اور۔ جو اسی
امت میں سے ہونے والا تھا۔ ص ۱۱۹ و ص ۳۷۴

دوسری دلیل - ایک اور دلیل مسیح موعود کے اسی امت
میں سے ہونے کی آیت کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس ہے اور الناس کا لفظ قرآن شریف میں جیسا کہ
آیت لخلق السموٰت والارض اکبر من خلق
الناس میں ہے دجال معہود کیلئے استعمال ہوا ہے
دیکھو تفسیر معالم وغیرہ اور اسپر قرینہ کا ذکر۔ گویا
آیت کی تفسیر یہ ہوئی کنتم خیر امۃ اخرجت
لشر الناس الذی ھو الدجال المعہود۔
اور اس پر سورۃ البینہ کی آیات سے جن میں شر البریۃ
اور خیر البریۃ وارد ہے استدلال۔ اور جب سے
کہ شریعتوں کی بنیاد پڑی۔ سنت اللہ یہی ہے

کہ جس کسی نبی کے عہد نبوت میں کوئی مفسد فرقہ پیدا
ہوا اسی نبی کے بعض جلیل الشان وارثوں کو اس فساد
کے فرو کرنے کا حکم دیا گیا۔ پس جس نبی کے عہد نبوت
میں دجال پیدا ہوا اسی نبی کی امت کے بعض افراد
اس فتنہ کو فرو کرنے والے ہونگے اور تائیدی آیات
واحادیث۔ ص ۱۲۰-۱۲۳

تیسری دلیل آیت استخلاف ہے :-

(ی) اس آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ
کی امت کے خلیفے ہیں جو بارہ ہیں اور تیرھویں حضرت
عیسیٰؑ۔ کما کے لفظ کا اقتضاء ہے کہ محمدی خلیفوں
کی موسوی خلیفوں سے مشابہت و مماثلت ہو۔
تیرھواں حضرت عیسیٰ جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الخلفاء
تھا وہ اپنے باپ کی رُو سے حضرت موسیٰؑ کی قوم
سے نہ تھا کیونکہ اس کا کوئی باپ نہ تھا۔ اسی طرح
تیرھواں خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے وہ قریش
میں سے نہیں ہے باقی بارہ خلیفے مطابق حدیث نبوی
قریش سے ہوئے۔ اس سے مسیح موعود کا امت محمدیہ
میں سے آنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسے آیت کما
ارسلنا الیٰ فرعون رسولا میں موسیٰؑ اور
آنحضرت صلعم میں مماثلت ثابت ہے۔ اسی طرح
آیت استخلاف میں کما چاہتا ہے کہ سلسلہ محمدیہ
کے خلیفے موسوی خلیفوں کے عین نہ ہوں کیونکہ
مشابہت و مماثلت میں من وجہ مغائرت کا

کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ
کو یوشع بن نون نبی سے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے موسوی
سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ سے مشابہت ہے
صـ ۱۲۳-۱۲۸ و حاشیہ صـ ۱۲۵ و صـ ۱۲۹ و صـ ۳۰۵

(ب) موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ کے مسیح موعودوں کا
چودھویں صدی کے ظہور پر ظاہر ہونا۔ صـ ۱۲۴

۸ - چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونیوالا مسیح موعود میں ہوں۔

اور اس کا ثبوت۔ آسمان پر خسوف وکسوف ہؤا۔ آپ کے
دعویٰ کے وقت صلیبی فتنے پیدا ہوئے۔ اور آپ کا
رعب عیسائیوں پر اور مباحثہ کے وقت کسی پادری
کا مقابلہ پر نہ ٹھہر سکنا۔ تائید روح القدس معجزات
کا ظہور۔ ہر قوم پر میرے ذریعہ اتمام حجت ہونا۔
آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں جو روح القدس کی
تائید میں میرا مقابلہ کر سکے۔ اور پیشگوئیوں کا ذکر۔
لیکھرام کی ہلاکت۔ پسر چہارم کی پیدائش اور حضرت
مولوی نورالدین صاحب کے گھر لڑکا پیدا ہونے کی
پیشگوئی اور ان سب کا وقوع۔ پھر ایسی پیشگوئیاں
ایک دو نہیں بلکہ سو سے زیادہ ہیں جو تریاق القلوب
میں مندرج ہیں۔ صـ ۱۴۸-۱۵۶ و صـ ۲۸۱

۹ - مسیح موعودؑ اور مسیح ناصری میں مشابہتیں۔

(ا) شریر مخالفوں نے والدہ مسیح پر بہتان لگایا۔ اسی طرح
بٹالوی اور اس کے دوست جعفر زٹلی نے گندی
خوابیں بنا کر میری بیوی کی نسبت شائع کیں جسپر
جے ایم۔ ڈوئی سابق مجسٹریٹ گورداسپور نے محمد حسین کو

چشم نمائی کی تھی۔ حاشیہ صـ ۱۹۹

(ب) پیدائش میں ندرت۔ حضرت عیسیٰ کی بلا باپ پیدائش
جیسا کہ اطباء نے نظیریں پیش کی ہیں امور نادرہ میں سے
ہے۔ اسپر تفصیلی بحث اور مثالیں۔ اور میری پیدائش
بوجہ جوڑا ہونے کے امور نادرہ میں سے ہے۔ اور جیسے
حضرت عیسیٰؑ کو قرآن میں آدم سے مشابہت دی گئی گو
مجھے بھی الہام میں بوجہ مشابہت آدم کرکے پکارا
گیا۔ حاشیہ صـ ۲۰۲-۲۰۳ و حاشیہ صـ ۲۰۸-۲۰۹

(ج) جیسے حضرت عیسیٰؑ اسرائیلی نہیں تھے حضرت مسیح موعود
قریشی نہیں۔ حاشیہ صـ ۲۰۹

(د) چودھویں صدی میں دونوں کی بعثت۔ حاشیہ صـ ۲۰۹

(ھ) حضرت عیسیٰؑ اسوقت ظاہر ہوئے جب ان کے گرد و
نواح سے یکلّی بنی اسرائیل کی حکومت جاتی رہی تھی
اور ایسے ہی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا
ہے۔ حاشیہ صـ ۲۱۰

(و) وہ رومی سلطنت کے وقت آئے اسی طرح میں عیسائی سلطنت کے
وقت آیا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رومی
سلطنت کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ حاشیہ صـ ۲۱۰

(ز) دونوں کو کافر کہا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ ان پر جھوٹے
مقدمات کئے گئے۔ یہودی مولویوں نے عدالت میں
گواہیاں دیں۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے
بھی۔ حاشیہ صـ ۲۱۰

(ح) وہ ہیرودیس ظالم بادشاہ کے زمانہ میں اور میں

سکھوں کے زمانہ میں جو مسلمانوں کے لئے ہیرودیس سے کم نہ تھے۔ حاشیہ ص ۲۱۰

(ط) عیسیٰ مسیح کے دو گروہ دشمن تھے۔ ایک اندرونی گروہ یعنی یہود جنہوں نے اسے صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہا۔ دوسرے بیرونی دشمن یعنی رومی قوم کہ متعصب لوگ ہو کے سلطنت کے مذہب اور اقبال کا دشمن خیال کرتے تھے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے آخری مسیح کے بھی دو دشمن قرار دیئے ایک۔ مثیل یہود جیسے کہ وہ خود مثیل مسیح ہے۔ دوسرے وہ عیسائی جو صلیب کی فتح چاہتے ہیں۔ اور جیسے رومی قوم میں آخر دین مسیحی داخل ہو گیا ایسا ہی اسجگہ بھی ہوگا۔ ص ۳۰۴

(ی) موسیٰ نے توریت میں پیشگوئی کی کہ یہود کی سلطنت جاتی رہیگی جب تک مسیح نہ آوے۔ ایسی طرح آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سلسلہ محمدیہ کا مسیح اسوقت آئیگا جبکہ رومی طاقتوں کے ساتھ اسلامی سلطنت مقابلہ نہ کر سکیگی اور کمزور اور مغلوب ہو جائیگی۔ ص ۳۰۴-۳۰۵

۱۰۔ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دلائل

۱۔ پہلی دلیل :۔

(الف) آیت کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا اور آیت استخلاف سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم مثیل موسیٰ اور سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلفاء سے مماثلت واجب کرتا ہے۔ مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے اور مماثلت تامہ دیکھنے کے لئے اوّل اور آخر کو دیکھا جاتا ہے۔ ص ۱۸۲-۱۸۳، ص ۱۸۹

(ب) حضرت ابوبکرؓ حضرت یوشع بن نون کے جسے خدا نے موسیٰ کی وفات کے بعد موسوی سلسلہ کا پہلا خلیفہ بنایا مثیل ہیں۔ اور ان دونوں میں دس مشابہتوں کا ذکر۔ ص ۱۸۳ - ۱۸۸

(ج) کسی سلسلہ کا کمال تب ظاہر ہوتا ہے جب اس کا آخر حصہ پہلے حصہ سے مشابہ ہو جائے۔ پس ضروری ہوا کہ موسوی اور محمدی سلسلہ کا پہلا خلیفہ موسوی اور محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت کو چاہتا ہے۔ اور اس کی تفصیل۔ اور دائرہ کے کامل ہو جانے اور اس کے آخری نقطہ کے پہلے نقطہ سے جاملنے کو دوسرے لفظوں میں مشابہت تامہ کہتے ہیں۔ پس جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو یشوع بن نون سے مشابہت تھی یہاں تک کہ نام بھی مشابہ تھا ایسا ہی ابوبکرؓ اور مسیح موعود کو بعض واقعات کی رو سے بشدّت مشابہت ہے۔ دونوں میں مشابہتوں کا ذکر۔ پس اوّل اور آخر دونوں نقطوں کے اتصال سے ثابت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے

حق میں ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ کے حق میں وہی آخری نقطہ مسیح موعود کے حق میں بھی ہیں۔ ص ۱۸۹ (حاشیہ ص ۱۸۹-۱۹۱ نیز دیکھو "استدآد"

(د) پس حضرت عیسیٰؑ کے اسلام کے آخری خلیفہ مسیح موعود سے مشابہت رکھنے سے لازم آتا ہے کہ سلسلہ محمدیہ کا مسیح موعود حضرت عیسیٰؑ نہیں بلکہ اسکا غیر ہے۔ کیونکہ مشابہت من وجہ مغائرت چاہتی ہے، اور مشبہ اور مشبہ بہ ایک نہیں ہوسکتے۔ ص ۱۹۰-۱۹۲

(ھ) ابراہیم کی اولاد سے ۲ دو صاحب الشریعت نبی ہوئے۔ دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے گئے اور پہلے بارہ خلیفے ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم سے ہیں یعنی موسوی خلیفے اسرائیلی اور محمدی خلیفے قریشی۔ مگر آخری خلیفے ان کی قوم سے نہیں۔ حضرت عیسیٰ بوجہ بلا باپ ہونے کے اسرائیلی نہیں اور مسیح موعود قریشی نہیں۔ پس کما استخلف الذین من قبلہم سے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی خلفاء سے مماثلت ثابت ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے۔ پس محمدی خلفاء جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلفاء کے عین نہیں ورنہ اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔
ص ۱۹۲-۱۹۳ و در ۳:۴

(و) اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پہ آنا چاہیئے۔ وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا اس لئے ضروری ہے کہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰؑ اسرائیلی ہیں اور وہ سید احمد بریلوی ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل اور سید ہیں۔ اور تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے ضروری ہے کہ وہ قریش میں سے نہ ہو۔ ص ۱۹۳-۱۹۴

دوسری دلیل دو نشان ہیں یعنی خسوف وکسوف جو آیت جمع الشمس والقمر اور حدیث ان لمھدینا آیتین کے موافق ظہور میں آیا۔ اور دوسرا نشان اونٹوں کی جگہ ریل وغیرہ کا نکلنا جو آیت واذا العشار عطلت اور حدیث یترک القلاص فلا یسعیٰ علیہا کے مطابق ظہور میں آیا اور اس پیشگوئی کی عظمت کا ذکر۔ ص ۱۹۴-۱۹۸ مع حاشیہ ص ۱۹۵ نیز دیکھو "پیشگوئی اونٹوں کا بیکار ہونا"

تیسری دلیل اھدنا الصراط المستقیم ... الی ولا الضالین سے مستنبط ہے۔ مقدمات دلیل یہ ہیں:-

اول مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ (دیکھو حاشیہ ص ۲۲۹ حدیث)

دوم یا عیسیٰ انی متوفیک ... الی ... جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور آیت واذ تأذن ربک الآیۃ اور آیت ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ سے استدلال کہ یہودیوں

کے مغضوب ہونے کی بڑی وجہ اور دائمی محکومیت کی
جو ہر ایک عذاب اور ذلت کی جڑ ہے یہ ہے کہ
انہوں نے حضرت عیسیٰ کی تکفیر، توہین اور تفسیق
و تکذیب کی اور ان کی والدہ صدیقہ پر بہتان لگایا۔
اور ان کے لعنتی ثابت کرنے کے لئے مصلوب قرار
دیا اور کوئی دقیقہ توہین نہ چھوڑا۔ صفحہ ۱۹۸-۲۰۰
نیز دیکھو "تفسیر" سورۃ تبّت

سوم۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ دعا جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی
کیوں سکھائی گئی اور قرآن شریف کا افتتاح بھی اسی سے
کیا۔ جواب یہ ہے آیت کما استخلف الذین
من قبلھم کی رو سے آخری خلیفہ امت محمدیہ کا
مثیل عیسیٰ تھا۔ اس لئے مقدر تھا کہ اس کی بھی ویسی
ہی توہین و تکفیر ہو۔ لہذا مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی
گئی کہ اے خدا ہمیں مسیح موعود پر فتویٰ کفر دینے اور
اسے دکھ دینے وغیرہ سے محفوظ رکھ اور الضالین
میں اس طرف اشارہ ہے کہ ظہور مسیح موعود کے وقت
ضلالت نصاریٰ کا سیلاب اس قدر جوش مارے گا
کہ بجز دعا کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اور اسی
زمانہ ضلالت کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں
کہ جب تم دجّال دیکھو تو سورۃ کہف کی پہلی
آیتیں پڑھو۔ آیات اور ان کی تفسیر۔

چہارم۔ سورۃ فاتحہ میں دونوں فتنوں کی طرف
اشارہ ہے اندرونی یعنی مسیح موعود کو یہودیوں
کی طرح ایذا دینا۔ دوسرے عیسائی مذہب اختیار کرنا
اور حدیثوں میں آخری زمانہ کے علماء کو یہود قرار دیا
گیا ہے۔ پس دعا کے رنگ میں یہ ایک پیشگوئی ہے جو دو
خبر پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ اس امت میں بھی ایک
مسیح موعود پیدا ہوگا۔ دوسری یہ کہ اس امت کے
بعض لوگ اس کی تکفیر و توہین کریں گے اور مورد غضب الٰہی
ہوں گے۔ اس وقت کا یہ نشان ہے کہ فتنہ نصاریٰ
بھی ان دنوں میں بڑھا ہوا ہوگا۔ صفحہ ۲۰۰-۲۱۲
و حاشیہ صفحہ ۲۶۷ و صفحہ ۳۲۸-۳۳۰

<u>چوتھی دلیل</u> میرے مسیح موعود ہونے کی وہ ذاتی
نشانیاں ہیں جو مسیح موعود کی نسبت بیان فرمائی گئی ہیں
(الف) ان میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مسیح موعود
کیلئے آخری زمانہ میں پیدا ہونا ضروری ہے۔
اس امر کے ثبوت کیلئے کہ یہ آخری زمانہ ہے دو
طور کے دلائل ہیں۔
اوّل وہ آیات قرآنیہ اور آثار نبویہ جو قرب
قیامت پر دلالت کرتے ہیں اور پورے ہو چکے ہیں جیسے
رمضان میں خسوف و کسوف اور سورۃ تکویر میں
مندرجہ نشانوں کا ذکر۔ نیز اکابر اہل کشوف کا اتفاق
کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا
اور علاوہ ازیں سورہ مرسلات کی آیات واذا
الرسل اقّتت سے استدلال۔
صفحہ ۲۴۱-۲۴۵ و صفحہ ۳۷۱

دوم سورۃ العصر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم سے ہزار ششم پر واقع ہے اور احادیث میں دنیا کی عمر سات ہزار سال وارد ہے پس ششم ہزار کا آخر اس دنیا کا آخری حصہ ہوا جس سے ہر ایک جسمانی اور روحانی تکمیل وابستہ ہے۔ کارخانۂ قدرت میں چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کی مثالیں آدم چھٹے دن میں یعنی بروز جمعہ آخری حصہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف کا نزول بھی چھٹے دن بروز جمعہ اپنے کمال کو پہنچا۔ اسی طرح انسانی نطفہ بھی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ ہی میں خلقتِ بشری سے پورا حصہ پاتا ہے۔ پس دنیا کی عمر کے ہزار ششم کا آخری حصہ بھی کسی آدم کے پیدا ہونے کا وقت اور کسی دینی تکمیل کے ظہور کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ میرے الہام اردت ان استخلف فخلقت آدم اور لیظھرہٗ علی الدین کلہ سے ظاہر ہے اور آنحضرت صلعم کے دو بعث کا تفصیلی ذکر اور آپ کے دو کام تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ (دیکھو زیر محمد ؐ) اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ ہزار ششم ہے۔ جس میں تمام وسائل اشاعت جمع کئے گئے۔ اور اشاعت کی راہیں کھولی گئیں اور چھٹے ہزار برس میں سے گیارہ برس رہتے تھے جب میری پیدائش ہوئی۔

اس کے بعد چودھویں صدی میں فتنوں کا ذکر اور خصوصاً فتنۂ عیسائیت کا اور غربت اسلام۔ یہ حالات مقتضی تھے کہ مسیح موعود مبعوث ہوتا اور عیسائی حملوں کی مدافعت کرتا اور کسر صلیب کرتا اور مرکزِ ضلالت ہندوستان تھا جہاں نیکی و بدی دونوں کیلئے آزادی تھی۔ اس لئے چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کاسر صلیب کو مبعوث کیا ص ۲۴۵-۲۶۷ نیز دیکھو "تفسیر" "حدیث"

۲- مختصر طور پر اُن دلائل کا ذکر جو اس کتاب اور دوسری کتب میں اپنے دعویٰ مسیح موعود کے متعلق لکھے ہیں ص ۳۱۵-۳۴۰

اوّل قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا کے تمام وعدے متعلقہ ظہور مسیح موعود۔ یاجوج ماجوج کے ظہور اور اقبال کے بعد ظاہر ہو جائینگے اور اسکی تشریح ص ۳۱۵-۳۲۱

دوم قرآن مجید اور پہلی کتابیں مثلاً دانیال نبی کی کتاب ظہور مسیح موعود کا یہی زمانہ قرار دیتی ہیں۔ چنانچہ بعض کے نزدیک دس بارہ سال کے قریب زیادہ بھی گذر گئے اس لئے انہوں نے پیشگوئی کی یہ تاویل کرنا شروع کر دی ہے کہ کلیسیا کی ان دنوں سرگرمیاں یعنی دعوت الی التثلیث اور اشاعتِ کفارہ مسیح۔ یہی مسیح کی روحانی طور پر آمد ثانی ہے۔ پس اگر مسلمان اسوقت مجھے قبول نہ کریں تو آئندہ ان کی ایمانی حالت کے لئے سخت اندیشہ ہے۔ کیونکہ آسمانی اور زمینی نشان

ظاہر ہوگئے۔ ورنہ نتیجۃً پیشگوئی جھوٹی قرار دینی پڑیگی۔ اور ایسی باطل پیشگوئیوں کی نسبت بداعتقادی پھیل کر ایک عام ارتداد و الحاد کا بازار گرم ہو جائے گا
ص ۳۲۱ - ۳۲۸

۱۱ ـ صداقت مسیح موعود

(ل) مجھے خدا تعالیٰ نے کہا۔ اگر لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو کہدے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں پیش از وقت غیب کی باتیں تبلائی جاتی ہیں۔ دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی مثلاً دعا کے قبول ہونے اور پیش از وقت قبولیت کا علم دئے جانے اور غیبی واقعات معلوم ہونے میں مقابلہ کرے تو وہ مغلوب ہوگا ص ۲۹ - ۳۰

(ب) آیت لو تقول سے بعض افراد جماعت کا حافظ محمد یوسف کے سامنے بطور دلیل صداقت مسیح موعودؑ پیش کرنے کا واقعہ۔ اور دلیل کی وضاحت اور یہ کہ آپ کے دعویٰ مکالمۂ الٰہیہ پر تئیس برس گذر چکے ہیں۔
ص ۴۲ - ۴۳

(ج) مخالف مولویوں کا یہود کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف منصوبے کرنا اور قتل کے فتوے دینا اور بد دعائیں کرنا وغیرہ تا تئیس برس کی عمر نہ پاسکوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اسی برس کی عمر پانے کے وعدے۔ ص ۴۴ - ۴۵ و ۴۶ - ۴۷

(د) بعض مخالفین کا بد دعائیں کرنا اور جھوٹے کی موت چاہنا اور ان کا خود ہی مرجانا جیسا کہ غلام دستگیر قصوری اور اسمٰعیل علی گڑھی نے کیا۔ اور پادری حمید اللہ پشاوری اور لیکھرام نے کیا۔ کیا کاذب کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ قرآن بھی اس کی گواہی دے۔ آسمانی نشان بھی تائید میں نازل ہو عقل بھی اس کی مؤید ہو۔ اور جو اس کی موت کے خواہاں ہوں وہ خود ہی مرجائیں۔ ص ۴۴ - ۴۷ و ص ۵۱

(ھ) تائید الٰہی ۔ بعض دفعہ عہدہ سے علیحدگی کی درخواست کا خیال آیا۔ مگر دل میں ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لاتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ ص ۴۹

(و) تحدّی ۔ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ ص ۴۹

(ز) بے نظیر استقامت اور خدا پر توکل

(۱) یقیناً سمجھو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر تک مجھ سے وفا کرے گا۔ سب ملکر دعائیں

کرو مگر تمہاری دُعائیں نہیں سُنیگا..... خدا سے مت لڑو۔ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔ ص۵۰ د ص۴۷۱-۴۷۲

(۲) مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ ص۴۷۳

(ح) صداقت مسیح موعود اور حدیثیں۔ حدیثوں سے بحث کرنا طریق تصفیہ نہیں۔ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں یا سرے سے موضوع ہیں۔ اور حَکَم کا اختیار ہے کہ خدا سے علم پا کر جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔ مَیں روشن ثبوت کیسے چھوڑ سکتا ہوں جس کا ایک طرف قرآن شریف مؤید ہے دوسری طرف احادیث صحیحہ اس کی سچائی کی گواہ ہیں۔ اور ایک طرف خدا کا وہ کلام جو مجھ پر نازل ہوتا ہے اور پہلی کتابیں اور عقل اور صدہا نشان گواہ ہیں۔ جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ حاشیہ ص۵۱

(ط) خدا چاہتا ہے کہ میری سچائی ظاہر کرے۔ مخالف میری تباہی چاہتے ہیں اور یہ کہ میری جماعت متفرق اور نابود ہو۔ مگر یہ دن انہیں کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوگا ابوجہل کی بدر والے دن کی دُعا کا ذکر۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی متعلقہ مدت وفات حضرت مسیح موعود کا جھوٹا نکلنا اور یہ کہ آخر صادق ہی غالب آئیگا۔ ص۵۲-۵۳

(ی) ٹھٹھا کر و جسقدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو۔ ایذا اور استیصال کے منصوبے اور تدبیریں کر دیکھو مگر یاد رکھو میرا خدا ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دے گا اور بتا دیگا کہ اسکا ہاتھ غالب ہے ص۵۳

(ک) دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں ظہور میں آیا۔ قدیم سے یہ سنّت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر۔ اور سات کو دوگنا کیا جائے تو چودہ ہوتے ہیں۔ لہذا چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا مقدر تھا اور مسیح موعود کے زمانہ کا فساد بھی دوچند تھا۔ ص۵۴

(ل) معیار صداقت (۱) بڑا اصول جس کے ذریعہ قرآن شریف نے یہود و نصاریٰ پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالیٰ رسالت یا نبوت یا مامور من اللہ کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ خدا پر افترا کرتا تو مَیں اس کو ہلاک کر دیتا۔ لیکن میری مخالفت کے لئے مولوی لوگ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے۔ اس لئے کہ اس سے میری صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی تفصیل۔ ص۵۴-۵۵

(۲) <u>معیارِ صداقت</u> - اے مومنو! اگر کوئی مدعی ماموریت من اللہ پاؤ - اور اس کے وحی اللہ پانے کے دعویٰ پر تیئیس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانیکا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اُس کی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہو تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے شخص کو مل سکے - اور اس امت میں سے وہ ایک شخص مَیں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریمؐ کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیئیس برس کی مدت دی گئی اور تیئیس برس تک یہ سلسلہ وحی جاری رہا - براہین احمدیہ اور اس کے بعد کی کتب سے مکالمات کا بطور نمونہ ذکر۔ ص ۵۸-۷۶ نیز دیکھو "الہامات"

(۳) <u>معیارِ صداقت</u> -

(الف) اگر کوئی قسم کھا کر کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا مفتری دجّال اور بے ایمان ہے حالانکہ درا صل وہ شخص خدا کی طرف سے ہو اور صادق ہو اور یہ مکذّب شخص یہ مدارِ فیصلہ بذریعہ دُعا ٹھیرائے کہ اگر یہ صادق ہے تو مَیں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے - اس کی مثالیں - ابوجہل کی دُعا - اور اسماعیل علیگڑھی اور مولوی غلام دستگیر قصوری کی دُعا - ص ۴۴۱

(ب) مولوی نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار لوگوں کے سامنے میں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دُعا کے ساتھ فیصلہ کرے اور اپنے اعتقاد کے حق ہونے پر قسم کھالے - پھر اگر قسم کے بعد ایک سال تک میری زندگی میں فوت نہ ہوا تو مَیں تمام کتابیں جلا دونگا اور اس کو حق پر سمجھ لونگا - لیکن اس نے سب کے سامنے انکار کیا اور بھاگ گیا اور اسی بھاگنے کی برکت سے اُس کو اب تک عمر دی گئی - ص ۴۴۱ مع حاشیہ

(ج) جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دیکر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے تو وہ پہلے مریگا - ص ۴۷۲

(۴) <u>ہمارے صدق اور کذب کا معیار</u>

ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسٰیؑ کی وفات و حیات ہے اگر وہ زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں - اور اگر وہ قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں - اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو - حاشیہ ص ۲۶۴

(۵) الرحمٰن علّم القرآن کے الہام سے خدا نے مجھے مشرف فرمایا - اس لئے میرے صدق یا کذب کے

پرکھنے کیلئے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح و بلیغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق و غالب رہے تو مجھے اُن کی بزرگی ماننے میں کوئی کلام نہیں ہوگا۔ ص ۴۸۰

۱۲- صداقت کے دس نشانات

اگر کوئی میرا مکذب میری طرح مؤید من اللہ ہے تو وہ کیوں میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا۔ میری صداقت کے یہ نشانات ہیں۔ قرآنی معارف۔ قرآن کی زبان میں اعجاز۔ دعاؤں کی قبولیت۔ آسمانی نشان۔ زمینی نشان۔ مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔ میرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے۔ قیامت تک برکات ظاہر کرنے کا وعدہ۔ خدا کا زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کرنے کا وعدہ۔ میری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کیلئے مجھ سے ہی اور میری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا۔ مظہر الحق والعلاء گویا خدا آسمان سے اترا ص ۱۸۱-۱۸۲

۱۳- مسیح موعود اور مخالف علماء

(ا) مولویوں کی عداوت اور ان کے غضب کا موجب میرا مسیح موعود ہونا اور انکے جہادی مسائل کے خلاف وعظ کرنا اور ان کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر ان کو لوٹ مار کی بڑی بڑی امیدیں تھیں سراسر باطل ٹھہرانا ہوا ص ۸

(ب) قرآن و حدیث کی پیشگوئیاں ان مولویوں کے ہاتھوں پوری ہوئیں کہ مسیح موعود علماء کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائیگا۔ اور وہ اسے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کریں گے اور قتل کے فتوے دینگے۔ ص ۵۳ و ص ۱۵۷ و حاشیہ ص ۱۵۸ و ص ۱۶۰

(ج) اخبار و آثار میں یہاں تک کہ مکتوبات مجدد صاحب سرہندی۔ اور فتوحات مکیہ اور حجج الکرامہ اور دراسات اللبیب میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی علمائے وقت سخت مخالفت کرینگے۔ ص ۱۵۷ و حاشیہ ص ۱۵۸

(د) بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے میں میرے خلاف گواہیاں دیں۔ بعض میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے بعض مسجدوں میں میرے مرنے کیلئے ناک رگڑتے رہے اور اس کی مثالیں۔ ص ۴۴-۴۷

(ھ) علماء کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اول علماء مخالفین جب مہدی و مسیح کی نسبت حدیثوں کے رطب و یابس ذخیرہ کو ظاہری معنے کے لحاظ سے صحیح اور واجب الاعتقاد جان کر اس فرضی نقشہ کے جو قرآن شریف سے بھی مخالف ہے مجھے مطابق نہیں پاتے تو وہ مجھے کاذب کہتے ہیں۔

- حدیثوں کی بنا پر ان کے یاجوج ماجوج کی نسبت۔ دجال اور اس کے گدھے کی نسبت۔ اور مہدی و مسیح کی نسبت عقیدے کا نقشہ - پھر

اس مہدی کو جس کے متعلق آسمان سے ھذا خلیفۃ
اللہ المہدی کی آواز مشرق و مغرب میں سُنائی دیگی
اور مسیح فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اُترے گا
مگر پھر بھی ان کو کافر اور دجال کہا جائے گا۔
ص ۱۵۸ - ۱۶۱

دوسرا اعتراض۔ مسلم کی حدیث کہ مسیح موعود دمشق
کے شرقی منارہ کے پاس آسمان سے اُتریگا کی بنا پر یہ
یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اگر ان الفاظ کی تاویل
کی جائے تو پھر پیشگوئی کچھ بھی نہ رہیگی اور یہ
مقبول اور مسلّم ہے کہ نصوص کو ہمیشہ ان کے ظاہر
پر عمل کرنا چاہیئے۔

جواب :۔ (۱) ہم کسی حدیث کے ظاہر الفاظ
کو نہیں چھوڑتے جبتک قرآن اپنے نصوص صریحہ
سے معہ دوسری حدیثوں کے اس کو نہ چھڑائے۔
اور تاویل کیلئے مجبور نہ کرے۔ ایسی پیشگوئی جو قرآنی
پیشگوئی کی نقیض اور ضد ہے اسے ظاہری الفاظ کی
رو سے ماننا گویا قرآن شریف سے دستبردار ہونا ہے
ہاں اگر کسی تاویل سے مطابق آجائے اور تناقض
جاتا رہے تو پھر بسر و چشم منظور۔ ص ۱۶۲-۱۶۳

(۲) یہ اعتراض علماء پر ہوتا ہے کیونکہ یا عیسیٰ
انی متوفیک میں عیسیٰ کی وفات کی نسبت صاف
لفظوں میں پیشگوئی موجود ہے۔ مگر ہمارے مخالف
نہایت مکروہ اور پُر تکلف تاویل سے کام لیتے ہیں
کبھی رافعک کو مقدم کر کے تحریف کرتے یا بعض توفی
کے معنے پھیر لیا کرتے ہیں جو نہ قرآن نہ حدیث نہ لغت
سے ثابت ہیں۔ اور جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اپنی
طرف سے ملا لیا۔ ص ۱۶۲

(۳) پس مسلم والی حدیث کہ مسیح زندہ ہے اور
منارہ کے پاس آسمان سے اُتریگا قرآن کی موت
والی پیشگوئی جسکا پورا ہونا فلما توفیتنی سے
ثابت ہے متناقض ہے۔ وفات عیسیٰ کے تائیدی
حوالے قرآن و حدیث و ائمہ امت اور تاریخ سے
قبر مسیح وغیرہ کے متعلق ذکر۔ اور مسلم کی حدیث میں
آسمان کا بھی لفظ نہیں۔ اور ظنی ہے۔ اب بتاؤ کیا
مسلم کی روایت کے لئے قرآن چھوڑ دیں۔
ص ۱۶۲-۱۶۵ و ص ۲۹۵

(۴) گو رفع تناقض کیلئے حق تو یہ تھا کہ اس حدیث
کو موضوع ٹھیراتے۔ مگر غور سے معلوم ہوا کہ در اصل
حدیث موضوع نہیں ہاں استعارات سے پُر ہے۔
اور پیشگوئی میں جہاں کوئی امتحان منظور ہوتا ہے
استعارات ہوا کرتے ہیں۔ اور ہر ایک پیشگوئی کے
ظاہر لفظ کے موافق معنے کرنا شرط نہیں اس کی
کتاب اللہ اور حدیثوں میں صدہا نظیریں ہیں مثلاً
یوسف کی خواب کی پیشگوئی۔ ص ۱۶۶

(۵) پھر یہ ضروری نہیں کہ اُترنے کی جگہ یعنی حصہ
شرقی دمشق کا جزو اور مسیح کی سکونت گاہ ہو

بلکہ اگر حقیقت میں شہر دمشق ہی مراد ہو تو غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کی کاروائی دمشق تک پہنچیگی کیونکہ عربی میں نزیل مسافر کو کہتے ہیں ورنہ اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ آنیوالا مسیح موعود دمشق کے مشرقی طرف ظاہر ہوگا - اور قادیان دمشق سے شرقی طرف ہے اور حدیث اوماً بیدہ الی المشرق سے ظاہر ہے کہ دجّال مشرق میں ظاہر ہوگا اور وہ دمشق نہیں کیونکہ وہ حجاز سے شمال کی طرف ہے اور نواب صدیق حسن خاں حجج الکرامہ میں مان چکے ہیں۔ وہ ہندوستان ہے - پس حدیث مسلم کا بھی یہی منشاء ہے کہ مسیح موعود مشرق یعنی ملک ہند میں ظاہر ہوگا جیسے مہدی جو رجل فارسی ہے - اور دجّال بھی مشرق یعنی ہند میں ظاہر ہونگے -

حاشیہ ص۱۶۵ و ص۱۶۶ - ۱۶۷

تیسرا اعتراض - اگر صرف کسی سچی خواب یا کسی سچے کشف سے کوئی مسیح موعود یا مہدی بن سکتا ہے تو دنیا میں ایسے ہزارہا لوگ ہیں جنہیں سچی خوابیں آتی اور کشف بھی ہوتے ہیں اور ہم بھی انہی میں سے ہیں - تو کیا وجہ کہ ہم مسیح موعود نہ کہلاویں؟

جواب - ہاں درست ہے - بلکہ بعض اوقات ایک فاسق فاجر اور تارک الصلوٰۃ بلکہ کافر اور اخوان الشیاطین کو بھی شاذ و نادر کے طور پر سچی خوابیں آجاتی ہیں - کیونکہ بموجب حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ ہر انسان کے اندر ایک کشفی روشنی بھی مخفی ہے - اس لئے کبھی اتفاقاً کفر و فسق کے زمانہ میں بھی بجلی کی چمک کی طرح کوئی ذرہ اس روشنی کا ظاہر ہو جاتا ہے - ص۱۶۷ - ۱۶۸ مع حاشیہ ص۱۶۸

(ب) اس سوال کا جواب کہ پھر انبیاء میں کونسی فضیلت ہوئی یہ ہے کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کی خوابوں اور کشفی نظاروں میں یہ فرق ہے کہ خواص کا دل مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے - اور جیسے آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں لیکن شاذ و نادر طور پر سچی خواب دیکھنے والوں کو ان بحار علوم ربانی سے کچھ نسبت نہیں ہوتی - تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت و وفا اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے کثرت و قلت کا فرق اٹھا دیں تو کرم شب تاب بھی سورج کے برابر کیا جا سکتا ہے - اسی طرح ہیرے اور بعض سفید پتھر بھی جو چمک میں ہیرے سے مشابہت رکھتے ہیں حالانکہ ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور ایسے ہی پتھر سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کے خریدنے کا واقعہ اور مردانِ خدا کے دوسرے کمالات و صفاتِ عالیہ کا ذکر - ص۱۷۲ - ۱۷۳ نیز دیکھو "مردانِ خدا"

(ج) سچی خواب یا کشف کا مادہ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ تا وہ لوگ خدا کے نبیوں اور ماموریں اور ملہمین کی تصدیق کے قریب ہو جائیں - اور

اگر خدا تعالیٰ انہیں اسقدر مادہ بھی عطا نہ فرماتا تو عام لوگوں پر نبوت کا سمجھنا مشکل ہو جاتا۔ اور اس صورت میں وہ اندھے کی طرح ہوتے جس نے کبھی روشنی نہیں دیکھی۔ اس کو کس طرح سمجھا سکتے ہیں کہ روشنی کیا چیز ہے؟ ص ۱۷۲ - ۱۷۳

چوتھا اعتراض۔ بعض مسلمان ہر ایک پہلو سے لاجواب ہو کر کہتے ہیں کہ کسی مسیح کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے، قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ حدیثوں کی صدہا باتیں سچی نہیں ہوئیں۔ مسیحیت کے دعوؤں کے متعلق کہتے ہیں ان سے تو فلاں فلاں شخص ہزار درجہ بہتر ہے۔ ان کے نازیبا کلمات کا ذکر جو وہ حضور کے متعلق استعمال کرتے ہیں اور پھر جھوٹی خوابیں اپنے مرشدوں کی طرف منسوب کر کے مشہور کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کو دیکھا انہوں نے کہا کہ مفتری، کذاب، دجّال اور واجب القتل ہے۔ ایک بزرگ نے اپنے مرشد کی جسے اس زمانہ کا قطب الاقطاب اور امام الابدال خیال کرتے ہیں ایک خواب تفصیل سے لکھی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہ رؤیا اور کشف ہی تمہارے کافر ہونے پر دلیل نہیں بلکہ امت کا اجماع بھی ہو گیا کہ گولڑہ سے دلی تک سجادہ نشینوں نے اور مولویوں نے کفر کی گواہی دے دی

جواب (ا) جسقدر میری ذاتیات کی نسبت نکتہ چینی کی گئی ہے اس سے میں ناراض نہیں کیونکہ کوئی رسول اور نبی اور مامور من اللہ نہیں گذرا جس کی نسبت ایسی نکتہ چینیاں نہیں ہوئیں۔ بطور مثال آریوں کے ایک رسالہ سے حضرت موسیٰؑ پر نکتہ چینیوں کا ذکر۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میزان الحق اور پادری عماد الدین کی کتب اور امہات المومنین وغیرہ پڑھ لو

(ب) میری پیشگوئیوں کی نسبت جو اعتراض کیا گیا ہے وہ سنت اللہ کے موافق کیا گیا ہے یعنی کوئی نبی نہیں گذرا جس کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض نہ ہوا ہو ص ۱۷۵ - ۱۸۰

پانچواں اعتراض - نکتہ چینیاں

(ا) بسا اوقات مجھ پر وہ نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں جن میں انبیاء بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ نبیوں نے مزدوری بھی کی۔ نوکریاں بھی کیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ پر نکتہ چینیوں کا ذکر اور پیشگوئیوں سے متعلق آنحضرت صلعم اور حضرت مسیحؑ اور حضرت یونسؑ کی پیشگوئیوں کا ذکر۔ ف ۳۷۹ و ص ۴۴۸ - ۴۵۱

(ب) خدا تعالیٰ کی عادت نکتہ چینیوں کے جواب میں یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مامورین کی تائید کرتا اور آسمانی نشان دکھاتا ہے۔ غرض قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ہر ایک نکتہ چینیوں کو خطاکار ثابت کرنے کے لئے فتح نمایاں عطا کر کے ایک ہی جواب دے دیتا ہے۔ یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کرتا ہے۔ ص ۴۵۱

(ج) مجھ پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہیں کر سکتا نہ میرے
بعض آسمانی نشانوں پر کوئی ایسی حرف گیری کر سکتا
ہے جو دوسری حرف گیری انبیاء گذشتہ پر اور انکے
بعض نشانوں پر دشمنوں نے نہیں کی ۔ ص ۳۴۸

(د) جو اعتراض مجھ پر کئے جاتے ہیں اُن میں تمام
نبی شریک ہیں ۔ ص ۳۴۹

(ھ) پیشگوئیوں کے متعلق اگر کہا جائے کہ میری
کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یا پورا ہونے کی امید
جاتی رہی تو چند شریف معزز انسانوں کی مختصر
مجلس کریں اور وہ پیشگوئیاں میرے پیش کریں۔
اگر میں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے
یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں
پوری ہو گئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور
وہ نبیوں کی پیشگوئیوں کے رنگ کی ہیں تو بلاشبہ
میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھہرونگا ص ۳۴۸ - ۳۴۹
وحاشیہ ص ۳۵۳ - ۳۵۴

چھٹا اعتراض ۔ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ
اس شخص کی جماعت اس پر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فقرہ اطلاق
کرتے ہیں ۔ اور ایسا کرنا حرام ہے ؟

جواب ۔ (ل) میں مسیح موعود ہوں ۔ اور خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا سلام بھیجا ہے
اور احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ
صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا ہے ۔

(ب) عام مومنوں کی نسبت بھی قرآن شریف میں صلوٰۃ
اور سلام کے لفظ آئے ہیں ۔

(ج) پھر براہین میں مندرجہ الہامات میں اصحاب الصفہ
کے متعلق یہ الہام تریٰ اعینھم تفیض من الدمع
یصلون علیک درج ہے اور اس کا وقوع ۔ اور
براہین احمدیہ کی تعریف مولوی محمد حسین بٹالوی اور
مولوی نذیر حسین دہلوی نے کی تھی ۔ پھر الہامات میں
اللہ تعالیٰ نے جو میرے اکرام اور مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے
وہ مندرجہ ذیل الہامات سے ظاہر ہے اور ان الہامات
کے کئی مقامات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ
اور سلام درج ہے ۔ ص ۳۴۹ - ۳۶۹
نیز دیکھو "الہامات" اور "بعض الہامات کی تشریح"

(د) پھر ان الہامات میں دو خطاب "داعی الی اللہ"
اور "سراج منیر" جو خاص آنحضرت صلعم کو قرآن شریف
میں دیئے گئے یہی الہامات مجھے دیئے گئے ۔
کیا اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ پھر کیوں محمد حسین
بٹالوی نے اپنے ریویو میں اس پر اعتراض نہ کیا ۔
ص ۳۵۰ - ۳۵۱

و مخالف علماء پر مسیح موعود کی طرف سے اتمام حجت بذریعہ
نشان نمائی اور اظہار حق کیلئے ایک دعا کی تجویز

نشان نمائی ۔ گو سنت اللہ کے موافق حجت پوری
ہو گئی لیکن بخدا اگر دلوں کو صاف کر کے سچے دل سے
توبہ کی نیت کر کے نشانِ خدا دیکھنے کا مجھ سے مطالبہ

کریں اور یہ عہد کریں کہ وہ فوق العادت انسانی طاقتوں سے بالاتر نشان دیکھ کر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو جائینگے تو ضرور خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھائیگا اور بقیہ شرائط ۔ ص ۳۷۵ - ۳۷۶

اظہار حق کیلئے ایک دعا کی تجویز ۔ اگر یہ طریق منظور نہ ہو اور اقرار بیعت شائع کرنے میں اپنی کسرشان خیال کریں تو دوسری تجویز یہ ہے کہ بٹالہ یا امرتسر میں ایک جلسہ ہو جس میں دوسروں کے علاوہ کم از کم چالیس علماء حاضر ہوں ۔ میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہو جاؤنگا ۔ پھر نہایت تضرع کے ساتھ دعا کی جائے ۔ دونوں طرف سے جو دعا کا مضمون ہوگا اس کا ذکر ۔ اور یہ دعا مباہلہ نہیں کیونکہ اس دعا کا نفع ونقصان میری ذات تک محدود ہے ۔ مشائخ قوم اور علماء سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر اپیل کہ اس درخواست کو ضرور قبول فرمائیں ۔ مجمع ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو ہو اس انتظام کیلئے امیر طائفہ یا بطور سیکرٹری پیر مہر علیشاہ گولڑوی یا مولوی محمد حسین بٹالوی یا مولوی عبد الجبار غزنوی بن جائیں اور باہم مشورہ کے بعد منظوری کا اشتہار دیں ۔ ص ۳۷۶ - ۳۷۹

(ز) مولوی منبروں پر چڑھ کر تیرھویں صدی کی مذمت کرتے اور آیت ان مع العسر یسرًا سے استدلال کرتے تھے کہ چودھویں صدی یُسر کی ہوگی لیکن جب مسیح موعود آگیا وہی اول المنکرین ہو گئے ۔ ص ۳۲۷

(ح) علماء کو نصیحت کہ انکی میرے مخالف بد دعائیں نہیں سُنی جائینگی

(۱) گالیاں دینے کی بجائے وہ مسجدوں میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ دعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں اگر میں کاذب ہوں تو ضرور دُعائیں قبول ہو جائیں گی ۔ گو جس کثرت سے دعائیں کریں یہانتک کہ ناک گھس جائیں ۔ آنکھوں کے حلقے گل جائیں غرض وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی ۔ جو شخص میرے لئے بد دعا کریگا یا مجھ پر لعنت کرے گا وہ بد دعا اور لعنت اس پر پڑے گی ۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں ۔ اگر ان کے زندے مُردے اگلے پچھلے میرے مارنے کیلئے دُعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے موہنہ پر ماریگا وغیرہ ۔ ص ۴۷۱ - ۴۷۳

(۲) جو شخص میرے ساتھ اپنی کُشتی قرار دیکر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے تو وہ پہلے مریگا ۔ ص ۴۷۲

۱۴ - مخالفین سلسلہ کو صدق و کذب مسیح موعود جاننے کیلئے دعوت مقابلہ

(۱) اخبار غیبیہ میں میرے مقابلہ کیلئے نکلو ۔ ورنہ (۲) مستجابت دُعائیں ۔ اگر یہ بھی نہیں تو (۳) فصیح عربی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے میں ۔ اگر کسی بات میں میرا مقابلہ نہ کر سکو اور خیال کرو کہ تم اشرار و کفار کے مکائد اور منصوبوں میں ماہر ہو تو بڑے اور چھوٹے

سب مل کر میرے خلاف تدبیریں کرو تو مگر جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کریگا اور مجھے عزت سے محفوظ رکھیگا اور اپنے بندے کا کام پورا کریگا۔ اور اس کی نصرت کریگا۔ اور تمہیں وہ کچھ دکھائیگا جو پہلے اولیاء اور انبیاء اور مرسلوں اور ماموروں کے دشمنوں کو دکھایا ص ۸۵-۸۶

(ب) اگر نشان نمائی میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میدان میں آوے مقابلہ اس بات میں ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ حاشیہ ص ۳۴۳

اور دعویٰ کہ یہ تمام امور آپ کی ذات میں موجود ہیں ص ۳۴۶

(ج) خدا کو گواہ رکھ کر کہتا کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں، دعاؤں کے قبول ہونے۔ قرآن کے نکات و معارف بیان کرنے میں اور غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ ص ۳۴۵-۳۴۶

(د) آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ سب قسم کے نشان ظاہر کر رہا ہے۔ ص ۳۴۸

(ھ) عیسائیوں کو چیلنج۔ خدا تعالیٰ کے وعدے کہ میں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر ایک مقابلہ میں روح القدس سے تیری مدد کرونگا ذکر کرکے فرماتے ہیں۔ آج عیسائیوں میں ایسا شخص کون ہے جس پر اس طور سے غیب اور اعجاز کے دروازے کھولے گئے ہوں۔ ص ۳۴۱

۱۵۔ مسیح موعودؑ کے خلاف مخالفین کی پیشگوئیاں

۱۔ مولوی غلام دستگیر قصوری کا اپنی کتاب میں لکھنا کہ اگر وہ جھوٹا مسیح ہے تو میری زندگی میں مرے گا۔ لیکن وہ خود مر گیا۔ ص ۴۵

۲۔ محی الدین لکھوکے والے نے میری موت کا الہام شائع کیا۔ اور وہ مر گیا۔ ص ۴۵

۳۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینے کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی اور وہ مر گیا۔ ص ۴۵

۴۔ اسی طرح لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعادی پیشگوئی شائع کی اور وہ مر گیا۔ ص ۴۵

۱۶۔ مسیح موعودؑ کی طرف سے دردِ دل کے ساتھ قوم کو ایک دعوت

دلی خدا تعالیٰ کے فضل کا اپنے اوپر ذکر کرکے لکھا ہے۔ کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں مفتری نہیں ہوں اور یہ کہ میرا دعویٰ بے وقت نہیں بلکہ اسلام کی مظلومیت کے وقت ہے۔ ص ۴۶۸-۴۶۹

(ب) خدا کا فرستادہ ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے حضرت عیسیٰؑ کے وقت ایلیاء کے نزول من السماء کا عقیدہ ابتلاء ہو گیا۔ ایسا ہی خاتم الانبیاء کا بنی اسمٰعیل سے آنا یہود کیلئے ایک ابتلاء تھا اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق ایک ابتلاء ہو ص ۴۷۰

۱۷ - عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی نام دیئے جانے کی حقیقت

(الف) یہ دعویٰ اس خیال پر مبنی نہیں کہ میں درحقیقت حضرت عیسیٰؑ ہوں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہوں۔ نہ میں تناسخ کا قائل ہوں کہ گویا سچ مچ ان دو بزرگوں کی روحیں میرے اندر حلول کر گئی ہیں۔

(ب) آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے دو قسم کے ظلم کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ایک مخلوق کے حقوق کی نسبت ظلم کہ جہاد کے نام پر نوع انسان کی خونریزیاں ہونگی دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح کو خدا بنایا جائے۔ توحید پر حضرت محمد و احمد مصطفےٰ نے زور دیا۔ اور ہمدردیٔ نوع انسان پر مسیحؑ نے۔

سو اس وقت خدا نے حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید حقیقی پھیلانے کے لئے تمام خُو اور بُو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفےٰؐ کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔

(ج) مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو دیا گیا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفےٰؐ کو دیا گیا جس کے معنے ہیں فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث۔ اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا کے فضل نے دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا۔ یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو میں بروز محمد بھی ہوں اور بروز عیسیٰ بھی۔

(د) عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام مسلمانوں کو خونریزیوں سے روکنا اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنا۔ ص ۲۳-۲۹

(ھ) چونکہ حسب آیت وآخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آپ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلعم کا ظہور تھا۔ حاشیہ ص ۲۶۳

(و) یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت براہین احمدیہ میں جس کی اشاعت پر بیس برس گذر چکے ہیں ذکر فرمائے گئے ہیں۔ ص ۳۰۰

۱۸ - مسیح کا نام دیئے جانے کی وجہ

(الف) کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا۔ بیماروں کو اچھا کرنا۔ سیر اور سیاحت۔ ایک معنے مسیح کے صدیق بھی ہیں جو دجال کے مقابل پر ہے یعنی صدق کو غالب کرنے والا۔ مسیح خلیفۃ اللہ کو بھی کہتے ہیں

جیسا کہ دجال خلیفۃ الشیطان ہے۔ حاشیہ صـ ۲۵۷

(ب) مسیح کے مفہوم میں یہ داخل ہے جو دائمی طور پر رُوح القدس اس کے شامل حال ہو جو شدید القویٰ کے درجہ سے کمتر ہے۔ اور اس کی تشریح حاشیہ صـ ۲۶۱

۱۹۔ **مسیح موعود کی جماعت**۔ (الف) قرآن اور احادیث متواترہ کی رو سے اسلام میں دو جماعتیں ہی منعم علیہم کی جماعتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک صحابہ کی جماعت جو آنحضرت صلعم کے ہاتھ سے بلاواسطہ تربیت یافتہ ہے۔ دوسری وآخرین منھم کی جماعت جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ جو الہام پاتا اور آنحضرت صلعم کی روحانیت سے فیض اٹھاتا ہے سورۃ فاتحہ میں انہی کا راہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور درمیانی گروہ کا نام آنحضرتؐ نے فیج اعوج رکھا اور فرمایا لیسوا منّی ولست منھم پس وہ گروہ حقیقی طور پر منعم علیہم نہیں ہے اور آیت ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الآخرین بھی اس کی تائید کرتی ہے۔
صـ ۲۱۷-۲۱۸، صـ ۲۲۴-۲۲۶، صـ ۲۲۷
نیز دیکھو تفسیر ثلّۃ من الاوّلین

(ب) یہی جماعت منعم علیہم میں سے ہے۔ کیونکہ ضالین اور مغضوب علیہم سے نصاریٰ اور یہود مراد ہیں۔ اور ان کے مقابلہ پر انعمت علیھم کا گروہ ہے جو مسیح موعود کے انصار ہیں۔ اور ان پر خدا تعالیٰ کا انعام یہ ہے کہ انکو انواع و اقسام کی غلطیوں اور بدعات سے نجات دی اور ہر ایک قسم کے شرک سے پاک کیا۔ انکو ایک پاک گروہ بنایا۔ ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اسی طرح ان میں سے صدیقوں اور شہیدوں اور صلحاء کے رنگ میں ہیں۔ صـ ۲۲۸-۲۲۹

۲۰۔ **مسیح موعود سے متعلق سورۃ فاتحہ میں پیشگوئی**
یہ عجیب خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جسکو پنجوقت مسلمان پڑھتے ہیں میرے آنے کی نسبت پیشگوئی کردی۔ حاشیہ صـ ۱۱۱ و حاشیہ صـ ۲۶۷

۲۱۔ **مسیح موعود اور آنحضرت صلعم کا سلام**
یہ ایک پیشگوئی ہے۔ نہ عوام کی طرح معمولی سلام۔ اس میں مخالفین کے فتنوں اور قتل کے فتووں وغیرہ کا جواب دیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب باتوں میں انکو نامراد رکھیگا۔ اور تمہارے شامل حال سلامتی رہے گی۔ حاشیہ صـ ۱۳۱

۲۲۔ **مسیح موعود اور جہاد**
(الف) مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی دعا اس کا حربہ ہوگا اور اس کی عقد ہمت اس کی تلوار ہوگی وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا۔ حدیث یضع الحرب اور آیت حتّٰی تضع الحرب اوزارھا میں یہی ذکر ہے۔
صـ ۸، صـ ۱۵، و صـ ۸۲-۸۳

(ب) اپنے متبعین کو حکم کہ وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جاویں۔ دلوں کو پاک کریں۔ انسانی رحم کو ترقی دیں۔ دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلاویں کہ اس سے ان کا دین پھیلیگا۔
صـ ۱۵

۲۳۔ **مسیح موعود اور مکالمہ الہیہ**
(الف) وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ وہی مجھ پر تجلّی فرما ہوا۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں۔ اور

مجھے فرمایا۔ مَیں اکیلا خالق و مالک لاشریک خدا ہوں۔ پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اکثر عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث کفارہ وغیرہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی۔ ص ۲۹

(ب) **مکالمات الٰہیہ** دیکھو "الہامات"

(ج) **اپنی وحی پر ایمان** ۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت انجیل اور قرآن کریم پر ص ۴۵۴

۲۴ - **مسیح موعود امام آخر الزمان ہے** ۔ مہدی اور مسیح امام آخر الزمان کے لئے ضروری تھا کہ وہ خدا سے ہدی ہو اور دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو اور نہ کسی کا مرید ہو اور ایسا ہی روح پاک مقدس سے تائید یافتہ ہو اور ہر ایک قسم کے روحانی مرض کو دور کرنے پر قادر ہو۔ اور اس کی تشریح ۔ ص ۳۵۸ - ۳۶۰

۲۵ - مقامِ مسیح موعود

(الف) آنحضرت صلعم اسے آپ عزت دیتے اور فرماتے ہیں کیسی خوش قسمت وہ امت ہے جس کے سر پر میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔ ص ۳۶۹

(ب) مسیح محمدی خاتم الاولیاء اور خاتم ولایت محمدیہ ہے۔ ص ۱۲۶ و ص ۱۲۷

۲۶ - مسیح موعود کے ذریعہ اسلامی غلبہ اور بیت اللہ

(الف) آیت لیظھرہٗ علی الدین کلہ میں مسیح موعود کو علوم اور معارف جو جہانی طرز میں داخل ہیں اکمل اور اتم طور پر دیئے جانے کا وعدہ تھا اور علوم حقّہ اور معارف صادقہ اور دلائل بیّنہ ہی تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ ہیں۔ اور مہدی اور مسیح کے وقت بیت اللہ کے نیچے سے خزانہ نکلنے سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن کا ظہور ہی مراد ہے۔ یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے ہر ایک ایسے فقرہ کے نیچے سے خزانہ نکلتا ہے جس پر مخالف اعتراض کرتے ہیں مَیں کافر کو بھی اسی وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں۔ حاشیہ ص ۴۴۴

(ب) خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات میں میرا نام بھی بیت اللہ رکھا ہے۔ چنانچہ ہر ایک ایذاء کے وقت ضرور ایک روحانی معارف اور آسمانی نشانوں کا ایک خزانہ ملتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے۔ "یکے پائے من بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم" حاشیہ ص ۴۴۵

۲۷ - مسیح موعود سے متعلق متفرق امور

(الف) مسیح موعود کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھیل جائیگی۔ یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی اور اس کے لئے سامان ریل تار وغیرہ کے مہیا ہو گئے ہیں۔ ص ۱۶

(ب) منارۃ المسیح کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ ص ۱۶

(ج) مسیح موعود اسرائیلی نبی نہیں بلکہ مسیح کی خو اور طبیعت پر آیا ہے۔ حاشیہ ص ۱۶

(د) **مسیح موعود اور سخت کلامی** ۔ میں نے بھی پادریوں کی سخت توہین آمیز تحریروں سے مسلمانوں میں جوش دیکھ کر ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت دیا تھا ۔ مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رک جائے ۔ صـــ ۳۱

(ھ) **چینی الاصل اور پیدائش میں ندرت** ۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فصوص میں خاتم الاولیاء کی ایک علامت اس کے خاندان کا چینی حدود سے ہونا لکھا ہے ۔ اور اس کی پیدائش میں ندرت ہوگی ۔ یعنی اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی اسی کشف کے مطابق میری پیدائش ہوئی اور میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ۔
حاشیہ صـــ ۱۲۷

(د) **صلیب پر فتح پانا** ۔ جیسا کہ مسیح نے اس صلیب پر فتح پائی جس کو یہودیوں نے اس کے قتل کے لئے کھڑا کیا تھا ۔ اس مسیح کا کام ہے کہ اس صلیب پر فتح پاوے کہ جو بنی نوع کے ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں نے کھڑی کی ہے نیز ایک یہ بھی کام ہے کہ یہود سیرت لوگوں کے حملوں سے بچ کر ان کی اصلاح بھی کرے ۔
صـــ ۲۵۷

(ف) **ہند میں ظہور** ۔ تکمیل اشاعت ہدایت کیلئے آنحضرت صلعم کا بروزی رنگ میں ہندوستان میں آنا ضروری تھا ۔ جس میں جوش مذاہب اور اجتماع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل کے لئے آزادی کی جگہ تھی ...... نیز آدم اسی جگہ نازل ہوئے تھے ۔ اسلئے ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ بھی جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تھا ۔ تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے ۔
صـــ ۲۶۳

(ع) **دو زرد چادریں** ۔ حدیث میں مسیح کی ایک علامت دو زرد چادروں میں آنا لکھی ہے ۔ علم تعبیر الرؤیا کی رو سے وہ دو بیماریاں ہیں جو مجھ میں پائی جاتی ہیں ۔ ایک دوران سر اور کمی خواب اور دوسری ذیابیطس اور اس کی شدت کا ذکر ۔ پھر کیا ایسا دائم المرض آدمی افتراء پر جرأت کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ میری عمر اسی برس ہوگی ۔
صـــ ۴۷۰ - ۴۷۱

مصلح کامل

کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ دو ضروری شرطیں ہیں کہ وہ خدا کا خاص شاگرد ہو ۔ اور پھر ہر ایک میدان میں روح القدس سے تائید پاتا ہو ۔ صـــ ۳۵۸

مغضوب علیہم

ا ۔ وہ لوگ مراد ہیں جن پر بوجہ تکفیر و توہین و ایذاء و ارادۂ قتل مسیح موعود دنیا میں غضب الٰہی نازل ہوگا ۔ یہ میرے جانی دشمنوں کے لئے قرآن کی پیشگوئی ہے ۔ ایسے مجرم جو خدا کے ماموروں اور رسولوں اور راستبازوں کے معاملہ میں ظلم و ستم اور شوخی و بے باکی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو سنت اللہ یہی ہے کہ اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکتا ہے ۔ اس لئے قرآنی اصطلاح میں ان کا نام مغضوب علیہم ہے ۔ اور یہ وعید دونوں مسیحوں کے دشمنوں سے متعلق ہے ۔
صـــ ۲۱۳ - ۲۱۴ نیز دیکھو "غضب الٰہی"

ب - مغضوب علیہ وہ شدید الغضب انسان ہوتا ہے۔ جس کے غضب کے غلو سے دوسرے کو غضب آوے۔ مراد وہ یہودی ہیں جنہوں نے افراط عداوت سے خدا کے مسیح کو کافر اور واجب القتل قرار دیا۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۶۹

مفتری علی اللہ کا انجام

۱ - آیت لو تقول سے ثابت ہے کہ جو مفتری علی اللہ مخلوق خدا کے لئے بذریعہ افترا روحانی موت چاہے۔ خدا تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ص ۳۹-۴۰ و حاشیہ ص ۵۵

۲ - مولوی رحمت اللہ اور مولوی سید آل حسن نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام اور استفسار میں پادری فنڈل کے سامنے لو تقول والی دلیل پیش کی تھی اور وہ اس دلیل کو توڑنے کے لئے کسی ایسے مفتری کی مثال نہیں پیش کر سکے تھے جس نے افترا کے بعد تیئیس سال کی عمر پائی ہو۔ ص ۴۰

۳ - حافظ محمد یوسف مسلمانوں کے فرزند کہلا کر اس قرآنی دلیل کے منکر اور کہتے ہیں کہ وہ ایسے مفتریوں کا ثبوت دینگے جو باوجود جھوٹا دعویٰ نبوت و رسالت تیئیس برس سے زیادہ زندہ رہے۔ ص ۴۱ و ص ۵۷

۴ - آجتک علمائے امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت صلعم کی طرح تیئیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے بلکہ یہ تو صریح آنحضرت صلعم کی عزت پر حملہ اور بے ادبی ہے۔ اور استخفاف دلیل خداوندی ہے۔ ص ۴۳ و ص ۵۴-۵۵

۵ - اگر حافظ محمد یوسف اور ان علماء میں سے کوئی جن کے نام اشتہار کے شروع میں درج ہیں ایسی نظیر پیش کر دے کہ جس نے نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے تیئیس برس تک جو زمانۂ وحی آنحضرت صلعم ہے زندہ رہا ہے تو میں اس کو پانسو روپیہ نقد انعام دونگا۔ اشتہار شائع ہونے کے بعد پندرہ روز تک انہیں جواب کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ ص ۵۱ و ص ۵۴-۵۵ و ص ۴۷۷

۶ - ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افترا کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے اور آخر وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ حاشیہ ص ۵۵

۷ - آیت لو تقول ان رسولوں اور نبیوں اور ماموروں سے متعلق ہے جو کروڑہا انسانوں کو دعوت دیتے۔ جن کے افترا سے دنیا تباہ ہوتی ہے۔ اور جو ایسے نہیں وہ نجاست کے کیڑے کی طرح جو نجاست میں مر جاتا ہے اور بوجہ اپنی نہایت درجہ ذلت کے اس لائق نہیں کہ خدا اس کی طرف توجہ کرے۔ اور ماسوا اس کے مفتریانہ عادت پر تیئیس برس گذرنا بھی ضرور ہے۔ ص ۵۵-۵۶

۸ - آیت لو تقول سے مفتری کی ہلاکت ظاہر ہے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ کوئی مفتری

باوجود افتراء علی اللہ کے تیئیس برس یا اس سے زیادہ عمر
پاسکتا ہے تو یہ دلیل آنحضرت صلعم کی صداقت
کی بھی نہیں ہوگی۔ یہ دلیل اُسی وقت آپ کی صداقت
کی ہوگی جب یہ خدا تعالیٰ کا عام قاعدہ ہو کہ
ہر مفتری علی اللہ ہلاک کیا جائے۔ ص ۴۳۰-۴۳۲
، ص ۴۳۴-۴۳۵ و ص ۴۶۸

۹ - **تائیدی آیات** - واذا لاذقناک ضعف
الحیاۃ وضعف الممات اور آیت قد خاب
من افترٰی اور آیت ومن اظلم ممن افترٰی
علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ۔ جب مکذبین آیات اللہ
قوم نوح و عاد و ثمود و قوم لوط اور فرعون اور
آنحضرت صلعم کے اعداء کو تباہ کر دیا تو مفتری علی اللہ
کو کیوں نہ کرے۔ اور آیت وان یک کاذبا
فعلیہ کذبہ۔ ص ۴۳۰-۴۳۲

۱۰ - اس اعتراض کا جواب کہ صاحب الشریعت افتراء
کرکے ہلاک ہوتا ہے۔ اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے
خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی قید نہیں لگائی
ماسوا اس کے سوچو۔ شریعت کیا چیز ہے؟
میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ الہام کی
مثالیں - ہمارا ایمان ہے آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء
اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا نے اپنے
نے یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور
مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے۔
مثلاً جھوٹ نہ بولو - زنا نہ کرو - خون نہ کرو وغیرہ
اور یہ بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی
کام ہے۔ ص ۴۳۵-۴۳۶

۱۱ - الہام قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ یعنی خدا تعالیٰ
نے جو مجھے آیت لو تقول کے متعلق سمجھایا ہے
وہی معنے صحیح ہیں۔ ص ۴۳۶

۱۲ - (الف) توریت اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں کی جھوٹے
نبیوں کی نسبت پیشگوئیاں کہ جھوٹے نبی ہلاک
کئے جاتے ہیں۔ ص ۴۳۷-۴۴۰

(ب) استثناء باب ۱۸ کی اصل عبرانی عبارت جس میں
صاف لکھا ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوگا۔
ص ۴۷۴-۴۷۶

مولوی
دیکھو "علماء"

مہدی

۱ - مہدی اور مسیح اور یاجوج ماجوج کے متعلق عقیدہ
علماء کی تصویر جو وہ احادیث سے سمجھتے ہیں۔
اور اس کا تفصیلی ذکر۔ ص ۱۵۸-۱۶۱

۲ - خونی مہدی کا عقیدہ کہ وہ تمام عیسائیوں کو
ہلاک کر دیگا اور زمین کو خون سے بھر دے گا
جھوٹی باتیں ہیں۔ اور قرآن کی نص صریح والقینا
بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ
کے صریح مخالف ہیں۔ ص ۲۲۳

۳ - مہدی کے متعلق حتی یبعث فیہ رجلا منی سے مراد

یعنی میرے صفات اور اخلاق اور کمالات و معجزات اور کلام معجز نظام کا ظلّی طور پر وارث ہوگا اور ظلّی نبی ہوگا۔ جیسے کہ فیج اعوج کے گروہ کے متعلق فرمایا۔ لیسوا منّی ولست منھم۔ حاشیہ ص۲۲۵ ص۲۲۵

۴ - کامل اور حقیقی مہدی دنیا میں ایک ہی آیا جس نے اپنے ربّ کے سوا کسی استاد سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔ ص۲۵۵ نیز دیکھو "آنحضرت اور موسیٰ میں مشابہت"

۵ - مہدی کیلئے ضروری ہے کہ وہ آدم وقت ہو۔ اس کے وقت میں دنیا بکلّی بگڑی ہوئی ہو۔ اور آدم کی طرح اس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ اور دینی علوم میں نوع انسان سے اس کا کوئی استاد اور مرشد نہ ہو۔ ص۳۶۰ و حاشیہ

۶ - مہدی یعنی خاص خدا سے ہدایت پانیوالا اور تمام وجود اسکے حاصل کرنیوالا اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہوگئے ہیں کیونکہ وہ آدم روحانی ہے۔ ص۳۶۰

مہر علیشاہ گولڑوی (پیر)

دیکھو "پیر مہر علیشاہ گولڑوی"

میزان الحق

پادری فنڈل کی کتاب میزان الحق جس میں پیغمبر اسلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے گئے ہیں اور سرحدی لوگوں پر اسکا زہریلا اثر اور اس کے بعد گورنمنٹ کا ایکٹ ۲۳ سنہ ۶۷ء جاری کرنا۔ ص۲۱

(ن)

نبی جمع انبیاء

۱ - مخالفت کی وجہ - نبی یا رسول یا مامور من اللہ کو ماننے والا گروہ ہونہار راستباز باہمت اور ترقی کرنیوالا دکھائی دیتا ہے تو دوسری قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ان کے خلاف بغض اور حسد پیدا ہو جاتا ہے خصوصاً علماء اور گدی نشینوں کے دلوں میں۔ کیونکہ نبیوں اور ماموروں کے ذریعہ سے انکی سخت پردہ دری ہوتی اور ان کی عزت بخیال علمی شرف تقویٰ اور پرہیزگاری کے جو کی جاتی تھی وہ اس کے مستحق نہیں رہتے اور تمام ایمان اور اخلاقی علمی خوبیاں مامور الٰہی میں پاتے ہیں تو انکے شاگرد انہیں چھوڑ کر الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو جاتے ہیں جس سے انکی وجاہتوں اور آمدنیوں میں فرق آتا ہے اس لئے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ ان سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ انکی دشمنی محض نفسانی ہوتی ہے۔ بطور مثال آنحضرت صلعم اور صحابہ اور انکے مخالفوں کی ایذاء رسانی وغیرہ کا ذکر ص۲-۷

۲ - بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں تا کسی نبی کی کوئی خصوصیت منجر الی الشرک نہ ہو جائے نصاریٰ کے مسیح کو زندہ رسول خدا کے پاس بیٹھا ہوا ماننا اور علماء کے انکی تائید کرنے کی مثال۔ ص۹۵-۹۶

۳ - کوئی نبی نہیں گذرا جس کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض نہیں ہوا۔ ص۱۸۰

۴ - نبیوں کی ہجرت کا وقت اور حضرت مسیح کی ہجرت دیکھو "ہجرت"

۵ - نبیوں کے عہد کے متعلق سنّت اللہ - سنت اللہ ہے کہ جس کسی نبی کے عہد نبوت میں کوئی مفسد فرقہ پیدا ہوا تو اس نبی کے بعض جلیل الشان وارثوں کو اس فساد کے فرو کرنے کا حکم دیا گیا۔ ص ۱۲۱

۶ - اعتراض کا موقعہ دینے میں حکمت - اللہ تعالیٰ انکا امتحان کرنا چاہتا ہے - اس لئے اپنے مقدس لوگوں کے بعض افعال اور معاملات کی حقیقت ان پر پوشیدہ کر دیتا ہے تا ان کا خبث ظاہر کرے۔ ص ۱۸۰

۷ - یہ سخت کفر ہے جو کسی نبی کو یلاش کا نام دیا جائے کسی نبی کا کوئی معجزہ یا خارق عادت امر ایسا نہیں جس میں ہزاروں دوسرے شریک نہ ہوں - ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی امت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ خدا کو توحید بہت پیاری ہے لیکن مسیح ناصری کو فوق العادت خصوصیتیں دی جاتی ہیں۔
حاشیہ ص ۲۰۳ - ۲۰۴ نیز دیکھو "عیسیٰؑ کے متعلق علماء کا عقیدہ"

۸ - دلیل - خدا کے سچے نبیوں اور ماموروں کے لئے سب سے پہلی دلیل یہی ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں - اور ان کو اشاعت دین کی مہلت دی جاتی ہے - اور مفتری ابھی دنیا میں ہلاک ہوگا۔ ص ۲۳۴

نزولِ مسیح

۱ - دوبارہ نزول کا مقدمہ خود مسیح کی عدالت سے فیصلہ پا چکا ہے اور ڈگری ہماری تائید میں ہوئی ہے - اور حضرت مسیحؑ نے یہودیوں کے اس خیال کو کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا رد کر دیا - اور اس پیشگوئی کو مجاز اور استعارہ قرار دیکر اسکا مصداق حضرت یحییٰ کو قرار دیا جو اس کی خو اور طبیعت پر آیا اور میر ابھی نزول مسیح کی پیشگوئی کے متعلق وہی جواب ہے جو مسیح نے خود نزول ایلیا کے متعلق دیا -
ص ۹۵ - ۹۸ و ص ۲۹۶

۲ - حقیقتیں نظیروں کے ساتھ کھلتی ہیں - ایسے نزول کی کوئی نظیر نہیں - ایلیا کی تھی سو اس کا فیصلہ خود مسیح نے کر دیا - ورنہ نزولِ مسیح کی نظیر پیش کرنا دو وجہ سے ضروری تھا ایک اس لئے کہ ان کی خصوصیت ٹھیر کر منجر الی الشرک نہ ہو جائے - دوسرا اس لئے کہ تا اس بارے میں سنت اللہ معلوم ہو کر ثبوت کمال تک پہنچ جائے - مگر قرآن وحدیث میں اس کی کوئی نظیر نہیں پیش کی گئی - بے پدر ہونے پر اشتباہ پیدا ہوا تو آدم کی نظیر پیش کر دی - ص ۹۸ - ۹۹

۳ - مسیح نے اپنی آمد ثانی کے متعلق بتا دیا کہ وہ الیاس کے آنے کی طرح بروزی ہوگی - ص ۲۹۶ نیز دیکھو "بروز"

۴ - بعض عیسائی بھی قائل ہیں کہ آنیوالا مسیح ابن مریم کے رنگ اور خو پر آئیگا - حاشیہ ص ۲۹۷

۵ - نزول کا لفظ آنیوالے مسیح کیلئے محض اجلال واکرام کیلئے ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ایمان ثریا پر چلا جائیگا اور تمام پیری مریدی کا شاگردی استادی اور افادہ واستفادہ معرض زوال میں آجائیگا - آسمان کا خدا ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے تربیت دیکر بغیر توسط زمینی سلسلوں کے زمین پر بھیجیگا - ص ۱۲۳

۶ - جیسے آسمان پر چڑھنے کا عقیدہ قرآن شریف کے بیان سے مخالف ہے۔ ایسا ہی انکے آسمان سے اُترنے کا عقیدہ بھی قرآن کے بیان سے کلی منافات رکھتا ہے اور اسکا ثبوت آیاتِ قرآنیہ سے - کیونکہ ان کے اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آنا اور پینتالیس برس تک جبرائیل کے وحیٔ نبوت لانے سے آنحضرت صلعم خاتم النبیین نہیں رہتے اور وحیٔ نبوت کو بھی جاری ماننا پڑتا ہے۔ ص ۱۴۴-۱۷۵

۷ - نزولِ مسیح کا عقیدہ اور عیسائی

(الف) جو عیسائی فرقے مسیح کی آمدِ ثانی کے منتظر ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ مسیح نے اپنی آمدِ ثانی کو الیاس نبی کی آمد سے مشابہت دی ہے۔ ص ۳۱۱

(ب) عیسائیوں کے بعض فرقے خود مسیح کی آمدِ ثانی الیاس کی طرح بروزی مانتے ہیں۔ ص ۳۱۱

(ج) ان میں سے بعض اس وجہ سے کہ مسیح کے ظہور کے موعودہ وقت سے دس بیس سال زیادہ گذر چکے ہیں یہ تاویل کرنے لگے ہیں کہ کلیسیا کی سرگرمیاں دعوتِ تثلیث و کفارہ مسیح کی اشاعت کیلئے یہی مسیح کی روحانی طور پر آمدِ ثانی ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ پیشگوئی کے مطابق وقت پر مسیح موعود پیدا ہو گیا - اور علامات خسوف کسوف وغیرہ۔ ص ۳۲۶

(د) کلیسیا کو چاہیئے تھا کہ وہ نزولِ مسیح کی وہی تاویل کرتی جو مسیح نے نزولِ ایلیا کی کی تھی جس سے گو یہود غضبناک ہوئے اور یوحنا نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا گو حقیقی طور پر ایلیا ہونے سے انکار کیا اور مسیح نے یحییٰ کو مجازی یعنی بروزی طور پر ایلیا نبی قرار دیا - ص ۳۳۲-۳۳۳

نشان جمع نشانات

(الف) - اگر کوئی نشان بھی طلب کریں تو کہتے ہیں یہ دعا کرو کہ ہم سات دن میں مر جائیں - مگر خود تراشیدہ میعادوں کی خدا تعالیٰ پیروی نہیں کرتا - اور جب کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے تو میں سات دن کا کیونکر دعویٰ کروں - ص ۴۷

ب - نشانات

(۱) خسوف کسوف کا نشان جس سے متعلق براہین احمدیہ میں اس کے ظہور سے سولہ سال پہلے پیشگوئی کی تھی ظاہر ہوا - ص ۴۸ و ص ۵۴ و ص ۶۳ و ص ۱۴۳ و ۱۹۴ و ۲۳۹ و ۲۴۳

(۲) مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جانے کی احادیث اور قرآن میں پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور اب مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آ گیا - ص ۴۹ و ص ۱۹۴-۱۹۵ و ص ۲۳۱ و ص ۲۳۹ و ص ۳۷۵

(۳) ستارہ ذوالسنین کا طلوع ہوا جو مہدی کے ظہور کا نشان تھا - اسی طرح طاعون پڑنا اور حج کا روکے جانا وغیرہ سب پورے ہو گئے ص ۴۹

(۴) خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر مخالفین نے آنکھیں بند کر لیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لے آئیں - ص ۵۴

(۵) یہ نشان بھی دکھلایا کہ میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دنوں کے برابر کئے۔ جب سے کہ دنیا شروع ہوئی ایک انسان بھی بطور نظیر نہیں ملیگا جس نے ہمارے سید و سردار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح تیئیس برس پائے ہوں اور پھر وحی اللہ کے دعوٰی میں جھوٹا ہو۔ ص ۵۸

(۶) دو نشان ایک زمینی ایک آسمانی - اگر سوئے زیادہ دوسرے نشانوں کو غور سے نہ دیکھ سکیں تو نمونہ کے طور پر ایک نشان آسمان کا یعنی رمضان میں خسوف کسوف لے لیں۔ اور ایک نشان زمین کا یعنی لیکھرام کا پیشگوئی کے کے مطابق مارا جانا - اور ان کی تفصیل۔
ص ۱۵۶-۱۵۴، ص ۱۸۰ و ص ۳۴۸، ص ۳۷۴

نیز دیکھو "خسوف کسوف" و "لیکھرام"

نصائح

دیکھو "جماعت کو نصائح"

نماز

کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھنا تم پر حرام ہے۔ بلکہ تمہارا امام تم میں سے ہونا چاہیئے حدیث امامکم منکم میں اسی طرف اشارہ ہے - پس تم ایسا ہی کرو۔

حاشیہ ص ۶۴

نور الدین رضؓ (خلیفہ)

میں نے اپنے معتبر مرید خلیفہ نور الدین رضؓ کو سری نگر بھیج کر قبر مسیح کے متعلق تحقیقات کروائی۔ کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کی۔ آخر ثابت ہوگیا کہ یہ حضرت عیسٰیؑ کی قبر ہے - ص ۱۰۰

و

وفات مسیح علیہ السلام

۱ - آیات جن سے وفات مسیحؑ ثابت ہوتی ہے -

(ا) فلمّا توفیتنی اور انّی متوفّیک - حضرت ابن عباس رضؓ نے ممیتک معنے کئے ہیں - اور توفّی کے معنے موت کے ہیں - اور آیت فلمّا توفیتنی سے ثابت ہے کہ حضرت عیسٰیؑ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے ضرور مر چکے ہیں۔ ص ۹۰، ص ۲۹۵ و ص ۳۳۴

نیز دیکھو "توفّی"

(ب) فیہا تحیون و فیہا تموتون الآیۃ

(ج) ولکم فی الارض مستقر الآیۃ

(د) کانا یاکلان الطعام

(ھ) اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًا

(و) اموات غیر احیاء (ز) وما محمّد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ - خلت کی تفسیر موت یا قتل سے کردی۔ اس آیت سے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ نے اس بات کو مان لیا کہ حضرت عیسٰیؑ اور کل گذشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں اور یہ آیت موت مسیحؑ

اور تمام گذشتہ انبیاءؑ کی موت پر قطعی دلیل ہے۔ صـ ۹۰-۹۴
و صـ ۲۹۵-۲۹۶ و صـ ۳۱۰ و صـ ۳۷۰ و صـ ۳۷۴

۲۔ حضرت عمرؓ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم مرے نہیں زندہ ہیں اور وہ عیسٰی بن مریم کی طرح آسمان پر اٹھائے گئے ہیں لیکن صحابہؓ نے خلت کے معنے موت کر لئے اسلئے بلا توقف اپنے خیالات سے رجوع کر لیا۔ حسّان بن ثابت نے بطور مرثیہ یہ دو بیت کہے ۔ کنت السواد لناظری الخ صـ ۹۳-۹۴

۳۔ معراج کی حدیث۔ اور حدیث کہ عمر مسیح ایک سو بیس سال ۱۲۰ ہوئی سے مسیحؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح حدیث اگر موسٰی اور عیسٰی زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ صـ ۲۹۵ و صـ ۳۱۰-۳۱۱ و صـ ۳۷۴

۴۔ تیرہ سو برس تک کبھی کسی مجتہد اور مقبول امام پیشوائے انام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت عیسٰی زندہ ہیں بلکہ امام مالکؒ نے انکی وفات کی شہادت دی اسی طرح امام ابن حزم نے۔ اور تمام کامل ملہمین میں سے کسی نے یہ اپنا الہام نہ سنایا کہ عیسٰی ابن مریم برخلاف تمام نبیوں کے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ صـ ۹۲ و صـ ۹۵

۵۔ قرون گذشتہ میں حضرت آدمؑ سے لیکر اس وقت تک ایسی کوئی نظیر نہیں کہ کوئی آسمان پر گیا ہو اور پھر واپس آیا ہو۔ آیت قل سبحان ربّی سے یہ لطیف استدلال۔ یعنی خدا اس بات سے پاک ہے کہ اپنی سنتِ قدیمہ اور دائمی قانون قدرت کے برخلاف کوئی بات کرے اور اسپر صحابہؓ سے کسی نے مسیح کی زندگی کو پیش نہ کیا۔ صـ ۹۲-۹۳

۶۔ مسلمان پادریوں سے سخت ذلیل ہوتے اور ان سے بحث ترک کر دیتے ہیں مگر اس عقیدہ سے باز نہیں آتے کہ زندہ رسول فقط عیسٰی ہے۔ جو آسمان کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے دوبارہ آنے سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگتا ہے۔ علماء خوب جانتے ہیں کہ سیّد الرسل صلعم کو ایک مردہ رسول قرار دینے اور حضرت عیسٰیؑ کو ایک زندہ رسول ماننے میں جناب خاتم الانبیاء صلعم کی بڑی ہتک ہے اور اس جھوٹے عقیدہ کی شامت سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں۔ اور بعض مولوی تو اُسے نہ انسان بلکہ از قسم ملائکہ قرار دیتے ہیں۔ صـ ۹۴ و صـ ۹۶

۷۔ **آسمانی حربہ** ۔ وفات مسیح آسمانی حربہ ہے جو خدا نے مجھے دیا۔ اور جس کے بغیر باطل کا دفع ہونا ممکن ہی نہیں۔ صـ ۹۶

۸۔ **وفات مسیح کے تائیدی دلائل** اور یہ کہ وہ آسمان پر نہیں گئے۔ مریم عیسٰی کا ذکر۔ کنز العمال کی حدیث کہ مسیح کو بوقت ابتلاء کسی اور ملک میں جانے کا حکم ہوا۔ اور کشمیر میں یوز آسف کی قبر۔ اور کتاب سوانح یوز آسف میں کہ وہ نبی تھا اسکی کتاب کا نام انجیل تھا۔ اس کی عبارتیں موجودہ اناجیل سے ملتی جلتی ہیں۔ کشمیر میں قبر عیسٰی نبی۔ شہزادہ نبی۔

یوزآسف نبی کرکے مشہور ہے جس کے متعلق لکھا تھا
کہ وہ شہزادہ نبی تھا۔ شام کی طرف سے آیا تھا۔
اس کا نام یوز تھا - یہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض
تعصب اور عناد کی وجہ سے مٹایا گیا - اب وہ
الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے ۔ سری نگر کے
پانسو آدمیوں کے محضرنامہ پر دستخط کہ اُسے
عیسٰی نبی بھی کہتے ہیں - اور حدیث کہ مسیح کی
عمر ایک سو بیس[۱۲۰] برس ہوئی۔ ص ۹۹ - ۱۰۱

۹ - وفات مسیح کا ذکر اور یہ کہ وہ آسمان پر نہیں
گیا - ص ۱۷۳ - ۱۷۴

۱۰ - ہمارے اور ہمارے مخالفین کا صدق و کذب آزمانے
کیلئے حضرت عیسٰیؑ کی وفات و حیات ہے -
حاشیہ ص ۲۶۴ نیز دیکھو زیر مسیح موعود "صداقت مسیح موعود"
ذیل ص

۱۱ - حیاتِ مسیح کے ثبوت میں جو آیت وان من
اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته پیش کی
جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال
قرآنی آیات القینا بینهم العداوة والبغضاء
الی یوم القیامة اور آیت واغرینا بینهم العداوة
والبغضاء الی یوم القیامة اور آیت وجاعل
الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم
القیامة کے خلاف ہے۔ اگر سب یہود عیسٰیؑ پر ایمان
لے آئینگے تو یہ آیتیں کیونکر صحیح ہو سکتی ہیں۔ ص ۳۰۹

ھ

ہجرت

۱ - ہجرت انبیاء میں سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ جب تک
نکالے نہ جائیں نہیں نکلتے ۔ ص ۱۰۸

۲ - حضرت مسیح کے نکالنے یا قتل کرنے کا وقت
صرف فتنۂ صلیب کا وقت تھا۔ اس لئے دُور
دراز ملک کے یہودیوں کو دعوت کرنے کا فرض
پورا کرنے کیلئے انہوں نے ہجرت کی - ص ۱۰۸

۳ - حضرت مسیحؑ نے اپنے قول میں کہ نبی بے عزت نہیں
مگر اپنے وطن میں اپنی ہجرت کی طرف اشارہ کیا تھا
حاشیہ ص ۱۰۶ - ۱۰۷

۴ - مسیح کی ایک وجہ تسمیہ لسان العرب میں بہت
سیاحت کرنیوالا لکھی ہے - مسیح کا سیاح نبی
ہونا سربستہ راز کی کنجی ہے اور سیاحت واقعہ صلیب
کے بعد کی ۔ ص ۱۰۷ - ۱۰۸ مع حاشیہ ص ۱۰۷

۵ - تواریخی ثبوت سے ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ
نصیبین سے ہوتے ہوئے پشاور کی راہ سے
پنجاب میں پہنچے اور وہاں سے سری نگر ۔ ص ۱۰۶

ی

یاجوج ماجوج

۱ - یاجوج ماجوج سے متعلق علماء کے حدیثوں کی بناء پر
عقیدہ کا تفصیلی نقشہ ۔ ص ۱۵۸ و ص ۲۳۷

۲ - توریت میں ممالک مغربیہ کی بعض اقوام کو یاجوج ماجوج

قرار دیا ہے۔ اور ان کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ٹھہرایا
اس قوم کی ایک نشانی قرآن میں من کل حدب
ینسلون ہے۔ دوسرے اس نشانی کی طرف اشارہ
کیا ہے کہ وہ لوگ آگ سے کام لینے میں بڑی
مہارت رکھیں گے۔ اسی وجہ سے ان کا یہ نام ہے
کیونکہ اجیج شعلہ آگ کو کہتے ہیں۔ اور شیطان
کے وجود کی بناوٹ بھی آگ سے ہے خلقتنی
من نار۔ پس اس قوم کو شیطان سے فطری
مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے یہ قوم شیطان کے
اسم اعظم کی تجلی کا مظہر اتم بننے کے لئے موزوں
ہے اور ان کے مقابلے میں خدا کے اسم اعظم کی
تجلی جس کا مظہر اتم اسم احمد ہے ایسے وجود
کو چاہتی تھی جو لڑائی اور خونریزی کا نام نہ لے
اور محبت اور صلحکاری کو دنیا میں پھیلادے۔
ص ۲۷۷

۳ - یاجوج ماجوج سے وہ قوم مراد ہے جن پر
ارضی قویٰ کی ترقیات کا دائرہ ختم ہو جائیگا
اور اس کی وجہ تسمیہ۔ کہ اجیج شعلۂ نار کو
کہتے ہیں۔ ایک تو بیرونی لحاظ سے ہے کہ ان
کے لئے آگ مسخر کی جائیگی اور وہ اپنے دنیوی
تمدن میں آگ سے بہت کام لینگے۔ دوسرے
اندرونی خواص کے لحاظ سے کہ ان کی سرشت
میں آتشی مادہ زیادہ ہو گا۔ اس لئے وہ
قومیں متکبر ہوں گی۔ اور اپنی تیزی چستی اور
چالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی۔ اور مٹی
جب اپنے کمال تام کو پہنچتی ہے تو وہ حصہ
مٹی کا کانی جوہر بن جاتا ہے جس میں آتشی
مادہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ گویا جب یاجوج ماجوج
کی کثرت ہوگی تو سمجھا جائیگا کہ زمانہ نے اپنا
پورا دائرہ دکھلا دیا۔ اور یاجوج ماجوج پر
ارضی کمال کا ختم ہونا اس بات کی دلیل ہے
کہ گویا آدم کی خلقت الف سے شروع ہو کر
جو آدم کا پہلا حرف ہے اس یاء کے حرف
پر ختم ہو گئی جو یاجوج ماجوج کے لفظ کے
سر پر آتا ہے۔ گویا اس طرح پر یہ سلسلہ
ا سے شروع ہو کر اور یاء پر ختم ہو کر اپنے طبعی
کمال کو پہنچ گیا۔ اور اس کی مزید تشریح۔
حاشیہ ص ۳۲۱-۳۲۲

۴ - مٹی کی ترقیات آخر جواہرات اور فلزات معدنی
پر جن میں بہت سا مادہ آگ کا آجاتا ہے
ختم ہو جاتی ہیں۔ غرض بنی آدم کا یہ آخری
کمال ہے کہ بہت سا آتشی حصہ ان میں
داخل ہو جائے۔ اور یہ کمال یاجوج ماجوج
میں پایا جاتا ہے۔ حاشیہ ص ۳۲۲

یحیٰی نبی

سلسلہ موسویہ میں بارھویں خلیفہ تھے۔ اور

اسرائیلی ہیں بسلسلہ محمدیہ میں ان کے مقابل پر حضرت سید احمد صاحب بریلوی ہیں جن کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا - صـ ۱۹۳ - ۱۹۴

یسوع

احمد کا نام اپنی حقیقت کی رُو سے یسوع کے نام کا مترادف ہے اور اس کے یہی معنے ہیں کہ دشمنوں کے حملہ سے اور نیز نفس کے حملہ سے نجات دیا گیا - صـ ۲۵۶

یوز آسف

سری نگر میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہے - یوز یسوع کا بگڑا ہوا اور آسف مسیح کا نام ہے متفرق فرقوں کو اکٹھا کرنیوالا ان کی پرانی تاریخوں میں سے اس کا ذکر کہ انیس سو برس ہوئے یہ نبی شہزادہ بلاد شام کی طرف سے اپنے بعض شاگردوں کے ساتھ آیا - کوہ سلیمان پر عبادت کرتا عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جو سکھوں کے عہد میں محض تعصب وعناد سے مٹایا گیا - اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے - صـ ۱۰۱ - ۱۰۱

یوشع بن نون

حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے ان کے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان دس مشابہتیں - صـ ۱۸۳ - ۱۸۹

یہود

یہودیوں کے مغضوب علیہم ہونے کی بڑی وجہ جس کی سزا انہیں قیامت تک دائمی ذلت اور محکومیت کی صورت میں دی گئی یہی تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو ہر قسم کی ایذاء دی تکفیر وتوہین وتفسیق وتکذیب کی اور ان کی والدہ صدیقہ پر بہتان لگایا صـ ۱۹۸ - ۱۹۹

تمت